BELIEVE THIS....
YOU'll BELIEVE
ANYTHING

مصنف:-
جیمس ہیڈلے چیز

مترجم:-
رمیش چندر شرما
BSC, HLC

انتساب

برصغیر کے
مشہور
مصنف
خواجہ احمد عبّاس صاحب کے نام
بقول جن کے
اُردو صحافت میں
پیشہ کمانا
جوئے شیر لانے سے کم نہیں

رمیش چندر شرما

عرضِ ناشر

شرما صاحب کا یہ پانچواں ترجمہ ہے۔
دو ترجمے نسیم بکڈپو لکھنؤ سے شائع ہوئے ہیں
جن کو قارئین نے بہت پسند کیا۔
اس کے بعد دو ناول "دستِ قضا" اور "جلاد" ہم نے شائع کئے
اپنے معاونین کی پسند دیکھتے ہوئے
ہم نے شرما صاحب کو مجبور کیا کہ یہ سلسلہ جاری رکھیں
انھوں نے وعدہ کیا کہ ہر ماہ ایک ناول کا ترجمہ کرتے رہیں گے
ہمارے لیے آپ کی پسند سب کچھ ہے
اور ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ شرما صاحب آپ کی پسند کو
دیکھتے ہوئے ترجمے پیش کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔
اس ناول کے بارے میں بھی اپنی قیمتی رائے ضرور لکھیں
تاکہ ہم آپ کی خواہش پوری کر سکیں۔

فقط۔ نیازمند

میں نے اسے اپنی آفس کی شیشے کی پارٹیشن سے آفس کے باہری حصے میں داخل ہوتے دیکھا۔ وہ چھریرے بدن کا اونچا نوجوان تھا۔ عمر تئیس برس کے آس پاس رہی ہوگی۔ جسم کی رنگت کچھ جھلسی ہوئی۔ لیکن لباس بہترین تراش کا تھا جو کہ اس پر خوب بج رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ ضرور وہ کوئی فلم اسٹار ہوگا۔ میں جانتا تھا کہ فلمساز اس قسم کی شخصیت والے نوجوانوں پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے مکھیاں شہد پر۔

میری سکریٹری سیو ڈگلس نے اٹھ کر اسکا استقبال کیا۔ سیو نے اپنی دل لوٹ لینے والی مسکراہٹ اس کی طرف پھینکی۔ اس کی یہ مسکراہٹ میرے اکثر گاہکوں کے دل پر بجلیاں گرا دیتی تھی۔ لیکن اس نوجوان پر اسکا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اس نے سیو کی طرف سرسری انداز سے دیکھا۔ پھر آفس میں چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں۔ پھر اس کی نگاہیں مجھ پر پڑیں۔

چند لمحہ ہم دونوں شیشے کی پارٹیشن سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ سیو کو قطعی نظر انداز کرتا ہوا وہ پارٹیشن کا دروازہ کھول کر میرے آفس میں داخل ہوا اور اندر آ کر دروازہ بند کر دیا۔

"تم یہاں کے انچارج ہو؟" اس نے سوال کیا۔

اس کے لہجے سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ انگریز تھا۔ شاید کیمبرج یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ۔ میں چھ مہینے برطانیہ میں رہ چکا تھا اور لوگوں کے لب و لہجے سے ان کی جائے سکونت کا اندازہ لگا سکتا تھا۔

"جی ہاں" میں نے مسکرا کر کہا۔ "میرا نام کلے برٹن ہے جگہنے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

میں نے اسے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ چند لمحے کرسی کو اس انداز سے گھورتا رہا گویا یقین کر لینا چاہتا ہو کہ اس پر بیٹھنے سے اس کا خوبصورت بیداغ سفید سوٹ تو نہیں خراب ہو جائے گا پھر کسی قدر مطمئن ہوتے ہوئے وہ اس پر بیٹھ گیا۔

"تم نے شاید یہ ایجنسی حال ہی میں کھولی ہے؟" اس نے تنقیدی نگاہوں سے آفس کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ صرف چھ روز پہلے مسٹر......؟"

اس نے ناک بھوں چڑھا کر مجھے گھورا۔ اس کے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے "جانتے نہیں میں کون ہوں؟"

"میرا نام ورنن ڈائر ہے۔ شاید تمہیں معلوم نہ ہو لیکن میں یہاں کافی مشہور ہوں۔"

"آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔"

"شاید تم پیراڈائز سٹی میں اجنبی ہو؟"

"جی ہاں۔ میں بوسٹن سے تبدیل ہو کر یہاں آیا ہوں مسٹر ڈائر۔"

"میرا خیال تھا کہ تمہاری ایجنسی کوئی مقامی شخص رکھے گا۔"

میں نے اس کا سوال ان سنا کر دیا۔

"تو میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

اگر اسے مجھ سے کوئی کام تھا تو بھی شاید اسے بتانے کی جلدی نہ تھی۔

"ہوں! بس دو ہی ملازم ہیں یہاں؟ تم اور وہ لڑکی؟"

"اس سے زیادہ لوگوں کے لئے یہاں جگہ ہی نہیں۔ اس ہوٹل میں اتنی ہی جگہ تھی۔"

"میں نے تو یہ نہیں سوچا تھا۔ امریکن ایکسپریس والوں کے یہاں تو پندرہ آدمی ہیں۔"

"لیکن ان کا آفس اسپلنڈ ہوٹل میں بھی تو نہیں! یہ تو آپ مانیں گے کہ یہ ہوٹل اس پورے علاقے کا بہترین ہوٹل ہے!"

"مجھے اس سے غرض نہیں" وہ خشک لہجے میں بولا "میں تو صرف بہترین ٹریول ایجنسی[1] کی خدمات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

تب تو آپ بالکل صحیح جگہ آئے ہیں مسٹر ڈائر۔ یہاں ہم اپنے گاہکوں کو ضروری جانکاری اور معلومات ہی مہیا کرتے ہیں۔ باقی کاغذی اور دیگر کاروائی ہماری ہیڈ آفس سنبھالتی ہے جو کہ میامی میں ہے۔ ٹکٹ سفری چیک اور ہوٹل وغیرہ بک کرنا یہ سب میامی والے کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ نیویارک جانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کا آرڈر لے لیں گے۔ اور اگر آپ چاہیں تو آپ کا ہوائی ٹکٹ میامی کے ہوائی اڈے پر آپ کو دیا جا سکتا ہے یا اگر یہیں لینا چاہیں تو یہاں منگوایا جا سکتا ہے۔ میامی سے ٹکٹ اور دیگر کاغذات لے کر روزانہ ہمارا آدمی یہاں آتا ہے اسکے علاوہ ہم آپ کو ہر قسم کی معلومات اور اپنی رائے بھی پیش کر سکتے ہیں۔ اگر آپ یہ سب چاہتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ آپ سب سے اچھی جگہ آگئے ہیں

---

[1] ایسی کمپنی جو لوگوں کے سفر کے انتظامات کرتی ہے جیسے ٹکٹ بک کرنا۔ ہوٹل میں جگہ مخصوص کروانا وغیرہ۔ مترجم

وہ غور سے میری بات سنتا رہا پھر اس نے اطمینان سے سر ہلایا
"شاید تم نے مسٹر ہنری ڈول کا نام ضرور سنا ہوگا؟"
اس کی اکڑفوں سے مجھے جھلاہٹ سی ہونے لگی تھی۔
"مسٹر ہنری ڈول؟ جی نہیں۔ جب میں بوسٹن سے چلا تو اس وقت تک ان کی شہرت وہاں تک نہیں پہنچی تھی۔" میں نے جواب دیا "نہ ہی اب تک کسی نے ان کا ذکر کیا۔"
اس نے مجھے اس طرح گھورا جیسے کہ یقین کرنا چاہتا ہوں کہ میں اسکا مضحکہ تو نہیں اڑا رہا۔ لیکن میں اپنے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ طاری کئے کئے رہا۔ "مسٹر ہنری ڈول فلوریڈا کے علاقے کے سب سے اہم اور بارسوخ شخص ہیں!"
"اچھا! اس کا مطلب ہے کہ وہ مسٹر کینیڈی۔ نکسن اور مرحوم ٹرومین سے بھی زیادہ اہم ہوں گے؟" میں نے خوشدلی سے کہا۔ "مجھے اپنی بدقسمتی کا اعتراف کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں نے اب تک ان کا نام ہی نہیں سنا"

اس کے گال غصے سے تمتما اٹھے۔

"تم میری توہین کر رہے ہو۔"
"قطعی نہیں مسٹر ڈاٹر۔ بلکہ میں تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"

وہ ہچکچایا۔ پھر بولا۔
"میں مسٹر ڈول کا پرسنل سکریٹری ہوں۔ مسٹر ڈول نے طے کیا ہے کہ وہ اپنا کھاتا امریکن ایکسپریس سے ہٹا کر تمہاری فرم میں کھول لیں۔ میرے خیال میں

آپ لوگوں کی کارکردگی بھی ان سے کم تو نہ ہوگی۔"
"میں انہیں مطمئن کرنے کی پوری کوشش کرونگا۔" میں نے کہا
وہ پرخیال نظروں سے مجھے دیکھتا رہا۔
"شاید تم سوچ رہے ہوگے کہ یہ کوئی چھوٹا موٹا کھاتا ہوگا مسٹر براڈن؟"
کم سے کم اس کو میرا نام تو یاد تھا۔
"بڑا کھاتا ہو یا چھوٹا۔ کام مشکل ہو یا آسان۔ لیکن ہم تو ہر قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں۔"
"مجھے یہی امید تھی۔" وہ بولا۔ "خود کو ٹرائل[1] پر سمجھو۔ وڈل انٹر پرائز کے نام سے ایک کھاتا کھول لو۔ مسٹر وڈل کی طرف سے تمام لین دین میں کرونگا۔"
"کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ اندازاً ادائیگی کتنی مدت کے بعد ہوا کرے گی اور ادھار کتنی رقم تک کا ہوگا؟"
"میں نے ابھی چھ مہینے کے بعد امریکن ایکسپریس والوں کا حساب بیباق کیا ہے۔ حساب چھ ماہی تھا۔" اس نے رک کر میرے چہرے کا جائزہ لیا۔ پھر بولا۔ "اور رقم تھی.... ایک لاکھ تیس ہزار ڈالر!"
میں عالم بے یقینی میں اسے گھورتا رہا۔ میری حیرت دیکھ شاید اسے قلبی مسرت ہوئی۔
"اسکا مطلب ہے کہ تقریباً دو لاکھ ڈالر سالانہ؟"
"بالکل! اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔"
میں نے ایک لمبی سانس لی۔ اتنا بڑا کھاتا بھی ہاتھ سے نکلنے نہیں دینا چاہتا تھا۔
"تو آپ حساب چھ ماہی چاہتے ہیں؟"

[1] آزمائش پر۔ مترجم

"ہماری ادائیگی کا یہی طریقہ ہے۔"

میں سوچنے لگا کہ ہمارے ہیڈ آفس کا اس بارے میں کیا رویہ ہوگا! لیکن اگر امریکن ایکسپریس والے اسکا ادھار کھاتہ چھ ماہ تک چلا سکتے ہیں اور ڈیڑھ لاکھ ڈالر ادھار چلا سکتے ہیں تو ہماری فرم کو بھی ایسا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

"میں فوری کارروائی شروع کر رہا ہوں۔" میں نے کہا "لیکن پھر بھی کچھ خانہ پری وغیرہ تو کرنی ہی پڑے گی......" میں نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہ ضرور۔" اس نے اپنا بریف کیس کھولتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک فائیل نکال کر میری طرف بڑھایا۔ "اس میں تمام ضروری جانکاری موجود ہے۔ مسٹر ڈل کا پتہ۔ ان کے وکیل اور بینک کا نام اور بس کے دلالوں کے پتے وغیرہ۔ ان سے تمہاری تسلی ہو سکتی ہے۔"

اس نے فائیل میری میز پر رکھ دیا۔

"اسی ہفتے تم مجھے ٹکٹ جہانسبرگ اور ہانگ کانگ جانے والی اڑانوں کے بارے میں مطلع کرو۔ دو سنگل فرسٹ کلاس ہر فلائیٹ کے لئے ہر چیز کا انتظام بہترین ہونا چاہئے بالکل دی آئی پی کی طرح۔ اگلے ہوائی اڈوں پر کار تیار رکھنی چاہئے۔ ان کے ٹھہرنے کا انتظام وہاں کے سب سے اچھے ہوٹل میں ہونا چاہئے۔ وہ لوگ چھ دن رکیں گے۔ خرچ کا تخمینہ میرے آفس میں کل تک مل جانا چاہئے۔ اس کے بعد ہی میں مزید تفصیلات فراہم کردوں گا۔ تمام خط و کتابت مسٹر ڈل کے پتے پر میرے نام ہونی چاہئے۔"

میں نے حامی بھری۔

"وہ اٹھ کھڑا ہوا۔" تو پھر گڈ بائی۔"

مجھ سے ہاتھ ملائے بغیر وہ آفس سے باہر نکلا اور سیو کی طرف دیکھے بغیر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد سیو اندر داخل ہوئی۔

"کون بدتمیز تھا؟" وہ بولی۔

"مسٹر ڈائر۔ اب ہمارا اکثر اس سے سابقہ پڑا کرے گا۔"

میں نے مختصراً اسے سب سمجھا دیا۔ اس کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔

"دو لاکھ ڈالر سالانہ کی بزنس؟"

"ہاں۔ وہ یہی کہہ رہا تھا۔ لیکن میں ذرا پوچھ تاچھ کروں گا۔" میں نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر ضروری تفصیلات لکھیں اور سیو کے حوالے کرتا ہوا بولا۔" اس خرچ کا تخمینہ۔ جہازوں کی اڑان کے اوقات وغیرہ یہ سب تیار کر کے رکھو۔" وہ واپس اپنی میز کی طرف بڑھ گئی۔

میں نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ ساڑھے بارہ بج چکے تھے۔ میں نے ٹیلیفون اٹھا کر امریکن ایکسپریس کے نمبر ڈائل کیے اور ان کے مینیجر جو ہارڈنگس سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ہم دونوں کی خوب بنتی تھی۔ مانا کہ ہم کاروبار میں حریف تھے لیکن اس شہر میں دونوں کے لیے اتنا بزنس ضرور تھا کہ ہمیں آپسی رنجش رکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

"ہیلو جو۔ میں کلے بول رہا ہوں" میں نے اس کے لائن پر آ جانے کے بعد کہا۔" ہوارڈ جانسن میں سینڈوچ کھانے کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟"

"اگر میں آ گیا بیٹا تو ایک سینڈوچ کھلا کر ہی جان نہیں چھڑا سکو گے"

"اچھا اچھا جو مرضی ہے کھا لینا۔ اچھے رہیں گے! آ ؤ تو سہی۔"

"آدھ گھنٹے بعد وہیں مل رہا ہوں" اس نے کہا اور ریسیور رکھ دیا
میں ڈائر کی چھوڑی ہوئی فائل کا مطالعہ کرنے لگا۔
ہنری وڈل پیراڈائیز لارگو کے علاقے میں رہتا تھا۔ جہاں صرف انتہائی امیر لوگ ہی رہائش پذیر تھے۔ اسکا کھاتہ تین بینکوں میں تھا پیراڈائز سٹی میامی اور نیو یارک میں۔ اسکا قانونی مشیر جیبن شیک مین تھا اور اسکے دلال ٹرائیس۔ سیگفر اور جم رُف۔
میں باہر سیوں کی سیڑ کے پاس آیا۔
"میں روڈا سے چند منٹ بات کر کے ہارکنس کے ساتھ گرل روم میں لنچ لوں گا۔"
اس نے اثبات میں سر ہلایا
"میں یہ کاغذات تب تک تیار کر کے رکھوں گی۔"
میں ہوٹل کی کشادہ راہداری میں چلتا ہوا "ٹرینڈی مس بوٹک" اسٹور میں پہنچا۔ یہ بھی اسی ہوٹل میں واقع تھا۔ میری بیوی روڈا یہاں سیلز اسسٹنٹ کا کام کرتی تھی۔ میں نے اسے تنہا ایک اسٹول پر بیٹھے ایک میگزین پڑھتے پایا۔
روڈا سے میں نے دو سال قبل شادی کی تھی۔
میں اس وقت اپنی فرم کی بوسٹن برانچ میں کام کرتا تھا۔ اور وہ "ٹرینڈی مس بوٹک" کی بوسٹن برانچ میں اسسٹنٹ تھی۔ اس اسٹور کی پانچ تقریباً ہر بڑے شہر میں تھی۔ چونکہ ہمارے آفس قریب قریب واقع تھے۔ اس لئے میں اسے واپس اس کے اپارٹمنٹ میں چھوڑنے لگا۔ چند دنوں بعد ہم ڈنر ساتھ ساتھ لینے لگے۔ ہمارے آپسی جسمانی تعلقات بھی

قائم ہو گئے۔ وہ کافی پرکشش جوان اور بستر کی بہترین ساتھی تھی۔ یہ اسی کی رائے تھی کہ ہم شادی کر لیں۔ اس طرح ہم اپنے خرچ میں کافی بچت کر سکتے تھے۔ "میرا مکان کا کرایہ بچ جائے گا" اس نے کہا تھا۔ لیکن مجھے یہ نہیں سمجھ آیا کہ میری کیا بچت ہونے والی تھی۔ لیکن میں بھی اپنی تنہا زندگی سے تنگ آ چکا تھا۔ میں نے سوچا شاید شادی کر کے والیری کی یاد کو دل سے بھلا سکوں میں اس بے وفا حسینہ کو بھول جانا چاہتا تھا جو کہ چار سال پہلے میرے دل سے کھیل چکی تھی۔ یہی سوچ کر میں نے روڈا سے شادی کر لی!

جلد ہی مجھ پر مایوس کن انکشاف ہوا کہ باہر بن ٹھن کر رہنے والی روڈا حقیقی زندگی میں کتنی کاہل اور نکمی تھی۔ گھر کے کسی کام میں اسے ذرا بھی دلچسپی نہ تھی۔ اور تو اور وہ بستر بھی صاف نہیں رکھ سکتی تھی۔ اس لئے مجھے گھریلو کام کے لیے ایک خادمہ کا بندوبست کرنا پڑا۔ کھانا ہم تب بھی ہوٹل میں کھاتے رہے۔

جب میرا تبادلہ میرا ڈائنر سٹی میں ہوا تو روڈا نے بھی درخواست دے کر اپنی تبدیلی یہیں کروا لی۔ یہاں بھی ہم دونوں کے آفس اسٹیشن بے ہوٹل میں تھے۔ ہم دونوں کی کمائی اتنی ہو جاتی تھی کہ ہم آرام سے رہ سکیں۔ لیکن مجھے تو شادی سے سوائے جنسی آسودگی کے اور کچھ نہ ہاتھ آیا۔ وہ اپنی تنخواہ سے خرچ کرنے سے ہمیشہ کتراتی تھی اور تمام خرچ مجھے ہی برداشت کرنا پڑتے تھے۔

"روڈا" میں نے دکان کے دروازے میں رکتے ہوئے کہا۔ "آج میں لنچ تمہارے ساتھ نہیں لے سکوں گا۔ مجھے کسی سے کاروباری گفتگو کرنی ہے" اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"اچھا؟"

"مجھے کسی سے کاروباری گفتگو کرنی ہے۔" میں نے دہرایا۔ مجھے روڈا سے گفتگو کرتے وقت اکثر اپنے الفاظ دہرانے پڑتے تھے خاص کر تب جب وہ پڑھ رہی ہو!

"او کے او کے! تو شام کو چلیں گے؟ ٹھیک؟"

اور وہ پھر پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔

میں ہوٹل کے گرل روم بار میں آیا اور سکاچ کے ایک پیگ کا آرڈر دیا۔ جب بارمین نے پیگ میرے سامنے لاکر رکھا تو میں نے اس سے پوچھا "کبھی ہنری ڈنل کا نام سنا ہے؟"

"ڈنل؟" اس نے حیرت سے دہرایا۔ "نہیں مسٹر برٹن۔"

"لیکن مجھے تو بتایا گیا ہے کہ وہ اس شہر کی اہم ترین شخصیت ہے۔"

وہ مسکرایا۔

"بتانے والے کی رائے میں ضرور ہوگا۔"

جو پامنکنس پانچ منٹ بعد آپہنچا۔ پستہ قد دوہرے جسم کا اور میری ہی عمر یہ شخص اپنے کام میں بہت تیز تھا۔ اس کی آنکھیں اور چہرہ ہر وقت مسکراتے معلوم ہوتے تھے۔

"جشن منا رہے ہو؟" وہ گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"یہی سمجھ لو۔" میں نے بارمین کو اس کے لئے بھی شراب لانے کا آرڈر دیا۔

"آج میرے پاس ایک ملاقاتی آیا تھا۔"

"میں بھی اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔" وہ بولا۔ "کل مجھے تمہارے لئے

افسوس ہے! جب اس حرامی نے مجھ سے کہا کہ وہ میرے یہاں سے اپنا کھاتہ بند کرنا چاہتا ہے تو یقین مانو کہ میں خوشی سے اچھل پڑے
میں اسے دیکھتا رہ گیا۔
"مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش نہ کرو جو۔"
"یہ حقیقت ہے گلے! بظاہر نا قابل یقین نظر آتا ہوگا کہ دو لاکھ ڈالر سالانہ کی بزنس کھو کر بھی میں خوشی کا اظہار کر رہا ہوں۔ لیکن یہ سچ ہے میں وڈل اور ڈائر سے تنگ آچکا تھا ڈیڑھ سال سے انہوں نے میرے ناک میں دم کیا ہوا تھا.... چلو جان چھوٹی۔"
"اسکا مطلب یہ ہے کہ کھاتہ سچ مچ دو لاکھ ڈالر کا ہے؟"
"ہاں۔ اور اس سال شائد اور زیادہ کا ہو۔ یہ تو پچھلے سال کے آنکڑے تھے۔ لیکن کسی غلط فہمی میں نہ رہنا" اس نے وسکی کا ایک گھونٹ بھرا اور بولا "وڈل چھ ماہ کا ادھار بزنس چاہتا ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ وہ چھ ماہ تک ہمارے ایک لاکھ ڈالر استعمال کرتا ہے جس کا سود بھی ساڑھے تین ہزار ڈالر بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ پانچ فی صد کمیشن بھی چاہتا ہے اسکا مطلب ہوا کہ چھ مہینے میں وہ ہم سے سات ہزار ڈالر اینٹھ لیتا ہے یعنی ایک لاکھ کی بزنس میں اسے تقریباً بیانوے ہزار ڈالر ہی ادا کرنے پڑتے ہیں۔"
میں مسکرایا۔
"تو کیا ہوا۔ شرائط تو تم نے ہی طے کی تھیں۔ کھاتہ پھر بھی بہت بڑا ہے اس کے باوجود بھی کافی بچت ہونی چاہیے۔"
"بظاہر ایسا ہی نظر آتا ہے۔ میں تو اس وقت کسی طرح اس کا کھاتہ

بینے کی پڑی تھی اس لئے ہم نے اس کی شرائط مان لیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ہم غلطی پر تھے۔" اس نے میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور مسکرا کر بولا۔

"وہ اسٹیک ٹھنڈی ہو رہی ہو گی.... چلیں؟"

میں نے مشروبات کی ادائیگی کی اور ہم بار سے اٹھ کر کھانے والے کمرے میں آ گئے۔

"چونکہ یہ تمہاری اپنی جیب سے خرچ ہو رہا ہے اس لئے ہم فضول خرچی نہیں کریں گے۔" وہ بولا "بھنی ہوئی مچھلی۔ تلے ہوئے اسٹیک اور کوئی بھی شراب چل جائے گی۔"

میں نے بیرے کو بلا کر آرڈر دیا۔

"تو تم یہ بتا رہے ہو" میں بولا "کہ تمہیں ڈیل کے کھاتے سے کچھ بھی نفع نہیں ہوا؟"

"ایسی بات تو نہیں۔ سب خرچ کاٹ کر دو فیصد نفع بچا تھا جو کہ برا نہیں۔ لیکن جتنی دردسری اس کے لئے اٹھائی پڑی اس کے سامنے یہ نفع کچھ بھی نہیں۔"

"کیسی سر دردی؟" میں نے پوچھا

"ایک ہو تو گناؤں۔ سب سے پہلے تو مجھے دوری کی وجہ سے اپنی بہترین سکریٹری سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس کے علاوہ اسے خوش رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ خرچ کرنا بھی پڑتا تھا۔ پھر ایک مار پیٹ کا کیس ہو گیا

اس کے لیے ہمیں ورنن کو پانچ ہزار ڈالر ادا کرنے پڑے اور یہ سب اس کا وجہ سب آگ سہنا پڑتا تھا۔

ویٹر بھنی ہوئی مچھلی کی رکابی رکھ کر چلا گیا۔

"وہ جھگڑا کس سے ہوا تھا؟"

ہارکنس مسکرایا "میرے ایک ماتحت کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو اس نے گرما گرمی میں ورنن کی ناک پر گھونسہ دے مارا۔ ورنن نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ ہم نے پانچ ہزار ڈالر دے کر اسے مقدمہ واپس لینے پر آمادہ کیا اور ایک ماتحت الگ سے کھویا۔"

"اور اسے خوش رکھنے کے بارے میں تم کیا کہہ رہے تھے؟"

"وہ کاروباری گفتگو کے لیے کبھی بھی آفس میں نہیں آتا تھا بلکہ کسی نہ کسی مہنگے ہوٹل میں ہی ملتا تھا اور کھانے پینے کا تمام بل مجھے ہی ادا کرنا پڑتا تھا۔ شاید پچھلے ڈیڑھ سالوں میں میں نے اس پر چار ہزار ڈالر سے زیادہ رقم خرچ کی ہے۔" ہم تھوڑی دیر خاموشی سے کھاتے رہے۔ پھر میں نے پوچھا۔

"اور ووڈل؟ وہ کیسا آدمی ہے؟"

"میں نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔ اس کے بارے میں میں صرف اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ پیراڈائز لازگو کے علاقے میں رہتا ہے۔ اس کے پاس اپنی ایک دخانی کشتی ڈیک ، رولس رائس کار اور بے شمار دولت ہے اس کی بیوی بھی بے حد حسین ہے۔ وہ بذات خود صرف چنیدہ صاحب رسوخ لوگوں سے ہی ملتا ہے۔ باقی سب کام ورنن ڈالر ہی دیکھتا ہے۔"

"ووڈل کا ذریعہ آمدنی کیا ہے؟"

ہارکنس نے اپنی پلیٹ ختم کی اور اطمینان کی ڈکار لے کر کرسی پر پسر گیا

"وہ مختلف چیزوں کا سپلائر ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔ ذرا تفصیل سے بتاؤ۔"

"دیکھو کوئی دو سو منتخب اشخاص اس کے لئے کام کرتے ہیں۔ وہ ہر وقت کہیں نہ کہیں سفر کرتے رہتے ہیں اسی لئے اسے ٹریول ایجنسی کی خدمات کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کے آدھے لوگ ان لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو کوئی نہ کوئی فاضل اشیاء فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے شکر کافی۔ تیل جہاز یا کوئی بھی اور چیز اور باقی آدھے ان لوگوں کو ڈھونڈتے ہیں جنہیں ان اشیا کی ضرورت ہوتی ہے۔ وڈل اپنا کمیشن لے کر دونوں پارٹیوں کا سودا پٹا دیتا ہے۔ اس طرح اسے مفت میں موٹی رقم حاصل ہو جاتی ہے۔ وڈل کے پاس ہر قسم کے ماہرین ہیں اور اس کا کام بہت تسلی بخش طریقے سے انجام پاجاتا ہے۔ اس دن میں نے اخبار میں پڑھا کہ لیبیا کی سرکار نے برطانیہ سے پرانے جنگی جہاز خریدے ہیں۔ مجھے تعجب نہ ہوگا اگر یہ سودا وڈل کی ہی معرفت ہوا ہو۔"

میں مرعوب ہو گیا۔

"وڈل نے مجھے ایک آرڈر دیا ہے۔ لمبے سفر کا ہے......"

"بس بس!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے بتاؤ مت! مجھے معلوم ہے کہ وہ ہوگا ٹوکیو جہانسبرگ اور ہانگ کانگ کے دورے کا؟"

میں اسے دیکھتا رہ گیا۔

"وڈل کا یہی طریقہ ہے۔" وہ بولا۔ "وہ تمہارے تخمینے سے ہی

اندازہ لگائے گا کہ تم کس طرح کام کرو گے۔ سب سے پہلے مجھ سے بھی اس نے انہیں تین جگہوں کے خرچ کا تخمینہ مانگا تھا۔ لیکن کوئی گیا نہیں۔ اصل بزنس تو وہ لنچ کے وقت ہی دیتا ہے۔ تم اس سے مفت میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔"

"رقم کو تو کوئی خطرہ نہیں نا؟"

"اس بارے میں تو بے فکر رہو۔ وڈل پائی پائی ادا کر دیتا ہے"

"تم نے اس کے بتائے ہوئے بینکوں میں پوچھ تاچھ کی تھی؟"

"ہاں۔ تینوں بینکوں اور اس کے دلالوں سے بھی اُسکا حساب کھرا ہے۔ اگر چاہو تو میں اس کے حساب کی فوٹو اسٹیٹ کاپی تمہیں دے سکتا ہوں۔"

"بڑی مہربانی ہوگی جو۔"

ویٹر تلے ہوئے اسٹیک رکھنے لگا۔

"اب یہ جھنجھٹ چھوڑو" وہ رال ٹپکاتا ہوا بولا۔" ذرا کھانے کی طرف دھیان دو۔

کچھ دیر ہم خاموشی سے کھاتے رہے پھر وہ بولا۔

"بہت دنوں سے میرے ساتھ گولف کھیلنے نہیں آئے؟"

"اس اتوار کو رکھ لیں؟" میں نے پوچھا۔

وہ مسکرایا۔

"فائن! ذرا جلدی آجانا۔ نو بجے شروع کر دیں گے۔" چونکہ روڈا اتوار کو بارہ بجے سے پہلے سو کر نہیں اٹھتی تھی۔ اس لئے میں گولف سے واپس آکر لنچ تیار کر سکتا تھا۔ روڈا کی کھانا بنانے میں قطعی دلچسپی

نہ تھی۔ اور اتوار کو میں ہوٹلوں کے چکر نہیں لگانا چاہتا تھا۔ اس لئے لنچ خود ہی تیار کر لیتا تھا۔

کافی پینے کے بعد ہم باہر نکلے۔

"اگر وڈل کے بارے میں اور کوئی جانکاری چاہو۔" وہ کار میں بیٹھتا ہوا بولا" تو مجھے ٹیلیفون کر لینا.... اب تم اس جھنجھٹ میں پھنسنے والے ہو اس لئے مجھے تم سے ہمدردی ہے۔"

اس نے کار بڑھا دی۔ دل میں عجیب بے چینی کا احساس لئے میں واپس اپنی آفس کی طرف چل دیا۔

اپنی آفس میں واپس آ کر میں نے اپنی فرم کے ہیڈ آفس میامی کا نمبر ملایا۔ اور ڈسٹرکٹ جنرل منیجر ہمفری نیسنگم کو رپورٹ دی۔

"اس کھاتے پر میری بہت دنوں سے نظر تھی نکلے!" وہ پرجوش لہجے میں بولا۔

"مجھے امید نہ تھی کہ وہ امریکن ایکسپریس سے اتنی جلدی کھاتہ بند کر دیں گے۔"

"ہارکنس ان سے بچھا چھڑا کر بہت خوش ہے۔" میں بولا "کہیں ہم بھی مصیبت ہی مول نہ لیں۔"

"دو لاکھ ڈالر کا بزنس! مجھے امید نہ تھی کہ کھاتا اتنا بڑا ہو گا۔ ہم اس کے لئے بہت کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے مجھے برداشت کرنا پڑے گا۔"

وہ ہنسا۔

"یہ تو تمہارا کام ہی ہے" وہ خوش دلی سے بولا "میں تمہیں اور اسٹاف مہیا کردوں گا۔ لیکن تمہیں وڈل کے کام پر خاص دھیان دینا ہوگا۔"

"ابھی سے یہ سوچ کر گھاتے مل ہی گیا" میں بولا اور اسے ان کی شرطوں کے بارے میں بتانے لگا جو کہ مجھے ہارکنس نے بتائی تھیں اسکا جوش کچھ کم پڑ گیا۔

"اوہو! تب تو ہمیں تب تک انتظار کرنا پڑے گا جب تک تم ان سے شرائط طے نہیں کر لیتے۔ شاید وہ ہم سے یہ شرطیں نہ طے کرے۔"

"اس خیال میں مت رہو۔ وہ ہم سے اور زیادہ کمیشن کا طلبگار ہوگا"

"لیکن پانچ فی صد سے زیادہ ہم نہیں دے سکیں گے۔ اس میں کوئی رعایت نہ کرنا۔"

"جب تک وہ ہمیں اپنی شرائط پیش کرتا ہے کیوں نہ ہم اسکے بینک وغیرہ سے پوچھ تاچھ کر لیں؟"

"ضرور۔ لیکن وڈل بہت بڑا آدمی ہے۔ اس معاملے میں کوئی وقت نہ ہوگی لیکن پھر بھی میں چیک کر لوں گا۔"

"تم ان جگہوں پوچھ تاچھ کرو جہاں اسکا ادھار کھاتہ چلتا ہے صرف بینک میں پوچھ تاچھ سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔"

تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر ہمفری کی آواز آئی۔

"تمہیں اس میں کوئی گڑبڑ نظر آ رہی ہے؟"

"نہیں لیکن پھر بھی مجھے یہ کھاتہ پسند نہیں آ رہا۔ ہارکنس کہہ رہا تھا کہ اسے مجھ سے ہمدردی ہے اور وہ پورے خلوص سے کہہ رہا تھا اسکے علاوہ

مجھے ڈائر بھی پسند نہیں آیا۔

"مجھے بھی ہر پیسہ تو ان کا بھی کھرا ہے۔ یہ سب تم مجھ پر چھوڑ دو۔"
اور اس نے فون رکھ دیا۔ میں نے ریسیور واپس رکھا۔

تبھی سیو ڈائر کا مطلوبہ تخمینہ اور دیگر تفصیل لئے ہوئے آئی۔
ہمیشہ کی طرح اس کا کام تسلی بخش تھا۔

"بہت خوب سیو" میں نے کہا۔ اور اپنے ڈائر کے نام ایک خط لکھوانے لگا۔ میں نے اس کو مطلع کیا کہ اسکا کھاتہ کھولنے کی کارروائی شروع کی جا چکی ہے۔

"اسے فوراً پوسٹ کر دو۔ ہمیں یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہم نے اس کیلئے دوڑ دھوپ شروع کر دی ہے۔"

پونے چھ بجے تک ہم آفس کے دیگر کاموں میں مشغول رہے۔
جہازوں کے اوقات وغیرہ پوچھنے والے سیاحوں کی بھیڑ ختم ہوئی چھ بجے سیو مجھے گڈ نائٹ کہہ کر چلی گئی۔ میں نے بھی آفس بند کر کے ٹرینڈی نس کی راہ لی تا کہ روڈا کو ساتھ لے سکوں۔ وہ ایک گاہک کے ساتھ مصروف تھی۔ میں ایک کنارے کھڑا رہا۔ آخر اس نے بھی کام ختم کیا اور ہم دونوں کار پارکنگ کی طرف بڑھے۔

"اوہ خدا۔ کھڑے کھڑے کام کرتے ہوئے میرے پاؤں اکڑ گئے ہیں" وہ بولی۔

"تم خوش قسمت ہو۔ سارا دن کرسی پر بیٹھے رہتے ہو۔ مجھے تو ایک سنٹ بھی بیٹھنے کی فرصت نہیں ملتی۔"

میں نے اسے یہ یاد دلانے کی ضرورت نہ سمجھی کہ وہ دوپہر کے وقت

کرسی پر بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی ۔ مجھے اس کی شکایتیں سننے کی عادت پڑ چکی تھی ۔

"آج رات پکچر چلوگی" میں نے گاڑی سیٹ کرتے ہوئے کہا ۔

"دیکھنے قابل کوئی فلم ہی نہیں ۔" وہ بولی ۔ "خدا کے لئے ایرکنڈیشنر چلاؤ بہت گرمی ہے ۔"

میں نے کار کا ایرکنڈیشنر چلا دیا ۔ گرمی اور حبس ضرور تھے لیکن میامی سے کم ۔ وہاں تو ان دنوں برا حال ہوتا تھا ۔ گھر کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے پوچھا ۔ "کبھی ہنری وڈل کا نام سنا ہے ؟"

"مسز وڈل کل ہمارے اسٹور میں آئی تھی ۔ اس نے کچھ خریداری کی تھی ۔"

میں نے چونک کر اسے دیکھا ۔

"کیسی ہے وہ ؟"

روڈا نے مجھے مشتبہ نگاہوں سے گھورا ۔

"تمہیں اس سے کیا مطلب ؟"

"اس کے شوہر نے ہمارے یہاں دو لاکھ ڈالر سالانہ کا کھاتہ کھولا ہے"

"اوہ" روڈا نے مرعوب ہو کر کہا ۔

"ہنری وڈل کیسا آدمی ہے ؟" میں نے پوچھا ۔

"معلوم نہیں ۔ وہ اکیلی آئی تھی ۔"

اور مسز وڈل کیسی ہے ؟"

روڈا جھلا گئی ۔ وہ کبھی کسی عورت کی تعریف نہیں کرتی تھی ۔

"ٹھیک ہے ۔ لباس پہننے کا شعور ہے اسے بس !"

"مزاج کیسی ہے ؟"

"ٹھیک ہی اور امیرزادیوں کی طرح بغرور نہیں۔"

"ادائیگی نقد کی تھی ؟"

"نہیں۔ ان کا حساب چلتا ہے۔"

"ادائیگی کس طرح ہوتی ہے ؟"

"اب یہ تو منیجر ہی جانتا ہو گا۔ میری بلا سے پیسے دے یا نہ دے۔ اب تیز چلیئے کلے۔ میں فوراً غسل کرنا چاہتی ہوں۔"

ایک گھنٹہ بعد روڈا گھر کی بالکونی پر آرام کرسی میں لیٹی پڑی تھی۔ اسکے ایک ہاتھ میں مارٹینی کا گلاس اور دوسرے میں ایک میگزین تھی میں بھی غسل کر چکا تھا اور اپنے لئے وسکی کا پیگ بنا کر اسی کے پاس آ بیٹھا تھا۔

مجھے معلوم تھا کہ اب وہ ڈنر کے وقت تک منہ سے کچھ نہیں پھوٹے گی میں اس سے وڈلی انٹرپرائسز کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔ اسے ورنن ڈار کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ لیکن میں جانتا تھا کہ اسے اس میں کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ وہ میگزینوں اور ملبوسات کے علاوہ کسی شئے میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی۔

اس کے سامنے بیٹھا میں اسکا موازنہ والیری سے کرنے لگا کتنا تضاد تھا دونوں کے مزاج میں!

والیری میرے ہر کام میں دلچسپی لیتی تھی۔ وہ بہت ہوشیار تھی۔ میں اپنی کاروباری الجھنوں کا ذکر چھیڑتا ہی تھا کہ اس کے پاس کوئی نہ کوئی حل سوچ رکھا ہوتا تھا۔

والیری !!

چھ سال قبل میں امریکن ٹریول سروس کی بوسٹن برانچ کا منیجر مقرر ہوا تھا۔ رائے کینن جس کی بدلی نیویارک ہوئی تھی اور میں جس کی جگہ لے رہا تھا مجھے ہوائی اڈے پر ملا تھا۔

"یہاں سے جاتے وقت مجھے صرف ایک افسوس ہے۔ اس نے کہا تھا" وہ یہ کہ میں اپنی بہترین سکرٹری یہاں چھوڑے جا رہا ہوں۔ خیر! میرا یہ نقصان تمہارا فائدہ ہی ہے۔ وہ انتہائی قابل محنتی۔ دیکھنے میں خوبصورت اور غضب کی یادداشت کی مالک ہے۔ اپنی خوش اسلوبی سے سارا کام سنبھالتی ہے کہ بس! کیا کہوں!

حالانکہ مجھے اس وقت اس کے بیان پر یقین نہیں ہوا تھا لیکن جلد ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ غلط نہیں کہہ رہا تھا۔ والیری ڈارٹ واقعی اس تعریف کی مستحق تھی وہ اونچے پرکشش جسم کی مالک تھی آنکھیں نیلی اور چہرہ خوبصورت تھا۔ اور اپنے کام میں ماہر!

چند ہی دنوں میں میں اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ حالانکہ وہ مجھ سے کافی گھل مل گئی تھی پھر بھی اس کے انداز میں ایک ایسی سردمہری تھی جس نے مجھے خبردار کیا کہ میں اتنی جلد اپنا حالِ دل اسے زبان کردوں ہم ساڑھے نو بجے سے چھ بجے تک ساتھ کام کرتے تھے۔ یعنی کہ میں اسکے ساتھ اس سے زیادہ وقت تک رہتا تھا جتنا کہ میں اس سے شادی کرکے رہ سکتا تھا۔ اس کی اپنی کار تھی۔ چھ بجے کے قریب وہ مسکرا کر مجھے گڈنائٹ کہتی اور ہاتھ ہلاتی ہوئی چلی جاتی تھی مجھے اسکی ذاتی زندگی کے بارے میں کوئی زیادہ جانکاری نہ تھی۔ نہ ہی کبھی اس نے اس بارے میں گفتگو

کی۔ اس کی سرد مہری اور نپے تلے برتاؤ نے مجھے بھی خاموش رہنے پہ مجبور کر دیا۔

آخر میں نے ایک دن دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اسے ڈنر پر مدعو کر ہی دیا۔ وہ کچھ دیر تو خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر مسکرا کر بولی۔

"شکریہ آجاؤں گی۔"

میں اسے ایک عمدہ ریسٹورنٹ میں لے گیا۔ ڈنر سے پہلے ہم نے ڈانس بھی کیا۔ لیکن پھر بھی اس کے انداز سے زیادہ جوش و خروش نہیں نظر آرہا تھا۔ اس کے بعد تو ہر جمعہ کی رات کو میں اسے ڈنر پہ لے جانے لگا۔ بیچ میں ایک بار میں نے اس سے کہا کہ وہ بدھ کی شام میرے ساتھ پکچر دیکھا کرے۔ لیکن اس نے مجھے ٹال دیا۔

اب وہ میری رگ رگ میں سما چکی تھی۔ میں جانتا تھا کہ میری زندگی میں اب اور کوئی عورت نہیں آسکتی۔ میں شاید اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اب میں اسے چھوٹے موٹے تحفے بھی دینے لگا تھا۔

تقریباً تین مہینے بعد ایک جمعہ کی رات جب میں اس کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور میں کہہ ہی اٹھا۔

"وال! میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔ شاید تم اس بات کو محسوس کر چکی ہو گی۔ کیا تم مجھ سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو؟ میں تمہیں دنیا کی ہر شے سے زیادہ چاہتا ہوں اور تمہیں خوش رکھنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھوں گا اب ذرا یہ بتاؤ کہ میرے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ کیا میں امید رکھوں؟"

اس نے اپنا سر میرے کندھے سے ٹکا رکھا تھا۔ اسلئے میں اس کے

تاثرات نہ دیکھ سکا۔ چند لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائی۔ میرا دل بلیوں اچھلنے لگا۔

"ہاں کلے! تمہیں چانس مل سکتا ہے۔ لیکن میں ابھی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

میں اسے ریسٹورنٹ سے باہر باغیچے میں لے آیا۔ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ منظر حسین تھا۔

"تو اسکا مطلب ہے کہ تمہارے دل میں میرے لئے جگہ ہے؟" میں نے عالم سرخوشی میں پوچھا۔

"ہاں" اس نے میرے گال سے اپنے ہونٹ چھوئے۔ لیکن جلد بازی مت کرو کلے! تھوڑا انتظار کرو۔ اگر میں نے تم سے ابھی ہی شادی کرلی تو گھر سنبھالنے کے چکر میں پڑ جاؤں گی۔ اور میں کچھ دن اور کام کرنا چاہتی ہوں میرے لئے تھوڑا انتظار کرلو۔

میں اس رات مارے خوشی کے سو نہ سکا۔

اگلی ہی صبح مجھے اپنی ہیڈ آفس سے ایک کال موصول ہوئی۔ وائس پریذیڈنٹ جان رائز مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔ میں صبح کا کام والس کے حوالے کر گیے (چونکہ وہ دن سنیچر کا تھا اور ہم اس دن ایک بجے آفس بند کر دیتے تھے) بذریعہ ہوائی جہاز نیویارک پہنچا۔

رائیز مجھ سے بہت خندہ پیشانی سے ملا۔ اور فوراً ہی مطلب پر آگیا "کلے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تم ایک دورہ یورپ کا بھی لگاؤ۔ ہم نے اس بات کا انتظام کر دیا ہے کہ تم ہماری لندن اور پیرس کی برانچوں میں چھ چھ مہینے کام کرو۔ مجھے امید ہے کہ پیرس میں رہ کر تم اپنی فرانسیسی

بہتر کر سکو گے۔ اس کے علاوہ پورے کام کو سمجھنے کے لیے تمہارا یورپ کا چکر لگانا ضروری بھی ہے۔ میں نے بل اولسن کو تمہاری جگہ چارج لینے کی ہدایت کر دی ہے۔ واپسی میں تم وہ جگہ اپنے لیے مخصوص پاؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی تمہاری تنخواہ میں پندرہ سو ڈالر سالانہ کا اضافہ بھی کیا جائے گا تو کب جاؤ گے؟"

میں نے فوری فیصلہ کیا۔ میں وال سے کسی بھی قیمت پر الگ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ لیکن وہ خود مجھ سے شادی کرنے کے لیے کچھ وقت چاہتی تھی مزید پندرہ سو ڈالر ہماری شادی شدہ زندگی میں بہت کارآمد ہو سکتے تھے۔
میں نے کہا کہ میں اسکی ہدایت کے مطابق کسی بھی وقت جانے کے لیے تیار ہوں۔
"منگل ٹھیک رہے گا؟"
جیسا آپ چاہیں" حالانکہ وہ مجھے بہت جلدی بھیج رہا تھا لیکن جتنا جلد میں جاؤں اتنا ہی جلد واپس بھی آ سکتا تھا۔
"فائن" اس نے خوش ہو کر کہا۔ "اولسن سوموار کے روز پہنچ جائیگا بس وارٹ اسے کام سمجھا دے گی۔" اس نے میری طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا" بہت عمدہ سکریٹری ہے وہ؟ ہے نا؟"
"جی ہاں" میں نے کہا اور سوچنے لگا کہ جب اسے معلوم ہو گا کہ وہ مجھ سے شادی کر کے ایجنسی چھوڑ رہی ہے تو اسکا ردعمل کیا ہو گا؟
بوسٹن کے لئے روانہ ہونے سے پہلے میں نے وال کو فون کیا۔ وہ آفس بند کر رہی تھی۔
"میں چار بجے والی فلائیٹ سے پہنچ رہا ہوں وال۔ تم سے بہت ضروری

باتیں کرنی ہیں۔ ایرپورٹ پر مل سکتی ہو؟
"ہاں ضرور۔"
میری فلائیٹ میں ابھی ایک گھنٹے کی دیر تھی۔ میں نے ایک جوہری کی دکان سے ایک خوبصورت انگوٹھی خریدی جس میں دو زمرد جڑے ہوئے تھے اور اسے پیک کروا کر ایرپورٹ پہنچا۔
بوسٹن کے ہوائی اڈے پر وال میری منتظر تھی۔ جب ہم ساتھ ساتھ کار پارک کی طرف جا رہے تھے جہاں اس کی کار کھڑی تھی کہ وہ بولی "کیا بات تھی کہلے؟"
"ایک نہیں کئی باتیں ہیں۔" میں اس کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا "آؤ فرینکلن پارک چلتے ہیں۔ وہیں بتاؤں گا۔"
وہ مجھے دن بھر کی کارگذاری کے بارے میں بتاتی رہی۔ آخر ہم پارک تک آ پہنچے۔
کار سڑک پر چھوڑ کر ہم پارک کے اندر آئے اور ایک دور افتادہ بنچ منتخب کر کے بیٹھ گئے۔ یہاں خاموشی تھی اور کوئی ہماری گفتگو سننے والا نہ تھا۔
"وال!" میں بولا۔ "تم سے الگ ہو کر مجھے بہت افسوس ہو گا لیکن تم ضرور اسی درمیان کوئی قطعی فیصلہ کر لوگی۔ میرا مطلب ہے ہماری شادی کے بارے میں۔
میں ایک سال بعد واپس آؤں گا۔ مجھے امید ہے تب تم مجھ سے شادی کے لئے تیار رہو گی۔ اگر تنخواہ میں اضافے کی بات نہ ہوتی تو میں کبھی نہ جاتا۔ لیکن اپنا گھر بسانے کے لئے یہ رقم ہمارے بہت کام آئے گی۔"

وہ مجھے پر تجسس نگاہوں سے گھورتی رہی
"تم مجھے بہت یاد آؤ گے کلے!"
میں نے انگوٹھی کا پیکیٹ نکالا۔ اور اسکے ہاتھوں میں تھما دیا۔
جب اس نے پیکیٹ اور ڈبیہ کھولی تو اس کی آنکھیں فکر مند نظر آنے لگیں
"میں..... میں یہ قبول نہیں کر سکتی کلے۔ نہیں" وہ بولی "اس طرح
تو میں بندھ جاؤں گی" اس نے ڈبیہ واپس میرے ہاتھوں میں رکھ دی
لیکن میں نے پھر اس کے ہاتھ میں دے دی۔
"میں تمہاری محبت کی قدر کرتی ہوں۔ لیکن ایک سال میں بہت کچھ
ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ لیکن پھر بھی میں
سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہتی ہوں۔ میں کوئی بندش نہیں قبول کر سکتی۔
مجھے اس کے رد عمل سے کافی مایوسی ہوئی۔ لیکن میں نے اس کا
اظہار نہ کیا۔
"اس میں تمہیں کوئی بندش نہیں ہو گی والی" میں بولا "فی الحال اسے
اپنے داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہن لو اور جب تمہارا ارادہ مجھ سے شادی
کرنے کا ہو جائے تو بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لینا۔ اس میں کیا خرابی ہے؟"
وہ کچھ دیر انگوٹھی کو دیکھتی رہی۔
"بہت خوبصورت ہے" آخر وہ بولی۔ پھر اس نے انگوٹھی نکال کر
اپنے داہنے ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہن لیا۔ "اب تو خوش ہو" اس نے
میری طرف جھک کر کہا۔ ہم نے ایک دوسرے کا طویل بوسہ لیا۔
"اب میں تمہارے لئے ڈنر بناؤں گی" وہ بولی "تم دیکھو گے کہ میں
گھریلو کاموں میں بھی اتنی ہی ماہر ہوں جتنی کہ آفس کے کام میں"

ہم واپس شہر میں آئے۔ وال نے ڈنر کے لئے ضروری سامان خریدا اور پھر مجھے لئے ہوئے اپنے اپارٹمنٹ پہنچی۔

اس کا چھوٹا سا اپارٹمنٹ نہایت خوبصورتی سے آراستہ تھا۔ اس کا بنایا ہوا ڈنر بھی بہترین تھا۔

اس رات ہم کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ ہم نے اگلا دن یعنی اتوار اکٹھا گذارنے کا فیصلہ کیا۔ سیلزبری کے ساحل پر بسے گذرا ہوا وہ دن میری زندگی کے خوشگوار ترین دنوں میں سے ایک تھا۔

منگل کو وال مجھے الوداع کہنے ایرپورٹ تک آئی۔

"وال میرا انتظار کرنا" میں نے کہا صرف ایک سال کی تو بات ہے پھر ہم اپنا گھر بسائیں گے۔

لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔ میں اسے روزانہ خط لکھتا رہا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ وہ خط لکھنے میں بہت سست ہے لیکن پھر بھی اس کے خط جو بھی مجھے ملے محبت سے بھرپور ہوتے تھے۔

لندن میں چھ ماہ گذار کر میں پیرس چلا گیا۔ پچھلے تین ہفتوں سے وال کا کوئی خط نہیں آیا تھا۔ میں اتنا متفکر ہو اٹھا تھا کہ ٹرنک کال کرنے کی سوچنے لگا تھا کہ تبھی مجھے ایک رجسٹرڈ پارسل ملا۔ اس میں میری دی ہوئی انگوٹھی اور یہ خط تھا۔ ڈیر کلے

میں بوسٹن چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ مجھے تمہارا دل توڑتے ہوئے افسوس ہے لیکن یہ بتانا بھی میرے لئے ضروری ہے کہ میری زندگی میں کوئی دوسرا آچکا ہے۔ خدا کرے تمہاری زندگی میں بھی کوئی جلد آئے۔ یہ سب بالکل اچانک ہی ہو گیا۔ مجھے معاف کر دینا اور بھولنے کی کوشش کرنا۔ وال۔

اسکے بعد چند مہینے میرے لئے بہت تکلیف دہ گذرے۔ میں مشین کی طرح کام میں جتا رہا۔ آخر میں نے خود مشن واپس آ کر اوٹس سے چارج لیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وال نے اچانک نوکری کیوں چھوڑ دی!

"کہہ نہیں سکتا گلے" وہ بولا۔ "اس نے تو صرف اتنا ہی کہا تھا کہ وہ ذاتی وجوہات کی بنا پر استعفٰی دے رہی ہے اور وہ مجھے منظور کرنا ہی پڑا۔"

چار سال گذر گئے میرے دل کا زخم اب تک ہرا تھا۔ تب میری ملاقات روڈا سے ہوئی۔ میں وال کو بھول کر اپنی زندگی نئے سرے سے شروع کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے روڈا سے شادی کر لی۔ لیکن اس سے بھی مجھے کوئی سکون نہ ملا۔ مجھے اس خط کو ملے آج چھ برس ہو چکے تھے جس نے میرے صبر و سکون اور مسرتوں کو پامال کر دیا تھا۔

"گلے!"

میں چونک اٹھا۔ میں ماضی کے خیالوں میں اتنا کھو گیا تھا کہ روڈا کو بالکل فراموش کر بیٹھا تھا۔

"مجھے بھوک لگی ہے" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کہاں کھوئے ہوئے ہو؟"

"کچھ نہیں" میں بولا "آؤ کھانا کھانے چلیں"

میں نے روڈا کو وال کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ نہ ہی کبھی اس نے مجھ سے یہ پوچھا کہ شادی سے پہلے میرا کسی سے تعلق تھا یا نہیں۔ اسے ماضی سے کوئی غرض نہ تھی۔

ہم نیچے ریسٹورانٹ میں کھانا کھانے آ گئے۔ مجھے کھانے میں کوئی ذائقہ

نہیں محسوس ہوا میں نے کسی طرح کھانا زہر مار کیا اور پھر بستر پر آکر پڑ رہا۔
دوسری صبح جب میں ڈاک دیکھ رہا تھا تو مجھے ہمفری فیننگم کا فون آیا "میں نے وڈل کے بارے میں چھان بین کر لی ہے" اس کی آواز میں کچھ جوش نہ تھا۔ "بینک اور دلالوں کی رپورٹ تو اس کے بارے میں بہت اچھی ہے۔ لیکن جو تم نے مجھے رائے دی تھی کہ میں اس کے ادھار کھاتوں کے بارے میں پوچھ تاچھ کر دوں وہ بہت اچھا آئیڈیا تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وڈل کی اپنی ذاتی چیز کچھ بھی نہیں۔ گھر۔ کاریں۔ ٹیلی ویژن ریفریجریٹر وغیرہ سب کرائے کے ہیں۔ وہ دخانی کشتی بھی کرائے پر حاصل کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی بیوی کے زیورات بھی کرائے کے ہیں۔ سب جگہ ادائیگی کی ایک ہی شرط ہے یعنی چھ مہینے بعد۔ لیکن لوگوں کا کہنا ہے کہ وڈل کرایہ بلا اجرت اور وقت پر چکا دیتا ہے۔ اب اس سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟"

"اچانک غائب ہو جانے کے لئے یہ انتظام عمدہ ہے۔" میں بولا
"میرا بھی یہی خیال تھا۔ اس لئے میں نے وائس پریذیڈنٹ رائنر سے بات چیت کی۔ رائنر نے امریکن ایکسپریس کے ایک ڈائریکٹر سے پوچھ تاچھ کی جس کا کہنا ہے کہ وہ وڈل سے بانی چھڑ اگر واقعی خوش ہیں۔ وہ اسکے کام لینے کے ڈھنگ اور زبردست کمیشن کی مانگ سے بہت پریشان تھے۔ لیکن رقم کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ نہیں ڈوب سکتی۔ رائنر نے چند اور ٹریول ایجنسیوں سے بھی بات چیت کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈائر تقریباً سب سے مل چکا ہے۔ لیکن وہ چھوٹی چھوٹی فرمیں ہیں اور اتنی بڑی مدت کے لئے ادھار نہیں دے سکتیں۔ رائنر کا کہنا ہے کہ اگر وہ بغیر

کمیشن لئے کھاتہ دینے کو تیار ہو تو ٹھیک ورنہ ان کا کھاتہ کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں"

"اور چھ ماہ کے بعد کی ادائیگی؟"

"یہ شرط ہم مان سکتے ہیں۔ سب لوگ اسے ادھار دے ہی رہے ہیں اور میرے خیال میں اب ڈائر کے پاس کوئی اور چارہ بھی نہیں۔ اگر وہ ہم سے کام نہیں کرواتا تو اور کوئی ایجنسی تو اسے ملنے سے رہی۔

"بہت اچھے! باقی سب مجھ پر چھوڑ دو

مجھے ساڑھے دس بجے کے بعد دن ڈائر کا فون ملا۔

"مجھے تمہارا تخمینہ ملا۔" وہ تیز لہجے میں بولا "کیا لوٹ مچا رکھی ہے؟

"تم نے امریکن ایکسپریس والوں سے دس فیصد زیادہ کا بل بنایا ہے۔

"ان کے ریٹ اٹھارہ مہینے قبل کے تھے مسٹر ڈائر" میں نرم لہجے میں بولا۔

"تب سے اب تک قیمتیں بہت بڑھ چکی ہیں۔ میں نے اس وقت کے کم سے کم ریٹ لگائے ہیں۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر وہ کسی قدر نرم لہجے میں بولا۔

"تو ہمارا کھاتہ کھول دیا؟

"جی ہاں۔"

"تو ہمیں مزید شرائط طے کر لینی چاہئیں۔ مجھے کاک دی اکر ریسٹورنٹ ڈیڑھ بجے ملو۔ ٹھیک!"

"مدعو کرنے کا بہت بہت شکریہ مسٹر ڈائر" میں نے جواب دیا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ آپ مجھے معاف کریں گے۔ میں ڈیسک پر ہی لنچ لیتا ہوں۔

یہاں میں آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت موجود ہوں۔"
"کلاک ڈی آر، ریسٹورنٹ شہر کے س ۔ سے مہنگے ہوٹلوں میں سے
تھا جہاں چائے یا کافی پینے کے ہی دس ڈالر خرچ ہو جاتے تھے۔
"کیا؟" اس کی تیز آواز سنائی دی "تم لنچ پر نہیں جاتے؟ کیا مطلب
ہے تمہارا؟"
"میں نے عرض کیا نا کہ میں اپنی ڈیسک پر ہی لنچ لیتا ہوں"۔
"ہارکنس تو ہمیشہ میرے ساتھ لنچ لیتا تھا؟"
"اس کے پاس وقت رہا ہوگا تو آپ کب آ رہے ہیں مسٹر ڈائر؟"
کافی دیر خاموشی رہی۔ پھر وہ آہستہ سے بولا
"تمہیں اخلاقاً میرے ساتھ لنچ لینا چاہئے تھا۔
آپ اسے بد اخلاقی پر محمول نہ کریں۔ میں حقیقتاً بہت مصروف ہوں
آپ بہترین کارگزاری کے طالب ہیں نہ میں آپ کو تبھی دکھا سکتا ہوں
جب یہاں بیٹھ کر کام کروں۔" "ٹھیک ہے۔" اس نے جھلا کر کہا۔ "تو دوپہر
کو تین بجے ملوں گا۔"
اور اس نے فون رکھ دیا۔
میں نے سیو کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری۔
"ورنن کے لئے اب مفت کے لنچ ختم ہوئے۔ شروعات تو بہت
عمدہ ہے۔"
ڈائر چار بجے تک نہیں آیا۔ اور جب وہ آیا تو میں کسی اور گاہک
کے ساتھ مصروف تھا۔ وہ میری آفس کے باہر چہل قدمی کرتا رہا۔ اس
دوران میں اس نے کوئی پانچ بار گھڑی دیکھی۔ میں نے اس کی طرف کوئی

دھیان نہیں دیا۔ آخر جب وہ گاہک رخصت ہوا تو میں نے اسے آنے کا اشارہ کیا۔

"منتظر رکھنے کے لئے معذرت خواہ ہوں مسٹر ڈائر لیکن آپ کا وقت تین بجے کا تھا۔"

اس نے ایک ہنکار بھری اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تو ہمارا کھاتہ کھل گیا ہے۔" وہ بولا "تم نے شاید ہارکنس سے بات چیت کر لی ہوگی؟" اس نے میرے چہرے پر نظریں جما کر کہا ہماری شرائط پتہ چل گئی ہوں گی لیکن ہم ان پر کام نہیں کر سکتے۔

وہ تن کر بیٹھ گیا۔

کیا مطلب ہے تمہارا؟ جو رعایت امریکن ایکسپریس والے دے سکتے ہیں وہ تمہیں بھی دینی چاہئے۔"

آپ نے ان سے ڈیڑھ سال قبل یہ شرائط طے کی تھیں مسٹر ڈائر۔ اتنی مہنگائی میں بھی ہم آپ کو چھ مہینے بعد ادائگی کی سہولیت دے سکتے ہیں لیکن کمیشن دینا ہمارے بس کی بات نہیں۔"

وہ آگے کی طرف جھکا۔ اس کے چہرے پر غضب کے آثار تھے۔

"تو تم ہمارا کھاتہ نہیں حاصل کرنا چاہتے؟"

"میں نے یہ تو نہیں کہا جناب۔"

"لیکن تمہارا مطلب تو یہی ہے۔ یا تو تم ہمیں پانچ فی صد کمیشن کی چھوٹ دو۔ یا پھر تمہیں ہمارا بزنس نہیں ملے گا۔"

"آپ کی مرضی۔" میں نے چہرے پر افسوس کے تاثرات لاتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ کوئی ایجنسی آپ کی ان شرائط پر آپ کا کھاتہ لینے کو تیار ہو

تو آپ بڑی خوشی سے انہیں دے دیں۔
وہ پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا
"کیا تم سنجیدہ ہو؟ کیا تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ پانچ فیصد کے حقیر کمیشن کی وجہ سے تم دو لاکھ ڈالر کا دھندہ ٹھکرا رہے ہو؟"
"جسے آپ حقیر رقم کہہ رہے ہیں وہ دس ہزار ڈالر بن جاتی ہے مسٹر ڈاٹھ"
وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔
"تو کتنا کمیشن دے سکتے ہو؟ چار فیصد؟"
"مجھے افسوس ہے جناب کہ ہم کوئی کمیشن نہیں دے سکتے۔" میں مسکرا کر بولا۔ "آپ اور ایجنسیوں میں کوشش کر کے دیکھئے میری سکریٹری آپ کو ایسی فرموں کے ایڈریس دے دے گی۔"
"وہ سب بکواس ہیں" وہ بولا۔
کچھ دیر خاموشی رہی پھر اس نے کہا۔
"تو ادائیگی چھ مہینے بعد ہو گی۔"
"یہ تو ہم مان چکے ہیں۔"
"لیکن یہ زیادتی ہے کہ اتنے بڑے بزنس پر کوئی بھی کمیشن نہیں!"
"مجھے افسوس ہے۔"
اس نے کندھے اچکائے اور چہرے پر جبراً مسکراہٹ طاری کی۔
"اچھا بابا۔ کھاتا تمہارے پاس ہی رہے گا۔"
"شکریہ مسٹر ڈاٹھ۔"
اس نے سگریٹ کیس نکال کر ایک سگریٹ سلگایا اور بولا۔
"اور میرے ذاتی کمیشن کا کیا ہو گا؟"

میں نے اپنی نگاہیں اس کی نگاہوں سے ملائیں۔
ذاتی کمیشن؟ میں سمجھا نہیں؟
"تم کیا سمجھتے ہو کہ میں اتنا بڑا گھاتہ بغیر کسی لالچ کے تمہیں دے دونگا
اس نے بھڑک کر کہا" کاروبار میں تو سب کمیشن دیتے ہیں۔"
"آپ کیا چاہتے ہیں مسٹر ڈائر؟"
اسکا چہرہ پراسیدہ ہوا تھا۔
"پانچ ہزار ڈالر نقد۔
"بہت اچھا۔ میں اپنی ہیڈ آفس سے اجازت لوں گا۔"
"لیکن یہ بات خفیہ رہنی چاہیئے۔"
"اس بات کی میں ذمے داری نہیں لے سکتا" میں نے کہا۔
اس نے مجھے خوشامدانہ انداز سے دیکھا۔
"مجھے یقین ہے براؤن تم میرے لئے اتنا ضرور کرو گے۔ مسٹر ڈول کو اس بارے میں قطعی بھنک نہیں ملنی چاہیئے۔ سمجھے!"
"ہمارے وائس پریذیڈنٹ ذرا سخت قسم کے آدمی ہیں وہ شاید ضرور مسٹر ڈول سے اس بات کی اجازت لینا چاہیں گے کہ ان کے ملازم کو کمیشن دینے میں انہیں تو کوئی اعتراض نہیں۔"
ڈائر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔
"تو تمہارا مطلب ہے مجھے کچھ بھی نہیں ملے گا؟"
"ضرور ملے گا مسٹر ڈائر۔ آپ کو ملیں گی ہماری بہترین خدمات۔"
اسکی آنکھوں سے نفرت کی چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے جیب سے ایک لفافہ نکلا اور میری طرف پھینکتے ہوئے بولا

اس میں ہے اگلے دورے کا پروگرام اور تمہارے لئے ہدایات! اور میں تمہیں خبردار کرتا ہوں برڈن کہ میں کام میں کسی قسم کی لاپرواہی نہیں برداشت کرتا۔ کام عمدہ ہونا چاہیئے۔

وہ دندناتا ہوا باہر نکل گیا۔

میں نے لفافہ کھول کر ہدایات پڑھیں۔ اچھا خاصہ آرڈر تھا نیویارک سے ٹوکیو کے چھ فرسٹ کلاس کے ٹکٹ۔ دو ہفتے ہوٹل میں جگہ۔ اور دو ہفتے تک کار مع ڈرائیور۔ سب انتظام وی آئی پی طریقے کے ہونے چاہیے تھے۔

میں نے آرڈر واپس لفافے میں ڈالا اور سیو سے کہا کہ وہ اسے فوراً سیامی بھجوا دے۔ اور پھر واپس آکر میں نے ہمفری کو پوری روداد سنائی وہ کافی دیر ہنستا رہا۔

"بہت خوب کلفے" وہ بولا۔ "تم نے اسے بہت اچھی طرح سے سنبھالا۔ میں سٹر رائٹیز سے تمہاری کارگزاری ضرور بتاؤں گا۔ اور ہم ٹوکیو کے دورے کا فوراً انتظام کر رہے ہیں۔ یہ کمیشن نہ دینے والی بات ہارکنس کو نہ بتانا یہ راز ہی رہے تو بہتر ہے۔"

لیکن میں نے سیو کو ضرور بتایا۔ میں نے روڈا کو بھی بتانا چاہتا تھا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ چیخ چیخ کر اپنی کامیابی کا اعلان کروں۔ لیکن روڈا کو اس میں کوئی دلچسپی نہ تھی وہ پھر اپنے پیر دکھنے کی شکایت کر رہی تھی۔

کاش کہ ڈائیری میرے پاس ہوتی۔ کتنا خوش ہوتی وہ!

دل کا زخم پھر تازہ ہو گیا تھا!!

ٹوکیو کے ہوائی جہاز کے ٹکٹ اور ہوٹل بکنگ کے واؤچر اگلی صبح یماموٹا کی ہیڈ آفس سے مجھے بھیج دیے گئے۔ دس بجے کے قریب میں نے ڈائرکوڈل کی رہائش گاہ پر فون کیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ لائن پر آیا۔

"وہ آپ کے ٹوکیو والے دورے کے ٹکٹ اور کاغذات تیار ہیں" میں بولا۔ "میں بذریعہ ڈاک بھیج دوں یا آپ منگوالیں گے؟"

"خود لے کر آؤ" اس نے سخت لہجے میں کہا۔ "میرے پاس اور آرڈر ہیں تمہاری واہیات آفس میں برباد کرنے کے لئے میرے پاس فضول وقت نہیں۔"

اور اس نے ریسیور رکھ دیا۔

مجھے اسی کی امید تھی۔ اب اس کا ارادہ مجھے انتظار کروانے کا تھا۔

میں نے سیو سے اس بارے میں صلاح کی۔

"اگر زیادہ بھیڑ نہ ہوئی تو میں سنبھال لوں گی۔" وہ بولی۔

"فرض کرو زیادہ لوگ آ ہی گئے تو؟ میں کوئی شکایت پسند نہیں کروں گا۔ میں ہمفری سے بات کرتا ہوں۔"

جب میں نے اس سے بات کی تو وہ فوراً سمجھ گیا۔

"بل اولسن کی یاد ہے؟" وہ بولا "وہی جس نے بوسٹن میں تمہاری جگہ کام کیا تھا؟ وہ یہاں کچھ روز کے لئے بھیجا گیا ہے۔ میں اسے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہ ہم دونوں کی باری باری مدد کر دیا کرے گا۔ میں اسے ایک گھنٹے میں بھیج رہا ہوں۔"

میں چونک گیا۔ مجھے اولسن سے ملے ہوئے بھی کافی عرصہ ہوگیا تھا۔ اس کی یاد کے ساتھ ہی میرے دل میں والیری کی یاد آ گئی۔

میں نے سیو سے کہا کہ وہ اپنے قریب ایک میٹر اور لگائے۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
ٹکٹ اور داؤ چرے لیے ہوئے میں کار پارک کی طرف بڑھا۔ راہداری سے گذرتے ہوئے میں نے روڈا کے اسٹور کے اندر نظر ڈالی۔ روڈا ایک اسٹول پر بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی۔
"دیکھنا ڈارلنگ" میں بولا۔ "کہیں بور نہ ہو جائیں۔"
"اونہہ" اس نے منہ بنایا۔
"میں شاید لنچ تک واپس نہ آسکوں۔ میرا انتظار مت کرنا۔ مجھے مسٹر ہنری وڈل سے ملنا ہے۔"
اس نے کندھے اچکائے اور پھر میگزین میں غرق ہو گئی۔
پیرا ڈائیز لارگو میں تیس یا چالیس شاندار کوٹھیاں تھیں جن کے مکین فلوریڈا کے علاقے کے انتہائی دولتمند لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ لارگو کی طرف جانے والی سڑک پر ایک چوکی بنی ہوئی تھی جس کے سامنے سڑک کے آر پار روک لگی ہوئی تھی۔ کسی بھی شخص کا بغیر شناخت بتائے اندر داخلہ ممنوع تھا۔
میں نے اپنی ملائی ماؤتھ چوکی کے سامنے روک دی۔ نیلی وردی میں ملبوس ایک گارڈ میرے پاس آکھڑا ہوا۔
"مسٹر ڈاڈل سے ملنا ہے۔" میں نے کہا۔ "مسٹر وڈل کی رہائش گاہ۔ میرا نام کلے برٹن ہے۔"
"ڈرائیونگ لائسنس دکھاؤ۔"
میں نے اسے اپنا ڈرائیونگ لائسنس دکھایا۔ اسے دیکھنے کے بعد وہ واپس چوکی میں گیا اور فون پر کسی سے بات کرتا رہا۔ پھر اس نے ایک بٹن

دبایا۔ سڑک پر لگی روک اوپر اٹھ گئی۔

"بائیں طرف سے چوتھا پھاٹک" وہ ہاتھ ہلا کر بولا

میں اس چوڑی سڑک پر کار چلاتا ہوا جو تھی کوٹھی کے سامنے بارہ فٹ اونچے عظیم پھاٹک تک پہنچا۔ ہارن دینے پر پھاٹک اسی قسم کی وردی پہنے ایک گارڈ نے کھولا۔

"سیدھے جائیے مسٹر برڈن۔ پارک نمبر چار پر کار کھڑی کیجیے۔"

میں آدھے ایکڑ میں پھیلے ہوئے لان کے بیچ میں بنی سڑک پر کار چلاتا اندر پہنچا۔ میری دائیں طرف وہ خوبصورت دو منزلہ کوٹھی تھی جو اسپینش طرز پر تعمیر کی گئی تھی۔ اسکا باہری ڈیزائن انتہائی خوبصورت تھا۔

میں نے کار بلاک نمبر چار میں کھڑی کی۔ دوسری چار پارکنگ جگہوں میں ایک رولس رائس اور دو دنیا کی بہترین کاریں کھڑی تھیں۔ ان کے درمیان میری پرانی ماؤتھ کار بھدی نظر آ رہی تھی۔

سرخ جیکٹ اور سفید پتلون میں ملبوس ایک نوکر کوٹھی سے باہر نکلا اور میری طرف بڑھا۔

"مسٹر برڈن؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اس طرف آئیے۔"

وہ مجھے گھر کی طرف جانے والے راستے کی طرف لے چلا۔ راستے کے دونوں طرف خوبصورت پھول لگے ہوئے تھے۔ کوٹھی کا باہری دروازہ کھول کر وہ کنارے ہٹ گیا۔

"بائیں طرف تیسرا دروازہ جناب۔ میں مسٹر ڈائر کو مطلع کر دیتا ہوں۔"

بائیں طرف سے تیسرا دروازہ شاید ملاقاتیوں کا کمرہ تھا۔ کمرہ کافی بڑا تھا۔ کمرے کے درمیان انڈے نما کافی بڑی میز رکھی ہوئی تھی جس پر کئی میگزینیں پڑی تھیں۔ میز کے گرد کرسیاں بچھی تھیں جن پر آٹھ آدمی پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں بریف کیس تھا۔

انہوں نے مجھے مشتبہ نگاہوں سے گھورا۔ لیکن جب میں اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا تو انہوں نے نگاہیں دوسری طرف پھیر لیں۔

ہم سب خاموشی سے بیٹھے رہے۔ پانچ منٹ بعد کسی جگہ لگے ہوئے اسپیکر سے ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر ہیڈ گر براہ مہربانی کمرہ نمبر پانچ میں جائیں۔"

ایک موٹا آدمی اچھل کر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل گیا۔ چند منٹ بعد دوسرے نام کا اعلان کیا گیا۔ وہ آدمی بھی تماتے ہوئے کمرے کی طرف چلا گیا۔

یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آخر صرف میں اور ایک گنجا شخص ہی بچ رہے۔

"یہاں تو ایسا ہی انتظام ہے جیسا کسی دندان ساز کے ہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔" میں نے چوتھا سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔" گنجا مسکرا کر بولا۔ "میں تو دندان ساز کے ہی جانے کو ترجیح دوں گا۔" اور اپنے چہرے پر رومال پھیرنے لگا۔

میں نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ مجھے یہاں بیٹھے ایک گھنٹہ دس منٹ ہو چکے تھے۔ میں نے سوچا کہ اگلی بار اگر یہاں آنا پڑا تو چند فائلیں ہی ساتھ لیتا آؤں گا تاکہ کچھ کام ہی نپٹا سکوں۔

گنجے کی باری بھی آ گئی۔ میری طرف سر ہلا کر وہ بھی تماتے ہوئے

کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک گھنٹہ پینتیس منٹ کے بعد میرا نام پکارا گیا۔

"مسٹر برڈن براہ مہربانی کمرہ نمبر ۱۵ میں جائیں۔"

کمرہ نمبر پندرہ میں ایک ڈائریکٹر ایک بہت بڑی میز کے پیچھے کرسی پر تنہا بیٹھا تھا۔ اس کی میز پر تین ٹیلی فون۔ ایک ٹیپ ریکارڈ۔ ایک انٹر کام۔ پھولوں کے دو گلدستے سگریٹ بکس اور ایک چھوٹا سا سگار کیبنیٹ رکھے تھے۔ اس کی میز ان اشیا سے اس طرح بھری پڑی تھی کہ میں نے حیرت سے سوچا کہ وہ لکھتا کس جگہ ہوگا آخر میں نے فیصلہ کیا کہ وہ خطوط ضرور سکریٹری سے لکھواتا ہوگا۔

"آؤ بیٹھو" اس نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

میں نے ہوائی جہاز کے ٹکٹوں اور ہوٹل کے واؤچرز والا لفافہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

وہ تھوڑی دیر ان کا معائنہ کرتا رہا۔ پھر اچانک نگاہیں اٹھا کر بولا "انہیں پیسفک ہوٹل میں کیوں ٹھہرایا؟"

"وہاں ایک عمدہ جاپانی باغیچہ ہے اور بہت پرسکون جگہ ہے۔"

"ان کے پاس اتنا وقت کہاں ہوگا کہ وہ باغیچے اور ماحول کے سکون سے لطف اندوز ہوں — انہیں امپیریل میں ٹھہرانے کا بندوبست کرو۔"

"ہو جائے گا مسٹر ڈائر۔"

"مجھے نئے واؤچر چار بجے سے پہلے مل جانے چاہئیں۔"

"مل جائیں گے۔ لیکن آئندہ سے آپ مجھے اپنی پسند کے ہوٹل کا نام

بھی بتا دیا کریں تو بہتر ہو گا۔

"عمدہ ہوٹلوں کے بارے میں جانکاری رکھنا تمہارا کام ہے۔"

"میری رائے میں تو پیسفک ہی بہترین ہے۔"

وہ بھڑک اٹھا

"نہیں داو چہ امپیریل ہوٹل کے بنا دو۔" اس نے ہوٹل بکنگ کے کاغذات میری طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے دیوار گھڑی کی طرف دیکھا ایک بج کر دس منٹ ہو رہے تھے۔

"ارے اتنی دیر ہو گئی؟" وہ بولا۔ "میرے خیال میں تو تمہیں دوبارہ آنا پڑے گا۔ مجھے کسی کے ساتھ لنچ لینا ہے تین بجے آ جاؤ۔"

میں اٹھ کھڑا ہوا

تین بجے میں نے کسی کو وقت دیا ہوا ہے مسٹر ڈائر۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نہ آسکوں گا۔"

وہ گردن ٹیڑھی کئے مجھے گھورتا رہا۔

"اتنے بڑے کھاتے کے بدلے میں میں بہترین خدمات چاہتا ہوں تم یہاں تین بجے آ جاؤ۔"

"میں ایک بار پھر معذرت طلب کروں گا۔ اگر آپ نے کوئی اہم بات کرنی ہے تو آپ ہی کیوں نہیں آجاتے؟"

ہم دونوں ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔ آخر اسی نے نگاہیں پھیر لیں۔

اسکا چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا "اچھا مجھے دیر ہو رہی ہے تو ہونے دو میں ابھی ہی تمہیں ہدایات دے دیتا ہوں۔"

اس نے دراز سے ایک لفافہ نکالا۔ اور مجھے دیتا ہوا بولا۔
"اسے پڑھ لینا۔ اگر کچھ پوچھ تاچھ کرنی ہو تو کل مجھے فون کر لینا۔ ہوٹل مجھ سے اجازت لئے بغیر بُک نہ کرنا۔"
"او کے!" میں دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔
"رکو۔ ایک بات تو میں بھول ہی گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اگلے منگل سے پانچ دنوں تک تمہاری خدمات صرف ہمارے لئے وقف ہوں۔
"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے دہرایا۔
"وہی جو میں نے کہا۔" وہ بولا۔ "مسٹر ڈل سان سالواڈور جا رہے ہیں مسز ڈل بھی ان کے ساتھ ہوں گی۔ چونکہ مسٹر ڈل کاروباری امور میں مصروف رہیں گے اس لئے تم مسز ڈل کاروباری امور میں مصروف رہیں گے ہر چیز کا انتظام وی آئی پی ہونا چاہیے! کار ایئرکنڈیشنڈ اور ہوٹل میں بہترین سوئٹ۔ وہ انٹرنیشنل ہوٹل میں ٹھہرنا چاہیں گے۔ ان کا ان کا ٹکٹ فرسٹ کلاس اور تمہارا اکنامی کلاس کا ہوگا۔ باقی سب ہدایات میں نے لفافے میں رکھ دی ہیں۔"
یہ کام میری فطرت کے خلاف تھا۔ میں گائیڈ کی خدمات کے لئے قطعی موزوں نہ تھا۔ نہ ہی میں کبھی اس علاقے میں گیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ میری ڈیوٹی میں بھی نہ تھا۔
"سان سالواڈور میں ہماری ایک برانچ ہے وہ لوگ مسز ڈل کا پورا خیال رکھیں گے۔" میں نے کہا۔
"لیکن مسز ڈل کو یہ پسند نہیں۔" ڈائر بولا۔ "وہ نہیں چاہتے کہ مسز ڈل کا گائیڈ کوئی لاطینی امریکی ہو۔ انہوں نے اس کام کے لئے

تمہیں منتخب کیا ہے۔ کوئی اعتراض ہے تمہیں؟"

"مجھے مسٹر وڈل کے علاوہ دوسروں کا کام بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہماری ایجنسی کی آفس میں ایک بہترین گائیڈ بھی ہے۔ کیوں نہ میں اسے مقرر کر دوں؟"

"میں مسٹر وڈل سے کہہ چکا ہوں کہ تم یہ کام بخوشی کر دو گے۔ اب بہتر یہی ہوگا کہ تم ہی اسے سنبھالو۔"

"لیکن اگر میں پانچ دن باہر رہا تو آپ کا کام کون کرے گا؟"

میں نے عذر پیش کیا۔

"اگلے ہفتے کا سارا پروگرام تمہیں دیا جا چکا ہے۔ اب تمہاری واپسی تک نیا دورہ نہیں ہوگا۔"

"بہت اچھا۔" میں نے ہار مانتے ہوئے کہا۔ "کوشش کرتا ہوں۔"

اور میں باہر نکل آیا۔

واپسی میں میں ایک ریسٹورنٹ میں لنچ کے لئے رکا۔ کھانا کھاتے ہوئے میں نے لفافے کو کھول کر نئے آرڈر کو دیکھا۔ کافی بڑا سفری آرڈر تھا۔ دس آدمیوں کے لندن کے ایک ہفتے کے دورے کا انتظام کرنا تھا ایک اور آرڈر پانچ اشخاص کے پیرس کے دورے کا اور دو آدمیوں کے ماسکو کے دورے کا تھا۔ سب ٹکٹ فرسٹ کلاس کے اور ان کے لئے جگہ بہترین ہوٹلوں میں بک کرنی تھی۔ پھر میری نظر وڈل کے ذاتی دورے پر پڑی۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ پیر کے روز سان سالوا ڈور جانے والا تھا۔ وہاں کے ہوائی اڈے پر ایک ائیر کنڈیشنڈ کار تیار رہنا چاہیے تھی۔ اس کے لئے انٹرنیشنل ہوٹل میں بہترین سوئٹ بک کرنا تھا۔ اور رننگ وار

سے سنر وڈل کو سیر و تفریح پر لے جانا تھا۔ مجھے ان کے پورے دورے میں ان کے ساتھ ہی رہنا تھا۔ ہماری واپسی اتوار کے دن ہونی تھی۔

لنچ کے بعد میں آفس پہنچا۔ بل اولسن آچکا تھا۔ اس کی میز بیو کی میز کے قریب لگی ہوئی تھی۔ دونوں گاہکوں میں گھرے ہوئے تھے۔

اولسن نے مجھے دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ وہ کچھ معمر نظر آنے لگا تھا۔ پرکشش طور طریقوں والا یہ شخص کافی خوش مزاج تھا۔ یہ سوچ کر کہ ان کے کام میں ہرج نہ ہو میں سیدھا اپنے آفس میں جا گھسا۔ میں نے ہمفری سے فون پر بات کی۔ میں نے اسے کہا کہ میں اسے ہوٹل کے واؤچر واپس بھیج رہا ہوں۔ وہ پیسفک سے بدل کر امپیریل میں جگہ مخصوص کر دے اور واؤچر چار بجے سے پہلے سیدھے ڈاٹر کے پاس بھیج دے۔ اس کے بعد میں نے اسے وڈل کے ذاتی دورے اور اس کی مجھے ساتھ لے جانے کی خواہش کے بارے میں بتایا۔

"اگر ڈاٹر بھی تمہاری غیر موجودگی میں تنگ نہ کرے تو بھلے ہی چلے جاؤ۔ تمہاری بھی تفریح ہو جائے گی۔"

"لیکن میں نے وہ جگہ دیکھی تک نہیں۔ میں گائیڈ کی خدمات کیسے انجام دوں گا؟"

"سان سالواڈور کی ایجنسی کو ٹیلیگرام دے دو کہ وہ وہاں کی سیر و تفریح کا ایک پروگرام تیار رکھیں۔ ڈرائیور ایسا ہونا چاہیے جو گائیڈ کا کام بھی کر سکے۔ باقی شاید تم سنبھال ہی لوگے؟"

"ہاں۔ اور اپنے منیجر (رجیراسی) کو کہہ دینا کہ وہ وڈل کو واؤچر دے کر یہاں سے ہوتا ہوا جائے۔ ڈاٹر نے بھی اور کام دیا ہے اور وہ

اس کے لئے بھی جلدی مچا رہا ہے۔

ہمفری نے اسے زیر لب گالی دی۔

"اسی لئے امریکن ایکسپریس والے اس سے نالاں تھے۔

"لیکن آرڈر بہت شاندار ہے دیکھتے ہی خوش ہو اٹھو گے۔"

"او کے۔ میں کل سب انتظام کر دونگا" اس نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

میں نے سان سالواڈور کی ایجنسی کو ٹیلیکس کر دیا۔ ان کا فوری جواب مل گیا کہ وہ حسب خواہش سب انتظام کر دیں گے۔ ایرکنڈیشنڈ کار مع شوفر جو کہ گائیڈ کی خدمات بھی انجام دے گا ڈل کیلئے ایرپورٹ پر تیار ملے گی۔

پونے چھ بجے کے قریب میں نے فرصت پائی۔ میں اٹھ کر بل اولسن کے پاس گیا اور اسے خوش آمدید کہا۔ ہم دونوں نے ہاتھ ملائے۔

"بہت خوشی ہوئی کیلے" وہ مسکرا کر بولا "تم سے دوبارہ مل کر۔ شاید ہم چھ سال بعد مل رہے ہیں؟"

"ہاں۔ تمہارے ٹھہرنے کا کیا انتظام ہوا ہے بل؟"

اولسن نے سیو کی طرف دیکھا۔

"اس نے میرے لئے ایک مکان کا بندوبست کر دیا ہے" وہ بولا

بسکین ایونیو پر۔"

"وہ میرے اپارٹمنٹ کے قریب ہی ہے۔ بل ذرا میں کچھ کام نپٹالوں پھر تم میرے ساتھ ہی چلو۔ ڈنر اکٹھے ہی لیں گے۔ میں تمہیں اپنی بیوی رونڈا سے بھی ملواؤں گا۔"

"فائن! میرے پاس ابھی تھوڑا کام ہے۔ ابھی فارغ ہوتا ہوں"
روڈا مہمانوں کی آمد سے بہت خوش ہوتی تھی۔ اس نے بل اولسن کو کافی پسند کیا۔ میں نے نوٹ کیا کہ بل بھی اس کی خوبصورتی سے متاثر ہوا تھا۔ میں نے افسوس کے ساتھ شراب کے جام بناتے ہوئے یہ سوچا کہ اگر بل اسے اتوار کی صبح بغیر میک اپ کے دیکھ لے تب اسے حقیقت پتہ چلے گی۔
جب میں تینوں کے لئے مارٹینی بنا رہا تھا تو اولسن نے سرسری طور پر پوچھا۔
"کیا تمہیں پھر کبھی وال ملی تھی؟"
میرے ہاتھوں سے تھوڑی سی شراب چھلک گئی۔
"نہیں" میں نے بغیر اس کی طرف دیکھے کہا۔ "نہ ہی اس کے بارے میں کچھ سنا۔"
روڈا نے نمکین کا جوا اٹھائے اور بولی۔
"وال کون تھی؟"
اولسن ہنسا۔
"تمہارا مطلب ہے تمہارے شوہر نے تمہیں وال کے بارے میں نہیں بتایا؟"
"وہ مجھے کبھی کچھ نہیں بتاتا" روڈا نے میرے ہاتھوں سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "کیوں؟ کوئی خاص بات تھی؟"
"تم تو بیکار میں یہ سوچتی ہو کہ میں تمہیں کچھ نہیں بتاتا" میں اولسن کو گلاس تھماتے ہوئے بولا۔ "جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تم خود میری بات ہی

نہیں سنتیں۔"

"اب یہ کہنا کہ تم نے مجھے وال کے بارے میں بھی بتایا تھا؟"
اس نے تیز لہجے میں کہا۔" مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تم نے کبھی اسکا ذکر نہیں کیا۔

"لیکن اس میں بتانے والی کوئی بات بھی نہ تھی۔ بات صرف اتنی تھی کہ وہ میری سکرٹری تھی۔ تب میری تم سے ملاقات نہیں ہوئی تھی" میں نے لاپرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔" چیئرز ! ولسن!
میں نے اسکی طرف دیکھ کر گلاس اونچا کیا۔

ولسن نے بھی چیئرز کہہ کر گلاس منہ سے لگا لیا۔ چند گھونٹ لیکر وہ بولا۔" لیکن سکرٹری بھی کیا غضب کی تھی! اتنی قابل اور اسمارٹ لڑکی کے ساتھ میں نے آج تک کام نہیں کیا۔"

روڈا کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ابھر آئے۔ کسی دوسری عورت کی تعریف سن کر وہ جل بھن جاتی تھی۔

اچانک میری طرف دیکھتے ہوئے وہ بولی" میں شرط لگا کر کہہ سکتی ہوں کہ تم اس سے محبت کرنے لگے ہو گے! قابیت پر تو تمہاری جان نکلتی ہے!"

"اچھا؟" میں ہنستے ہوئے بولا۔ پھر میں کھڑکی کے پاس جاکر باہر جھانکنے لگا۔ ہاں! میں اب بھی اس سے محبت کرتا تھا!

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟" مجھے روڈا کی آواز سنائی دی" یہ مجھے ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے کہ میں نکمی اور ناکارہ ہوں۔ اس کی شادی وال سے ہوئی ہوتی تو بہتر تھا۔ کم سے کم اسے ایک عدد قابل بیوی تو مل جاتی۔

اس کی آواز میں حسد کا عنصر محسوس کر کے ادسن کچھ بے چینی سی محسوس کرنے لگا۔

"آپ تو مجھے بہت اسمارٹ معلوم ہوتی ہیں" آخر وہ احمقانہ انداز میں بولا

"کون پرواہ کرتا ہے میری" روڈا بولی "میں کہتی ہوں جب چند ڈالر میں ہمیں گھر کی صفائی کرنے کے لئے کوئی لڑکی یا بڑھیا مل سکتی ہے تو خود کام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ چلے! اب باہر کیا دیکھتے رہو گے ایک ایک جام اور ہو جائے"

میں پھر مشروبات تیار کرنے لگا۔

"میلو کہہ رہی تھی کہ وڈل نے تمہارے پاس کھاتہ کھول لیا ہے" ادسن بولا "کافی سر دردی ہو گی؟"

میں نے کندھے اچکائے۔

"زیادہ تر کام تو سفری نپٹا دیتا ہے۔ میں تو لوگوں کو معلومات فراہم کرتا ہوں یا ان کی شکایات دور کرتا ہوں" میں روڈا کی طرف مڑا۔ مجھے یاد آیا ڈارلنگ۔ تمہیں اگلے ہفتہ کے چھ دن اکیلے رہنا ہو گا۔

"کیا مطلب؟"

میں نے اسے سان سالواڈور کے دورے کے متعلق بتایا۔ اسکے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"تو پھر میرا کیا ہو گا؟" وہ چیخی "مجھے آفس سے لائے اور چھوڑے گا کون؟"

"گھر کے بالکل سامنے سے بس چلتی ہے ڈارلنگ"

"نہیں"۔ وہ بولی۔ "میں بس میں نہیں جاؤں گی۔"

"اگر آپ چاہیں" اولسن بولا "تو میں یہ خدمت بخوشی انجام دے سکتا ہوں مسز برڈن"

روڈا اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی

"کلے تو میرا ذرا بھی خیال نہیں کرتا۔ شکریہ بل۔ میں تمہیں بل کہہ سکتی ہوں نا؟ تم مجھے روڈا کہہ کر بلا سکتے ہو۔"

"ضرور" وہ بولا

"تو تم اس بد شکل کے ساتھ جا رہے ہو؟" وہ میری طرف مڑ کر بولی وہ کتیا تمہیں ضرور اپنے بستر میں گھسیٹنے کی کوشش کرے گی۔"

چونکہ میں اسی قسم کے حملے کی امید کر رہا تھا اس لئے مجھے ذرا بھی حیرت نہ ہوئی۔ میں اس کی تمام بکواس اور جلی کٹی سننے کا عادی ہو چکا تھا لیکن اس بار مجھے اپنے غصے کو قابو کرنے کے لئے کافی کوشش کرنی پڑی۔

"اب یہ فضول باتیں چھوڑ دینی! مجھے تو اپنا فرض پورا کرنا ہے۔ اس بارے میں بحث کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔"

"میں شرط لگا کر کہہ سکتی ہوں کہ تم مجھے اس اسٹور میں غلاموں کی طرح پستے دیکھ کر خوش ہوتے ہو۔"

"وہ دن آچکا جس دن تم اتنا کام کرو۔"

پھر میں اولسن کی طرف مڑا جو گھبرایا ہوا سا ہماری جھڑپ سن رہا تھا۔ "مسٹر کینیون۔ بھوک لگی ہے؟ ڈنر کے لئے چلیں؟"

"جیسی تمہاری مرضی" وہ بولا۔

"روڈا تم تیار رہو؟"

"نہیں ابھی نہیں۔"

وہ اٹھ کر بیڈروم کی طرف بڑھ گئی۔

میں نے اور ادنسن نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ عورتیں!" میں بولا "خدا بچائے ان سے۔"

کچھ دیر خاموشی رہی پھر وہ بولا۔

اچھی جگہ ہے تمہاری،" وہ بالکونی تک گیا پھر بولا۔" یہاں سے بہت خوبصورت نظارہ دکھائی دیتا ہے۔

"ہاں" میں نے حامی بھری۔

موضوع بدلنے کی کوشش کرتا ہوا وہ بولا۔" یہ وڈل۔ کافی پراسرار شخص معلوم ہوتا ہے۔

"کیوں۔ وہ تو کافی دولتمند ہے!"

"لیکن پانچ سال قبل نہ تھا! وہ بوسٹن میں میرا گاہک رہ چکا ہے۔ اس وقت وہ صرف اکنامی کلاس میں سفر کیا کرتا تھا۔ اس نے ہمارے یہاں ایک ادھار کھاتہ کھولنا چاہا تھا۔ لیکن تب مارکیٹ میں اس کی ساکھ اچھی نہ تھی۔

میں اسے گھورتا رہ گیا۔

"تو کمپنی کو اس بارے میں جانکاری کیوں نہیں مل سکی؟"

"شاید میں نے ہیڈ آفس میں رپورٹ نہیں بھیجی تھی۔ میں نے وہاں کے دیگر کاروباری لوگوں سے پوچھ تاچھ کی تھی۔ انہوں نے مجھے اسکا ادھار کھاتہ نہ کھولنے کی صلاح دی۔ اس لئے میں نے وڈل کی درخواست نامنظور کر دی چونکہ بعد میں وہ نقد ادائیگی کرتا رہا اس لئے اسکا کھاتہ کھولنے کی ضرورت بھی

نہیں پڑی۔
"لیکن ہمفری نے تو مارکیٹ میں سب سے پوچھ تاچھ کر لی ہے۔ سب کی رائے ڈول کے بارے میں بہت اونچی ہے۔
اوس ہنسا۔
"ارے اس وقت کی بات چھوڑو! پانچ سال میں تو دنیا بدل جاتی ہے اس وقت کرائے پر سامان دینے والی فرموں نے ہمفری کو شاید یہ بتایا ہو کہ ایک زمانے میں وہ اسکی درخواست رد کر چکے تھے۔"
"اچھا! تو تم اس سے مل چکے ہو؟ مجھے تو شاید یہ شرف اگلے ہفتے حاصل ہو۔ کیسا ہے وہ؟"
"عجیب شخصیت کا مالک ہے۔ تقریباً بونا ہی سمجھ لو۔ قد پانچ فٹ سے بھی کم ہوگا۔ اور دیگر پستہ قد لوگوں کی طرح تیز مزاج بھی ہے۔ اس نے چہرے پر داڑھی سجا رکھی ہے اور سر لگ بھگ گنجا! لیکن ایک بات ماننی پڑے گی۔ کہ وہ ہے بہت قابل اور تیز دماغ! اس کی چال ڈھال اور ہر چیز سے تیزی جھلکتی ہے۔ اور ایک بات اور ہے چھوٹے قد کا ہونے کے باوجود وہ انتہائی مضبوط جسم کا مالک ہے۔ پہلوان ہے۔
پہلوان۔ چھوٹے سے چھوٹے کام میں محبت کھڑی کر دینا اس کی عادت ہے۔ آج کل تو سنا ہے کروڑوں کا مالک ہے۔ اور جب کسی کے پاس اتنی دولت ہو جاتی ہے تو اسے خود کام کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ دوسرے لوگ اس کے لئے کام کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔"
"صحیح کہہ رہے ہو۔" میں نے کہا اور اسے ڈائر کے بارے میں بتانے لگا رو ڈاگیر نے تبدیلی کر کے بیڈ روم سے باہر آگئی۔ ابھی بھی اسکا منہ پھولا

ہوا تھا۔

"کھانا کھانے چلنا ہے یا نہیں" وہ بولی

"ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے نہیں!" میں نے کہا۔

"تو پھر خدا کے لئے نکل چلو۔ آج ہم کافی ہاؤس میں نہیں جائیں گے روزانہ وہاں کا کھانا کھا کر جی اوب گیا ہے۔ کسی اچھی جگہ چلو۔"

وہ تیز قدموں سے اپارٹمنٹ سے باہر نکلی۔ ہم نے چھپتی ہوئی نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور اس کے پیچھے پیچھے باہر نکل آئے۔

روڈا مجھے جلی کٹی سنانے کا کوئی بھی موقع ملنے پر بہت خوش ہوتی تھی چونکہ میں اسے اسکے پھوہڑپن اور لاپرواہی پر اکثر کوستا رہتا تھا اس لئے موقع ملنے پر وہ بھی کسر نکالنے میں پیچھے نہ رہتی تھی۔

جلد ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ اس بات کو تاڑ چکی ہے کہ میں وال کی محبت میں گرفتار تھا۔ اسے میرا مذاق اڑانے کا ایک اچھا موضوع مل گیا۔

جب ہم ڈنر کے بعد اوسن کو اس کے فلیٹ پر چھوڑ کر واپس آئے تو میں میز سے مشروبات کے برتن ہٹانے لگا۔ روڈا نے میز کے قریب سے گذرتے ہوئے اپنی فراک کے گھیرے سے کھا جو کی پلیٹ نیچے گرا دی کا جو قالین پر بکھر گئے۔

اسکا موڈ ڈنر کے وقت بھی خراب تھا۔ اور میں بھی چڑچڑایا ہوا تھا "دیکھتی نہیں ہو کیا کر دیا ہے تم نے؟" میں تیز لہجے میں بولا۔ "قالین کا ستیاناس کر دیا۔"

"جیسے میں نے جان بوجھ کر کیا ہے" وہ چیخی۔ "ہاں تمہاری وہ وال

تو شاید ایسا نہ کرتی!

اگر میں خود پر قابو پائے رہتا یا خاموش رہتا تو شاید وہ اس موضوع کو ہمیشہ کے لیے نہ اپنا لیتی۔ لیکن میں نے اپنے تاثرات سے ظاہر کر دیا کہ میں وال کے متعلق بہت حساس ہوں۔

"خاموش رہو" میں بھی جوابا چلایا۔ "ایک تو پھوہڑپن سے کام کرتی ہو اور سے بکواس بھی!

وہ مجھے ایک لمحہ گھورتی رہی۔ پھر اس کے چہرے پر اچانک ایک مسکراہٹ آ گئی۔ حقارت آمیز مسکراہٹ! اور وہ بیڈ روم میں چلی گئی۔

میرے لئے اگلے چار دن بہت بُرے گذرے۔ جانے سے پہلے میں آفس کا کام مکمل کر کے جانا چاہتا تھا۔ ادھر ڈاکٹر نے میرا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ادھر گھر واپس آنے پر روڈا کچھ نہ کچھ جلی کٹی سناتی رہتی تھی

ایک بار اس نے باتھ روم میں پاؤڈر کا ڈبہ الٹ دیا۔ جب میں وہ جگہ صاف کر رہا تھا تو وہ چہرے پر مصنوعی اداسی لاتی ہوئی بولی "سچ سچ! مجھے وال کی طرح قابل ہونا چاہئے تھا!"

دوسری صبح جب وہ دیر سے سو کر اٹھی تو اس کا ریمارک تھا "میں بھی کتنی سست ہوں۔ وال تو اتنی دیر کبھی نہ سوتی ہوگی"

ہر بار جب وہ وال کا نام لیتی تو میرے تن بدن میں آگ سی لگ جاتی تھی۔ بڑی مشکلوں سے میں اپنے غصے پر قابو پاتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ اگر میں اس کی بکواس پر دھیان ہی نہ دوں تو شاید تنگ آ کر وہ وال کا نام لینا ہی بند کر دے۔

اب میں یہاں سے جانے کے لئے بے چین ہو اٹھا۔ میرا خیال تھا کہ

میری واپسی تک وہ وال کو بھول چکی ہوگی۔

ہم سوموار کی رات ادلسن کو اپنے ساتھ ڈنر پر لے گئے۔ روڈا اس دن بہت خوش تھی۔ ہم نے وہ شام بہت اچھی طرح گزاری۔ ادلسن کو اسکے فلیٹ پر چھوڑ کر ہم واپس آئے تو روڈا نے مجھے یہ کہہ کر متحیر کر دیا "آؤ کھلے ایک ڈرنک ہو جائے! کل جا رہے ہو نا اس لئے الوداعی ڈرنک!"

"ضرور" میں بولا۔

میں نے دو جام بنائے اور ایک اسے تھما کر اسکے سامنے بیٹھ گیا

"کلیے! مجھے سچ سچ بتانا۔ کیا وال تمہاری داشتہ تھی؟"

میں اتنی زور سے کانپا کہ گلاس سے شراب اور برف کے ٹکڑے قالین پر چھلک پڑے۔

روڈا ہنسی۔

"اب کون کیوں ٹر ہے؟" وہ بولی

میں نے برف کی ڈلیاں قالین سے اٹھائیں اور کچن کی طرف چل دیا کچھ دیر وہاں کھڑا میں اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کرتا رہا پھر میں واپس لیونگ روم میں آیا۔ روڈا مجھے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"وہ تمہاری داشتہ تھی؟" اس نے دہرایا؛

"نہیں۔ اور روڈا اب میری بات سنو۔" میں سخت لہجے میں بولا "اب بہت ہو چکا! سمجھیں! آج کے بعد میں وال کا نام نہیں سننا چاہتا مجھے معلوم نہیں کہ بار بار اسکا نام لینے سے تمہارا مقصد کیا ہے لیکن اگر تم اسے مذاق سمجھتی ہو تو یہ مجھے پسند نہیں!

وہ وہسکی کے گھونٹ لیتے ہوئے مجھے دیکھتی رہی۔

"لیکن وہ تمہارے لئے کچھ نہ کچھ ضرور رکھتی تھی۔" وہ پھر ٹھٹھا کہ اڑانے والے انداز میں ہنسی۔ "اب بھی اسے چاہتے ہو؟"

"اب یہ بکواس بند کرو" میں چیخا۔ "یہ سب کہہ کر تم اپنی کمینی فطرت کا اظہار کر رہی ہو۔"

"تو تم کہتے کیوں نہیں کہ یہ غلط ہے۔" وہ بھڑک کر بولی۔

"جب اس بات میں کوئی حقیقت ہی نہیں تو میں کیوں کہوں کیا؟ اب اپنی ڈرنک ختم کرو اور سونے کی تیاری کرو۔"

"خیر" وہ بولی "اس حرامزادی کے ساتھ تمہارے پانچ دن اچھے گذریں گے وہ لگتی ہی اسی قسم کی ہے۔ بھولے بسرے رومان کو تازہ کردے گی مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں تم اب مستر وڈل کے لئے بھی آہیں نہ بھرنے لگو۔"

اپنا گلاس رہیں چھوڑ کر میں بیڈ روم میں آ گیا۔ مجھے اتنا غصہ آ گیا تھا کہ اگر میں وہاں سے اٹھ نہ آتا تو ضرور اسے مار بیٹھتا۔ اسے بھی شاید اس بات کا احساس ہو گیا کہ وہ حد سے تجاوز کر گئی ہے میں نے غسل کیا اور جب تک میں بستر میں آتا وہ بھی کپڑے اتار کر میرے پہلو میں لیٹ گئی۔

"میں مذاق کر رہی تھی کلفے" وہ مجھ پر جھک کر بولی۔ "کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے؟"

"تم نے ابھی تک اپنے دانت بھی صاف نہیں کئے۔" میں غرایا۔ "اب جلدی کرو۔ میں سونا چاہتا ہوں۔"

"جہنم میں جاؤ تم اور میرے دانت بھی!" اس نے جل کر کہا اور میری طرف پیٹھ کرتے ہوئے اس نے روشنی گل کر دی۔

سان سالواڈور کے ہوائی اڈے پر ہماری ایجنسی کا ایک آدمی میرا

منتظر تھا۔ یہ ایک انڈین تھا جس نے اپنا تعارف رابرٹو ریورا کے نام سے کروایا۔ یہ گٹھے ہوئے بدن کا ادھیڑ عمر شخص تھا اس کے چہرے پر ایک قسم کی شیطانی مسکراہٹ سی تھی۔ میں نے پہلی ہی نظر میں اسے ناپسند کیا۔ لیکن میں نے اس سے اپنے تاثرات کا اظہار نہ کیا۔

"خوش آمدید سینور[1] برڈن" وہ مجھ سے ہاتھ ملاتا ہوا بولا۔ "سب انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے سینور ڈل اور سینورا کے لئے بہترین کمرے بک کر دیئے تھے۔ انہیں وہاں پہنچا دیا گیا ہے۔ آپ بھی ہوٹل جانا چاہیں گے؟"

"ہاں۔ کیا کافی دور ہے؟

"جی نہیں۔ وہ رہی ہماری بہترین ایر کنڈیشنڈ کار۔" وہ مجھے ایک گرد آلود سیاہ مرسیڈیس کی طرف لے جاتا ہوا بولا۔

کار کے اندر بیٹھ کر مجھے باہر کی گرمی سے نجات حاصل ہوئی اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا وہ ڈرائیونگ وہیل کے پیچھے بیٹھ گیا۔

"معاف کیجئے گا مسٹر برڈن۔ میری انگلش اتنی اچھی نہیں۔

میں نے سر ہلا کر اسے ٹالنے کی کوشش کی۔

وہ کار ہوائی اڈے سے نکال کر شہر کی طرف لے چلا۔ راہ میں جا بجا انڈین کسانوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔ ہر ایک کے کندھے یا سر پر تانبے یا کسی اور دھات کا مٹکا دھرا تھا۔

"یہ کیا ڈھو رہے ہیں؟"

---

[1] SENOR یعنی جناب

"پانی سینور براؤن۔ یہاں پانی کی بہت قلت ہے۔ ہر آدمی اپنا پانی خود لا دکر لاتا ہے۔" اس نے ہارن بجا کر اس انڈین کو خبردار کیا جو احمقوں کی طرح سڑک کے بیچوں بیچ چلا جا رہا تھا۔

"بہت نالائق ہیں یہاں کے لوگ" وہ بولا۔ "گرمی انہیں اور بھی پاگل کر دیتی ہے۔" وہ ہنسا اور مجھے اس کے سونے کے خول چڑھے دانت دکھائی دینے لگے۔

"میں نے آپ کے لئے بہترین سیر و تفریح کا پروگرام بنایا ہے مسٹر براؤن" وہ بولا۔ "سینور راڈل تو بہت ہی خوش ہوں گی۔" اس نے میری طرف دیکھا پھر رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

"سینور روڈل تو بہت امیر ہوں گے؟"

"ہاں کافی پیسہ ہے ان کے پاس۔" میں نے مختصراً کہا۔

"یہاں کے لوگ بہت غریب ہیں۔" اس نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چند گنے چنے بے حد امیر لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب غریب ہیں۔"

اب ہم ایک چھوٹے سے قصبے سے گذر رہے تھے۔ یہاں بھی اکثریت انڈین لوگوں کی ہی تھی۔ زیادہ تر لوگوں کے لباس گھٹیا اور بے ہنگم تھے۔ عورتیں مختلف رنگوں کے چوغوں میں ملبوس تھیں۔ سڑک دھول سے اٹی ہوئی تھی اور جا بجا گندگی کے ڈھیر نظر آ رہے تھے۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد ہماری کار شہر کے علاقے میں داخل ہوئی۔ یہاں کے لوگوں کا لباس کچھ بہتر تھا۔ آبادی تو زیادہ انڈین ہی تھی لیکن مقابلتاً خوشحال۔ عمارتیں بھی بڑی اور خوبصورت تھیں۔

"خوبصورت شہر ہے نا؟" اس نے مجھ سے پوچھا۔

"ہاں" میں نے جواب دیا۔

"آپ مجھے رابرٹو کہہ کر مخاطب کر سکتے ہیں سینور۔ میں یہاں کا کافی مشہور گائیڈ ہوں۔" اس نے فخریہ لہجے میں بتایا۔ "زیادہ تر امریکی سیر و تفریح کے لئے میری ہی خدمات حاصل کرتے ہیں۔"

"بہت خوب۔"

"یہ لو! ہم پہنچ گئے" اس نے پہاڑی کی طرف موڑ کاٹتے ہوئے اوپر بنی خوبصورت عمارت کی طرف اشارہ کیا۔

"بہترین ہوٹل ہے۔ آپ یہاں ہر قسم کی سہولت پائیں گے۔"

ہوٹل کے باہر کار رکی۔ دربان نے کار کا دروازہ کھولا اور میں باہر نکلا۔ ایک قلی بڑھ کر میرا سامان اٹھانے لگا۔

"بہتر ہوگا تم بھی کچھ دیر کے لئے میرے کمرے میں آجاؤ" میں نے رابرٹو سے کہا۔ "میں ذرا پروگرام پر نظر ڈالنا پسند کروں گا۔"

"جلدی کی کوئی ضرورت نہیں مسٹر بریڈن" وہ مسکرا کر بولا۔ "سینیور ڈول اپنے ایک دوست سے ملنے گئے ہوئے ہیں۔ ان کی بیوی بھی انہیں کے ساتھ ہیں۔ سینور گذمین کے یہاں جن کے کافی کے بہت سے باغات ہیں وہ نو بجے رات سے پہلے واپس نہیں آسکتے۔"

میں نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ ابھی بارہ بجے تھے۔

"او کے رابرٹو میں تو ابھی لنچ لینا پسند کروں گا۔ کیوں نہ ہم تین بجے ملیں؟"

"تب تو میں ابھی اپنے گھر کا چکر لگا آتا ہوں" وہ خوش ہو کر بولا۔

"میرا گھر چھوٹا سا ہے لیکن کافی خوبصورت ہے۔ میرے بیوی بچے مجھے اچانک دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے۔" اس نے اپنی بھنویں نچائیں اور ہاتھ ہاتھ ملا کر کار میں بیٹھ گیا۔

میں اپنے کمرے میں آیا۔ کمرہ ایئر کنڈیشنڈ تھا۔ میں نے نہا کر لباس تبدیل کیا۔ اور نیچے آ کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد میں نے کافی لی۔

تین بجے کے قریب میں لاونج میں آیا۔ وہاں رابرٹو میرا منتظر تھا۔

"کیسے سینور۔ کھانا پسند آیا؟ کوئی شکایت تو نہیں؟"

"نہیں رابرٹو۔ اب ذرا مجھے اپنا پروگرام تو دکھاؤ۔"

میں نے پروگرام پر نظر ڈالی۔ چونکہ یہ علاقہ میرا دیکھا ہوا نہیں تھا اس لئے مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ لیکن رابرٹو نے مجھے یقین دلایا کہ ہر قابل دید جگہ اس پروگرام میں شامل کر لی گئی ہے۔

"سینور۔ چونکہ دوپہر میں بہت گرمی ہوتی ہے اس لئے میں تو یہ رائے دونگا کہ ہم صبح اور شام کے وقت ہی گھومنے نکلا کریں۔ دوپہر کے وقت تھوڑا آرام کرنا بہتر رہے گا۔ اس نے پرامید نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"اب یہ تو مسز وڈل پر منحصر ہے کہ وہ دوپہر کو قیلولہ پسند کرتی ہیں یا نہیں۔" میں نے کہا۔

اس کا چہرہ لٹک گیا۔

"آپ انہیں سمجھا سکیں تو بہتر ہوگا۔ دوپہر میں یہاں بے حد گرمی ہوتی ہے۔"

"دیکھیں وہ کیا کہتی ہیں۔" میں بولا۔ کل صبح ساڑھے آٹھ بجے یہاں آ جاؤ۔ کار صاف اور پالش کی ہونی چاہیے۔ یہ لوگ وی آئی پی ہیں رابرٹو کار گی

حالت آج اچھی نہیں تھی۔"

"کار تو بہت عمدہ ہے سینور برڈن ۔ لیکن پھر بھی میں اسے صاف کردوں گا۔" وہ اور بھی غمزدہ نظر آنے لگا۔ "اچھا تو کل ملیں گے۔" وہ اٹھتا ہوا بولا۔

اس کے جانے کے بعد میں نے ویٹر سے اس علاقے کا ایک نقشہ منگوایا۔ اور اپنے کمرے میں آگیا۔ مجھے کافی گرمی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے تیراکی کا لباس پہنا اور نیچے سوئمنگ پول پر آیا۔ میں نقشہ اور پروگرام والا کاغذ ساتھ ہی لایا تھا۔ کچھ دیر تیرنے کے بعد میں ایک چھتری کے نیچے ستانے لگا۔ لیٹے لیٹے میں نے نقشے اور کاغذ پر نظر ڈالی۔ کل ہمارا پروگرام ازگولا کے آتش فشاں پہاڑ کو دیکھنے کا تھا۔ دوپہر کو لنچ کے لئے واپسی۔ دوپہر بعد کا کوئی پروگرام نہیں دیا گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اس بارے میں سنز وڈل سے ہی گفتگو کرنا بہتر رہے گا۔

چھ بجے کے قریب میں نے تیراکی کا آخری دور ختم کیا۔ اور اپنے کمرے آکر لباس تبدیل کیا۔ پھر میں نیچے بار میں آیا۔

ایک گھنٹہ بعد جب میں اسکاچ کا دوسرا پیگ لے رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ شام کے اخبار پر نظریں بھی دوڑا رہا تھا کہ ہنری وڈل بار میں داخل ہوا حالانکہ بل ادلسن مجھے اسکا حلیہ وغیرہ بتا چکا تھا لیکن اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر میں نے محسوس کیا کہ اسکی مکمل تصویر کشی کم سے کم الفاظ میں تو ممکن نہیں۔

جیسا کہ ادلسن نے کہا تھا اسکا قد بمشکل چار فٹ دس انچ تھا۔ اسکے کندھے پہلوانوں کی طرح چوڑے تھے۔ ٹانگیں چھوٹی چھوٹی لیکن موٹی تھیں

اور پیر بھی چھوٹے چھوٹے سے تھے۔ وہ ہلکی نارنجی رنگ کی ریشمی قمیص اور سیاہ پتلون پہنے تھا جو کہ اس کے جسم پر اتنی فٹ تھیں گویا اس کے جسم کا ہی حصہ ہوں۔ چوڑی کمر میں اس نے سونے کے بکل والا بیلٹ کس رکھا تھا
وہ سر کے اوپری حصے کی طرف مکمل طور پر گنجا تھا۔ لیکن کھوپڑی کے کنارے کی طرف کے بال لمبے اور پچھلے حصے کی طرف کندھوں تک لٹک رہے تھے۔ اس کی داڑھی بھی کھچڑی بالوں کی لیکن گنجان تھی۔ اس عجیب مضحکہ خیز چہرے پر قابل ذکر چیز صرف اسکی آنکھیں تھیں۔ تیز اور مخالف کے جسم کو چیرتی سی ہوئی سحور کن جن سے خود اعتمادی اور قوت کا اظہار ہوتا تھا۔

اسے اپنے قریب پہنچتے دیکھ کر میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم کلے برٹن ہو؟" اس نے اپنی تیز چیختی ہوئی سی آواز میں کہا۔ اس نے میرا آگے بڑھا ہوا ہاتھ اپنی زبردست گرفت میں لے کر اس زور سے بھینچا کہ میری انگلیاں کڑکڑا گئیں۔ اور پھر اچانک چھوڑ دیا۔

بار بوائے ہماری میز پر آ پہنچا۔

"فروٹ جوس" وڈل بولا۔ "شکر کچھ کم ملانا۔ کل کافی زیادہ تھی۔"

پھر وہ میری طرف مڑ کر بولا "بیٹھ جاؤ۔"

وہ میرے سامنے کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ "کیا پی رہے ہو؟ اسکاچ؟"

اس نے اپنی موٹی ناک سکوڑی "میں کبھی بھی شراب نہیں پیتا۔ شراب نوشی اور سگریٹ یہ انسان کا دماغ نکما کر دیتے ہیں۔ تمہیں اپنا کام پسند ہے؟ اگر نہ ہو تو انسان کو کرنا ہی نہیں چاہئے میں نے سنا ہے کہ تم قابل اعتماد ہو اور یہ کافی اچھی بات ہے۔ میں ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔"

اس کی تیز چیختی ہوئی آواز میرے کانوں سے گولی کی طرح ٹکرا رہی تھی
" ڈائر نے مسز وڈل کی سیر و تفریح کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ مجھے امید
ہے تم یہ کام کر دو گے ۔ ویسے یہاں دیکھنے قابل کوئی چیز تو ہے نہیں لیکن خدا
بچائے ان عورتوں سے ایک بار کسی چیز کے لئے اڑ جائیں تو سوا کر چھوڑتی ہیں
اس نے بھونکتی ہوئی سی آواز میں ایک قہقہہ لگایا۔
" سان سالوا ڈور ایک غلیظ سی جگہ ہے ۔ ہر طرف گندگی بد انتظامی ۔
دیکھ لینا ! یہ انڈین یہاں کسی وقت ضرور بغاوت کر دیں گے ۔ اور ایر پورٹ
سے شہر تک آتے ہوئے میں نے ہر طرف غربت و افلاس کا ہی دور دورہ
دیکھا تھا ۔ تم نے بھی نوٹ کیا ہو گا ۔
بار مین ایک گلاس میں فروٹ جوس اور دوسرے میں برف کے
ٹکڑے رکھ کر چلا گیا ۔ وڈل نے ایک ہی سانس میں آدھا گلاس خالی کر دیا
" ٹھیک ہے " اس نے خوش ہو کر سر ہلایا ۔ اور بولا ۔
" ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ مسز وڈل سونے جا چکی ہیں ۔ وہ تھکن کی شکایت
کر رہی تھیں ۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ عورتیں اتنی جلدی تھک کیسے جاتی ہیں ؟
میں تو کبھی نہیں تھکتا ۔ عورتوں کو تو آج سر درد ہے تو کل بخار ۔ تم شادی شدہ
ہو ؟ تمہارے چہرے سے تو لگتا ہے کہ ہو ۔ تمہیں ذمے داری کا احساس ہے
تمہاری بیوی بھی بہت جلد تھک جاتی ہو گی ۔ سب عورتیں جلدی ہی تھک جاتی
ہیں .... یہ بھی اچھا بہانہ ہے ! "
وہ دوبارہ گرجتی ہوئی آواز میں ہنسا ۔
پھر اچانک اس نے ہنسی میں بریک لگا کر گلاس اٹھایا اور باقی مشروب
پی گیا ۔

مجھے ایک ڈنر میں شامل ہونا ہے چلوں! لباس وغیرہ تبدیل کروں۔"

وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

میں نے بھی کھڑا ہونا چاہا۔ "اوہ! بیٹھے رہو" وہ بولا "کل کا پروگرام تو تمہیں معلوم ہی ہوگا؟ اس غلیظ شہر میں کوئی قابل دید چیز تو ہوگی نہیں لیکن وہ جائے گی ضرور۔ خیر تم اپنی پوری کوشش کرنا کہ وہ بور نہ ہو۔"

اس نے ایک بار پھر میرا ہاتھ زور سے دبایا اور تیزی سے بار سے باہر نکل گیا۔

میں بھونچکا سا اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

پھر میں نے بارمین کو ایک پیگ اور لانے کا اشارہ کیا۔ مجھے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اوڈسن نے کہا تھا کہ ووڈل ایک دھماکہ ہے۔ لیکن وہ تو دھماکے سے بڑھ کر کوئی چیز تھا! اس کے ساتھ پوری شام گذار کر تو اعصاب کا قابو میں رہنا دشوار تھا!

میں نے اس کی بیوی کے بارے میں سوچا اور متحیر ہونے لگا۔ کیا وہ اس سے بھی اسی طریقے سے پیش آتا رہا ہوگا؟ اگر ایسا ہے تو وہ ضرور آہنی اعصاب کی مالک ہونی چاہئے۔

ایک لمبا چوڑا امریکن بار میں داخل ہوا اس نے تنقیدی نظروں سے بار کا جائزہ لیا۔ آخر اس کی نظریں مجھ پر ٹھہر گئیں۔

"اگر آپ برا نہ مانیں تو میں یہاں بیٹھ جاؤں۔" اس نے بارمین کی طرف ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا "میری بیوی کا کہنا ہے کہ تنہا پینا بد اخلاقی کی نشانی ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے مجھے خوشدلی سے آنکھ ماری۔

مجھے ایک ساتھی پاکر بڑی خوشدلی سے ہم تقریباً ایک گھنٹے گپیں لڑاتے رہے۔ آخر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"معاف کرنا دوست۔ اب تک وہ تیار ہو گئی ہو گی۔" وہ ہاتھ ملا کر باہر نکل گیا۔

میں نے سوچا کہ اب ڈنر لے لینا چاہئے۔ میرے پاس اور کوئی کام نہیں تھا۔ اس لئے میں بستر پر لیٹ کر کچھ پڑھنے کی ہی سوچ رہا تھا۔ میں نے ہوٹل میں ہی بنی کتابوں کی دوکان سے کچھ رسالے خریدے۔ جب میں ان کی قیمت ادا کر رہا تھا تو میں ہنری ڈول کو ایوننگ سوٹ میں ملبوس باہر نکلتے دیکھا۔ وہ مجھ پر نظر ڈالے بغیر لابی پار کر گیا اور منتظر کار میں بیٹھ گیا

میں مڑ کر ریسٹورنٹ کی طرف ڈنر کے لیے چلا۔

"سینور بریڈن؟" ایک ویٹر نے مجھے روکتے کہا۔

"یس؟"

"آپ کے لئے ایک پیغام ہے۔ آپ چوتھی منزل میں سوئٹ نمبر سات مسز ڈول آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔"

میں اسے گھورتا رہا۔

"تمہارا مطلب ہے مسز ڈول؟" میں نے دہرایا۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

حیرت کے سمندر میں غرق میں لفٹ میں سوار ہوا اور چوتھا بٹن دبایا لفٹ اوپر کی طرف چل دی۔ اچانک مجھے محسوس ہونے لگا کہ یہ شام میری امید کے برعکس کچھ بہتر ہی ثابت ہوگی۔ میں اس عورت کو دیکھنے کے لئے بے چین تھا جس نے ہنری ڈول جیسے آدمی سے شادی کی تھی۔

لفٹ چوتھی منزل پر رکی۔ میں باہر آ کر راہداری میں چلتا ہوا سوئیٹ نمبر سات کے سامنے پہنچا اور اطلاعی گھنٹی بجائی۔

"آ جاؤ۔"

نہ جانے کیوں یہ ہلکی سی آواز بھی میرے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح لگی میں دروازہ کھول کر ایک بڑے اور انتہائی خوبصورتی سے آراستہ سٹنگ روم میں داخل ہوا۔ کمرے میں جا بجا اتنے گلدستے سجے ہوئے تھے کہ یہ جگہ پھولوں کی نمائش گاہ معلوم ہو رہی تھی۔

ایک اونچی، سیاہ بالوں والی چھریرے بدن کی عورت سفید قیمتی چوغے میں ملبوس کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔

اسے دیکھے ہوئے مجھے چھ برس گذر چکے تھے۔ لیکن میں اسے پہلی نظر میں پہچان گیا۔ میرے دل نے ایک قلا بازی کھائی۔ وہ اب زیادہ پرکشش اور زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔ لیکن اب بھی وہی عورت تھی جس کی محبت میں ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دل سے فراموش نہ کر سکا تھا۔

"وال!" میں وہیں کھڑا اسے گھورتا رہا" نہیں! یہ تم نہیں ہو سکتیں وال!"

"آخر" وہ بولی۔ "تم مل ہی گئے کلے ڈارلنگ!"

وہ بانہیں کھولے میری طرف بڑھی۔ اور مجھ سے لپٹ گئی۔

اس کی سخت چھاتیاں میرے سینے سے ٹکرائیں۔ اس نے سر اٹھا کر اپنے لب میری طرف بڑھا دیئے۔

کھلی کھڑکی سے گذر کر چاندنی بستر پر پڑ رہی تھی۔ وال میری بغل میں چت

ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں ادھ کھلی سی تھیں اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی چھاتیاں ڈھانپ رکھی تھیں۔ مجھے اب بھی یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ حقیقت ہے پہلے بوسے کے بعد ہی میں ہوش و احتیاط بھول چکا تھا۔ جب جذبات کا طوفان گذر چکا تو میں نے دیکھا کہ ہم دونوں برہنہ بستر پر لیٹے ہوئے تھے اچانک میں اپنے دل میں اس کے لئے کئی گنا زیادہ محبت محسوس کرنے لگا۔ اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"تم کتنے ڈارلنگ" وہ بولی۔ "تم نہیں جانتے کہ یہ سب کتنا خطرناک ہے ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ مجھے تم سے دور ہی رہنا چاہئے تھا لیکن میں دل کے ہاتھوں مجبور تھی۔ میں نے ہی یہ سب پلان بنایا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ تم براڈز سٹی میں آ گئے ہو تو میرا دل تم سے ملنے کے لئے مچلنے لگا۔ آہ! کتنی باتیں کرنا چاہتی ہوں میں تم سے!"

اس نے مڑ کر بستر کے پیچھے دیوار پر لگی گھڑی کی طرف دیکھا۔

"لیکن اس وقت موقع نہیں۔ اب جلدی سے کپڑے پہن لو ہمارے پاس باتیں کرنے کے لئے پانچ دن ہیں۔"

آٹھ بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔

"کیوں نہ ابھی ہی کچھ دیر گفتگو کریں۔" میں اس سے اس کے پچھلے چھ سال کے حالات جاننا چاہتا تھا۔

"نہیں۔ فوراً کپڑے پہنو۔" اس کی گھبراہٹ نے مجھے اٹھ کر لباس پہننے پر مجبور کر دیا۔ "تم جانتے نہیں وہ کتنا خطرناک شخص ہے۔ اگر اسے ذرا بھی شک ہو گیا کہ تمہارے مجھ سے تعلقات ہیں تو وہ تمہیں برباد کر دے گا وہ اتنا ظالم اور انتقام جو ہے کہ اگر وہ کسی کے خلاف ہو جائے تو اس کا خدا ہی

حافظ ہے۔ اگر وہ تمہارے پیچھے پڑ گیا تو یقین جانو تمہیں کہیں بھی ملازمت نہیں مل سکتی۔"

میں خوف کے عالم میں اسے گھورتا رہا۔

"یہاں سے نکلتے وقت محتاط رہنا" وہ بولی۔ "کہیں کوئی دیکھ نہ لے" میں نے کپڑے پہن لئے تھے۔ جب میں اسے چومنے کی غرض سے اس کی طرف جھکا تو اس نے مجھے پرے ہٹا دیا۔

"اب نہیں۔ کلیے برائے مہربانی اب جاؤ۔ کل بات کریں گے۔"

"کل کب؟" اس کی گھبراہٹ نے مجھے بے چین سا کر دیا تھا۔

"جب وہ باہر نکل جائے گا۔ لابی میں میرا انتظار کرنا کلیے جیسے ہی وہ گیا۔۔۔۔"

"ڈارلنگ یقین نہیں آتا تم مجھے مل گئی ہو۔"

"اب نکلو بھی۔ وہ آتا ہی ہوگا۔" اس نے کانپ کر کہا۔

میں نے سٹنگ روم میں آکر دروازہ کھولا اور باہر راہداری میں جھانکا فوراً ہی مجھے اپنا سر اندر کرنا پڑا۔ ایک مرد اور ایک عورت لفٹ کی طرف جا رہے تھے۔

"کون ہے؟" اس نے بیڈ روم کے دروازے پر آکر ڈری ہوئی آواز میں کہا۔ وہ اب بھی برہنہ تھی۔

میں نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر دوبارہ راہداری میں جھانکا۔ شائد اسکا خوف کسی حد تک مجھ میں بھی منتقل ہو چکا تھا۔ شاید اس کا خوف کسی حد تک میں نے باہر نکل کر آہستگی سے دروازہ بند کر دیا۔ لفٹ نیچے جا چکی تھی۔ میں سیڑھیوں پر سے ہوتا ہوا تیسری منزل پر پہنچ۔

کمرے میں آیا۔

کمرے میں آتے ہی میں باتھ روم میں گیا۔ اور آئینے پر نگاہ ڈالی میرے ہونٹوں پر کئی جگہ لپ اسٹک کے نشانات تھے۔ چہرہ بھی کسی حد تک زرد تھا۔ کیا یہ خوف کی وجہ سے تھا؟ لیکن ایک عجیب بات یہ تھی کہ میں کچھ کم عمر نظر آنے لگا تھا۔ میرے چہرے پر موجود اعصابی تناؤ کے آثار غائب ہو چکے تھے۔

میں نے اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے اور تولیے سے چہرہ صاف کرتا ہوا بیڈ روم کی بالکنی میں آکھڑا ہوا۔

رات گرم اور فضا حبس لیئے ہوئے تھی۔ آسمان پر پورا چاند چمک رہا تھا۔ مجھے دور کسی جگہ سے ڈانس میوزک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

میں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا۔ اور ایک کرسی پر دھنس گیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ہلکے ہلکے کش لیتا ہوا چاند کی طرف دیکھنے لگا۔

خواہش کے سرد ہو جانے کے بعد مجھے اب وال کی وارننگ یاد آرہی تھی۔ مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ ہم دونوں اس طرح جذبات کے دھارے میں تنکے کی طرح بہہ نکلے تھے۔ ہم نے خود پر قابو پانے کی ذرا بھی کوشش نہیں کی تھی۔

مجھے وال کے الفاظ یاد آئے "تم جانتے نہیں وہ کتنا خطرناک شخص ہے۔ اگر اسے ذرا بھی شک ہو گیا کہ تمہارے مجھ سے تعلقات ہیں تو وہ تمہیں برباد کر دے گا۔"

ان الفاظ میں چھپی خوفناک دھمکی سے زیادہ میں اسکی دہشت سے خوفزدہ

ہوا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وال آسانی سے ڈر جانے والی عورتوں میں سے نہیں۔ وڈل کو دیکھ لینے کے بعد مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ حقیقت میں اس سے خوفزدہ ہو گی۔ وڈل کی آنکھوں کی تیز چمک اور اس کی خود اعتمادی دیکھ کر مجھے یقین تھا کہ اگر اسے ہمارے بارے میں پتہ چل گیا تو وہ ضرور انتقام لے گا۔

پھر میری ذہنی رو ڈا کی طرف بھٹک گئی۔ فرض کرو اگر اسے شک ہو گیا تو وہ بھی اتنی ہی خطرناک ہو سکتی تھی۔ غیر عورت سے تعلقات رکھنے پر وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرنے والی تھی۔

اب مجھے اپنے ضمیر کی خلش محسوس ہونے لگی تھی۔ میں نے اگلے دن کے بارے میں سوچا۔ کیا میں بیماری کا بہانہ بنا کر پانچ دنوں اس سے دور رہوں کیا میں سارا سارا دن اس کے ساتھ بغیر رابرٹو کے دل میں شک پیدا کیے رہ سکتا تھا؟

میں خود کو کوسنے لگا۔

ایک بار یہ ہو چکا تھا۔ اب اسے دہرانا خطرناک تھا۔ یہ ایک وقتی پاگل پن تھا۔ ایک لہر جو گذر چکی تھی۔

لیکن میں جانتا تھا کہ میں خود کو تسلیاں دے رہا تھا۔ چاہے جتنا بھی خطرہ ہو۔ میں اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا تھا۔

میں بالکونی میں بیٹھا اسی کے بارے میں سوچتا رہا۔

وال ۔۔۔ جو کہ وڈل سے شادی کر چکی تھی ۔۔۔۔ ناقابل فہم سی بات تھی! ان کی ملاقات کہاں ہوئی ہو گی؟ تب مجھے یاد آیا کہ ادلسن نے کہا تھا کہ ایک بار وڈل اسکا گاہک رہ چکا تھا۔ شاید نہیں، وہیں اس کی وڈل نے

ملاقات ہوئی ہوگی۔

لیکن اس نے اس گنجے بونے سے شادی کیوں کی؟ اس وقت ڈڈل اتنا امیر بھی نہ تھا (جیسا کہ ادلسن نے کہا تھا) اس لئے یہ بھی نہیں سوچا جا سکتا کہ اس نے دولت کے لئے ڈڈل سے شادی کی ہوگی! آخر اس نے ڈڈل کو مجھ پر ترجیح کیوں دی!

یہ سوچ کر مجھے افسوس ہونے لگا۔

اس رات میں تھوڑی دیر سو سکا۔ ساڑھے سات بجے جب ویٹر نے آکر مجھے جگایا تو بستر چھوڑتے ہی مجھے خوشی سی ہوئی۔

ساڑھے آٹھ بجے میں باہر لابی میں آیا۔ ہال پورٹر نے مجھے جھک کر تعظیم دی۔

"رابرٹو آپ کا منتظر ہے سینور" وہ بولا

"میں ابھی اس سے بات کرتا ہوں" میں نے کہا۔ کیا مسٹر ڈڈل ہوٹل میں ہی ہیں؟"

"جی نہیں۔ وہ تو آٹھ بجے ہی نکل گئے تھے"

میں باہر آیا۔ رابرٹو باہر میرا منتظر تھا۔ وہ مسکراتا ہوا میری طرف بڑھا اسکے سنہری خول مڑھے دانت سورج کی روشنی میں چمکنے لگے۔

"گڈ مارننگ سینور برڈن" وہ بولا "بہت خوشگوار صبح ہے امید ہے رات آرام سے گذری ہوگی"

"شکریہ کار کہاں ہے رابرٹو"

اس نے اشارہ کیا۔ میں نے کار کے پاس جاکر اسکا معائنہ کیا اس نے ضرور اسے صاف کیا تھا کیونکہ آج وہ بہتر حالت میں تھی۔

"بہت محنت کرنی پڑی" رابرٹو افسوس بھرے لہجے میں بولا "کافی بڑی کار ہے"

"میں دیکھتا ہوں کہ مسز وڈل تیار ہو گئیں یا نہیں"

لابی میں واپس آ کر میں نے آپریٹر سے کمرہ نمبر سات سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

وال نے فوراً ہی ٹیلی فون اٹھا لیا۔ اس کی آواز سن کر پھر میری ریڑھ میں سنسناہٹ دوڑنے لگی۔

"گڈ مارننگ مسز وڈل" میں نے فون پر کہا۔ میں جانتا تھا کہ ہال پورٹر پیچھے کھڑا سن رہا ہے۔ "کار آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ آپ کے تیار ہوتے ہی ہم چل سکتے ہیں"

"شکریہ۔ میں چند منٹوں میں نیچے آتی ہوں"

میں نے فون رکھ دیا۔

وال کوئی دس منٹ بعد برآمد ہوئی۔ قمیص پتلون میں ملبوس وہ معمول سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

"گڈ مارننگ مسٹر برٹن" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آج ہم کہاں چل رہے ہیں؟"

"آپ یہاں آئیں تو میں آپ کو پروگرام دکھا دوں" میں اسے ایک الگ صوفے کی طرف لے جاتا ہوا بولا۔ اب ہم ہال پورٹر اور استقبالیہ کاؤنٹر سے کافی دور تھے۔

میں نے جیب سے پروگرام نکالا۔ اور آہستہ سے بولا۔

"ایک گڑبڑ ہو گئی ہے وال! ہمارے ساتھ ایک شخص بھی ہوگا۔ یہ

میری ہی غلطی سے ہوا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں تم مل جاؤگی۔ اب اگر ہم اسے ساتھ رہے جائیں تو ہم پر شک کیا جا سکتا ہے۔"

اس کے چہرے پر نا امیدی کے آثار ابھر آئے۔

"تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"یہ سونا کافی کام چور ہے اور دوپہر کو کام کرنا پسند نہیں کرتا۔ یہ کہتا ہے کہ دوپہر میں یہاں کافی گرمی ہوتی ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہوگا اگر لنچ کے بعد تم میرے کمرے میں آجاؤ۔ میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں وال!"

اس نے ایک لمحہ سوچا پھر کہا "اچھا! آج کہاں چل رہے ہیں؟"

"ازگرلا آتش فشاں دیکھنے۔ اس بارے میں تو رابرٹو ہی بتائے گا میں اگلی سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھوں گا وال۔ ہوشیار رہنا۔ وہ کافی چالاک ہے۔"

ہم دونوں باہر نکلے۔ ہمیں دیکھ کر رابرٹو کار سے نیچے اترا اور اس نے جھک کر وال کو تعظیم دی۔ پھر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ "گڈ مارننگ سینورا۔ بہت خوبصورت صبح ہے۔ ہم آج تاریخی اہمیت کی ایک جگہ دیکھیں گے۔ میں آپ کو اس کے بارے میں بھی بتاؤں گا۔"

وال نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کار میں بیٹھ گئی۔ میں آگے رابرٹو کے ساتھ والی سیٹ پر جا بیٹھا۔

میرا خیال ہے کہ ہم دونوں نے ہی اس کی بکواس پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ میں تو دوپہر کے خیالوں میں ڈوبا تھا جب وال میرے کمرے میں آنے والی تھی۔ آتش فشاں تک کا سفر لمبا۔ دھول بھرا اور تھکا دینے والا

تھا۔ راستہ اتنا خراب تھا کہ کسی جگہ تو کار رینگتی ہوئی سی محسوس ہوتی تھی۔
آخر ہم ہوٹل ڈی سونٹینا کی عمارت پر آ پہنچے۔ آتش فشاں پھٹنے سے پہلے اس علاقے میں چھوٹا موٹا قصبہ تھا لیکن آج کل سب ویران کھنڈرات تھے۔ وہ عمارت بھی خالی پڑی تھی۔ رابرٹو نے ہی کہا تھا کہ یہاں سے آتش فشاں دہانے کا اچھی طرح سے نظارہ کیا جا سکتا ہے اور کسی وقت اس پہاڑ کا پیالہ نما دہانہ کافی مرعوب کن معلوم ہوتا۔ لیکن اسوقت جبکہ رابرٹو بڑے جوش و خروش سے آتش فشاں کے بارے میں اپنی معلومات کا خزانہ بہا رہا تھا مجھے اس کی آواز زہر لگ رہی تھی وہ بھی شاید تاڑ گیا کہ ہم دونوں اس میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔
"کیوں ؟" اس نے وال کو پر تجسس نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔
"آپ کو یہ جگہ پسند نہیں آئی ؟"
"ایسی بات نہیں مسٹر رابرٹو۔ واقعی قابل دید جگہ ہے لیکن گرمی میری امید سے زیادہ ہے۔ کیوں نہ واپس چلیں ؟"
اسکی آنکھیں چمک اٹھیں۔
"دوپہر میں بہت گرمی ہوتی ہے سینورا۔ لنچ کے بعد تو یہاں آرام کرنا چاہئے۔ شام خوشگوار ہو گی۔ اگر آپ حکم دیں تو میں آپ کو شہر کی تفریح کے لیے لے چلوں ؟"
"میرا خیال ہے آج کے لئے اتنا ہی بہت ہے۔ شہر کل دیکھیں گے"
رابرٹو نے اطمینان کی سانس لی۔
"بہت دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے آپ نے سینورا۔ شام کو آپ

سوئمنگ پول کا لطف اٹھائیں۔ تو اب واپس چلیں؟"

"ہاں"

ہم ایک بجے کے قریب واپس ہوٹل پہنچے۔ وال نے ایک بار پھر رابرٹو کی محتاط ڈرائیونگ اور آتش فشاں دکھانے کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اسے چھوڑ کر ہم اندر آئے۔

"مسٹر براون۔ آئیے لنچ اکٹھے میں لے لیں" وال کسی قدر اونچے لہجے میں بولی "اسکے بعد میرا ارادہ کچھ دیر آرام کرنے کا ہے" اس کا مقصد ہال پورٹر کو سنانا تھا جو کہ ہمارے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔

ہم نے ہوٹل کی کافی شاپ میں ہلکا لنچ لیا۔ کھانا ہم نے خاموشی سے ہی کھایا۔

اٹھتے وقت میں نے چپکے سے اپنے کمرے کی چابی اسے تھمائی اور بولا "کمرہ نمبر 347 تیسری منزل والی"

وہ لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ میں لابی میں بیٹھا سگریٹ پیتا رہا تقریباً دس منٹ بعد میں اٹھا اور لاپرواہی سے چلتا ہوا لفٹ میں جا گھسا۔

جب میں اپنے کمرے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وال مکمل برہنہ میرے بستر پر بیٹھی تھی۔ میں نے فوراً دروازہ مقفل کر دیا۔

"وال! ہمیں یہ نہیں کرنا چاہیے ..... وال ....."

اس نے اپنی باہیں میری طرف بڑھا دیں۔ اس کے چہرے کی سرخی اور آنکھوں کی چمک میری احتیاط پر غالب آ گئی۔ میں نے بھی کپڑے اتار پھینکے اور بستر پر آ گیا۔

اس بار ہماری ہمبستری کا انداز وحشیانہ نہیں تھا۔ اس بار ہم ایک

دوسرے کے جسم کو سہلا رہے تھے۔ آہستہ آہستہ ہمارے جذبات پھر بھڑک اٹھے۔ ایک دوسرے میں مدغم ہم تھوڑی دیر کے لئے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے۔

ایر کنڈیشنڈ کمرے کی فرحت انگیز ٹھنڈک میں وال نے میری بغل میں لیٹے لیٹے پچھلے چھ سالوں کی سرگذشت بیان کی۔ اس نے آغاز میں یہ کہہ کر مجھے کسی قدر الجھن میں ڈال دیا کہ ممکن ہے اس کے بیان کی کئی باتیں مجھے سمجھ نہ آسکیں۔ لیکن میں صبر و سکون سے اس کی روداد سنوں۔ اس نے کہا کہ اس کے لئے یہ سمجھانا مشکل ہے کہ اس نے وہ خط کیوں لکھا اور میری انگوٹھی کیوں لوٹائی۔ لیکن ہم دونوں کی بہتری اسی میں تھی۔

"میں اس سے پہلی بار تب ملی جب وہ ہماری بوسٹن کی آفس میں آیا تھا۔ اوسن اس وقت لنچ پر گیا ہوا تھا اور میں اکیلی تھی۔ وہ لندن جانا چاہتا تھا۔ جب میں اس کے لئے ٹکٹ بنا رہی تھی تو مجھے لگ رہا تھا کہ وہ لگاتار مجھے گھورے جا رہا ہے۔ مجھے کچھ گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگی۔ ان دنوں کام کافی تھا اور ہر دوسرے منٹ پر کوئی نہ کوئی فون آجاتا تھا میں نے دیر کے لئے اس سے معذرت طلب کی۔ لیکن وڈل نے کہا کہ اسے کوئی جلدی نہیں۔ اب بھی جب میں اس سے اپنی پہلی ملاقات کی یاد کرتی ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ مجھے ہپناٹائز کرنا چاہتا تھا۔ جب تک وہ وہاں موجود رہا میں خود میں ایک ناقابلِ بیان قوت محسوس کرتی رہی شاید تم اسے بکواس سمجھو! لیکن میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ مجھے ایسا ہی محسوس ہوا تھا۔ اس نے ٹکٹ کی ادائیگی کی اور بولا کہ وہ مجھ سے پھر ملے گا

اسکے جانے کے بعد بھی میں اسی کے بارے میں سوچتی رہی۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ میرے دماغ کا بھی کوئی حصہ لے گیا ہے"
اس کے چہرے پر بیچارگی کے آثار نظر آئے۔
"مجھے اب اسی کے خواب نظر آنے لگے۔ یوں محسوس ہوتا تھا گویا وہ ہر وقت میرا پیچھا کر رہا ہے۔ میں اعصابی تناؤ کا شکار ہو گئی۔ میں نے آفس سے واپس آ کر کہیں بھی نکلنا بند کر دیا۔ لیکن میری حالت جوں کی توں رہی۔
اس نے میرا ہاتھ تھپتھپایا اور بولی۔
"اور سب سے زیادہ بری بات تو یہ ہوئی کہ مجھے اس کے علاوہ کسی کا حتیٰ کہ تمہارا بھی خیال نہ رہا۔ تمہارے خطوط مجھے باقاعدگی سے ملتے رہے لیکن کبھی بھی میں نے انہیں پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ میں جانتی ہوں کہ تمہیں یہ سن کر اذیت پہنچی ہو گی۔ لیکن تم ذرا سمجھنے کی کوشش کرو.... میں اپنی قوت ارادی سے اس بات کی پوری کوشش کر رہی تھی کہ وہ مجھ پر حاوی نہ ہو سکے۔ شیطانی قوتیں اکثر لوگوں پر تسلط جما لیتی ہیں"
اس نے میری طرف دیکھا "تمہیں اس بات پر یقین ہے کیلے؟"
میں نے کبھی شیطانی قوتوں کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ میری نظروں میں تو ڈڈلی صرف ایک اکھڑ، بدتمیز اور سنکی دولتمند تھا۔ جس کی ظاہرا وضع قطع نے اس کے مزاج کی درشتگی کو اور بڑھا دیا تھا۔
"معلوم نہیں" میں نے جواب دیا "ہاں تو پھر کیا ہوا؟"
"لندن سے واپسی پر وہ ایک بہانہ بنا کر روزانہ ہی آفس میں آنے لگا۔ میں نے اولسن سے کہہ کر اپنے لنچ کے اوقات بدل لئے تاکہ

اس سے بچ سکوں۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ میں دو ماہ تک اس ذہنی تناؤ کا شکار رہی۔ پورے دو ماہ تک میں مزاحمت کرتی رہی لیکن وہ زیادہ پر قوت نکلا۔ آخر وہ مجھ پر حاوی ہو ہی گیا۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ اس نے تم سے زبردستی شادی کی؟ یا تمہیں شادی کے لئے مجبور کیا؟"

"نہیں اس نے میرے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ میں جانتی تھی کہ میں اس ذہنی اذیت سے تبھی چھٹکارا پا سکتی ہوں جب تک کہ میں اپنے آپ کو اس کے حوالے نہ کر دوں۔ اس کے ساتھ ذہنی جنگ کی بہ نسبت اس سے شادی کر لینا زیادہ آسان نہ تھا۔"

"لیکن تم نے مجھے لکھا کیوں نہیں؟ میں اگر تمہاری مدد کرتا!"

"میری مدد کسی کے بس کی بات نہ تھی۔" وہ بولی۔ "اس قسم کی حالت میں تو دو ہی راستے ہیں۔ یا تو مقابلہ کرو یا مغلوب ہو جاؤ...... اور میں اس جنگ میں ہار گئی۔ اس کے علاوہ کلیے میں تمہیں چاہتی تھی۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ تم بیچ میں آکر کچھ نقصان اٹھاؤ۔ اس کی پراسرار قوتوں کے خلاف تمہارے پاس کوئی بچاؤ نہ تھا۔ میں نے شروع میں سوچا کہ تمہیں بتا دوں لیکن بعد میں خیال آیا کہ اپنے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی بھی کیوں برباد کروں۔ میں نے فیصلہ کیا کہ تمہیں اس خطرے سے دور ہی رکھوں گی۔ اس لیے میں نے تمہیں خط لکھ کر وہ انگوٹھی واپس کر دی۔

میں حیرت سے گنگ اسے تکتا رہا۔ اس کہانی پر کیسے یقین آتا؟

"تم شاید اب بھی نہیں سمجھ سکے۔" وہ میرے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات بھانپ کر بولی۔ "وہ شیطان ہے اس کے جسم میں کوئی بد روح ہے

تم ان باتوں پر یقین کرتے ہو یا نہیں؟
اس کی آنکھوں میں خوف اور وحشت تھی۔
"لوگ پچھلی صدی تک شیاطین اور بدروحوں پر اعتقاد رکھتے تھے"
میں بولا "لیکن میں بدروحوں بھوتوں پریتوں یا جنات پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتا۔ اس نے تمہیں اپنی حیرت انگیز تیزی اور کام کرنے کی صلاحیت سے اتنا متاثر کیا کہ تم خود پر قابو کھو بیٹھیں۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں وہ دوسری کو اس حد تک مرعوب کر سکتا ہے کہ وہ اس کے تابع ہو جائیں۔ لیکن یہ کہنا کہ اس کے قبضے میں غیر مرئی قوتیں ہیں یا وہ عمل تنویم سے دوسروں کو قابو میں کر لیتا ہے لغو ہے میں یہ نہیں مان سکتا۔
اس نے اس طرح سر ہلایا گویا وہ مجھ سے اسی قسم کے ردعمل کی متوقع تھی
"چلو مان لیا کہ میں ذہنی تناؤ کی کیفیت میں خود پر قابو نہ رکھ سکی حالانکہ ایسا کہنا میرے ساتھ زیادتی ہے۔ میں نے ایک بار اس سے پوچھا تھا کہ اس نے مجھ سے شادی کیوں کی؟ جانتے ہو اس نے کیا جواب دیا؟ اسکے الفاظ تھے "میں جلد ہی امیر بننے والا ہوں۔ پیسے میں ہی اصلی طاقت ہے اور میں طاقت واقتدار چاہتا ہوں اس کی تیز نگاہیں مجھ پر جمی تھیں۔" تم اس مقصد میں میری مدد کرو گی۔ اسی لئے میں نے تمہیں چنا ہے۔ تم خوبصورت عقلمند اور قابل ہو۔ تمہیں دیکھتے ہی میں نے سوچا تھا کہ یہی وہ عورت ہے میں جس کی تلاش میں تھا"
وہ چھت کی طرف نظریں جمائے کہتی گئی۔
"اس نے میری مدد سے پچھلے چار سالوں میں زبردست ترقی کی۔ آج اس کے پاس بے اندازہ دولت اور طاقت ہے اس کے جسم میں ایک ایسی

شیطانی قوت کار فرما ہے جس کی مدد سے وہ کامیابی کی منزلیں طے کرتا جارہا ہے۔ وہ زندگی کی آخری سانس تک دولت جمع کرتا رہے گا۔ مجھ سے شادی کرنے کے ایک سال بعد ہی اس کے پاس دس لاکھ ڈالر ہو چکے تھے۔ لیکن یہ رقم اسے مطمئن تو کیا کرتی خوش بھی نہ کرسکی۔

"یہ تو شروعات ہے اس نے کہا تھا۔" دس لاکھ ہوتے ہی کیا ہیں! ہم لگاتار کام کرتے رہے۔ سفر کرتے رہے۔ لوگوں سے ملنا افسروں کو رشوت دینا۔ یہ سب کتنے قابل نفرت کام تھے جو میں نے اس کی ایما پر کئے۔ لیکن میں ایک ٹربی تھی اور وہ سیونگالی! وہ جو چاہتا تھا میں کرنے پر مجبور تھی!"

کچھ دیر خاموش رہی۔ پھر وہ بولی۔" اس طرح چھ سال گذرے ہیں!

مجھے یہ عجیب و غریب داستان ناقابل قبول سی محسوس ہوئی۔

ٹربی اور سیونگالی! کون تھے یہ؟ بدروحیں! شیطانی قوتیں!!

اگر وہ مجھ سے صاف صاف کہہ دیتی کہ وقتی طور پر وہ پاگل پن کی حد تک وڈل سے متاثر ہو گئی تھی اور اب اس سے تنگ آچکی تھی تو میں آسانی سے یقین کرلیتا لیکن یہ بکواس کہ اس پر سحر کر دیا گیا تھا اور وہ تنومی کیفیت میں تھی مجھے قبول نہ تھی۔

"اب مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ مجھ پر اس کا اثر کم ہوتا جارہا ہے۔ چونکہ اب اسے میری ضرورت نہیں اس لئے مجھ پر اس نے اپنی گرفت ہلکی کردی ہے وہ اپنے کاموں میں مصروف رہتا ہے کئی لوگ اس کے لیے

۱؎ ایک طرح سے عامل و معمول۔

کام کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے ایک سال سے اس نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ آجکل وہ کیا کر رہا ہے۔ بس وہ مجھے اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہے۔ میں اس کیلئے ایک زیبائش کا سامان ہی ہوں۔ چونکہ اب وہ مجھ سے کام نہیں لیتا اسلئے میرے دماغ نے پھر سے کام کرنا شروع کر دیا ہے اور اسی لئے تم پھر مجھے یاد آ گئے۔ تم نہیں سمجھ سکتے کہ ہوش میں آنے پر میں انگوٹھی واپس کرنے کے لیئے کتنا پچھتائی۔ لیکن تب میں اپنے حواس میں نہ تھی!

پچھلے ماہ میں نے اخبار میں پڑھا کہ امریکن ٹریول سروس والے ایتھنز بے ہوٹل میں ایک برانچ کھول رہے ہیں اور تم اسکے انچارج ہو گئے تبھی سے میں تم سے ملنے کے لئے بے قرار ہو گئی۔ میں ڈائرکٹر سے ملی میں نے اسے راضی کیا کہ وہ ہمارا کھاتہ تمہاری برانچ میں منتقل کرے۔ میں نے یہ بہانہ بنایا تھا کہ میں اپنی پرانی فرم کو جہاں میں کام کر چکی ہوں کچھ بزنس دینا چاہتی ہوں۔ وہ مان گیا اور اس طرح ہمارا کھاتہ تمہارے یہاں نکلا تب مجھے معلوم ہوا کہ ہنری یہاں ایک بزنس دورے پر آ رہا ہے تو میں نے اسے خود کو ساتھ لینے چلنے کے لئے مجبور کیا! چونکہ میں بہت دنوں سے کہیں باہر نہیں گئی تھی اس لئے وہ مان گیا۔ میں نے کہا کہ وہ تو اپنے کاروبار میں مصروف رہے گا اس لئے میری سیر و تفریح کیلئے ایک گائیڈ کا انتظام کر دے۔ میں نے ڈائرکٹر پر دباؤ ڈالا کہ وہ یہ کام تمہیں سونپے۔"

اس نے میرا ہاتھ کھینچا یا۔

"تم نے ٹالنے کی کوشش کی۔ لیکن آخر میری کوششیں کامیاب ہوئیں اور اب ہم مل ہی گئے۔" وہ مجھ سے لپٹ گئی۔

ڈارلنگ مجھے امید ہے کہ انگوٹھی لوٹانے کے لئے تم مجھے معاف کردوگے
شائد تم سمجھ گئے ہوگے کہ میں نے کن حالات میں ایسا کیا۔
میں نے اس کے کولھوں کو محبت سے سہلایا۔
" وال۔ حالانکہ میں تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں بھول سکا لیکن
اتنا ضرور یقین کر بیٹھا تھا کہ تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو چکا ہوں۔ جانتی ہو
میں نے شادی کر لی ہے!"
اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
" ڈائنہ نے مجھے بتایا تھا۔ کیا وہ تمہیں پسند ہے؟"
" ہم شادی کر چکے ہیں" میں نے دہرایا۔
" کلفے! میں نے تمہیں سب سچ سچ بتا دیا ہے۔ اب تم بتاؤ کیا
سچ مچ تم اس سے محبت کرتے ہو؟"
" نہیں۔ لیکن گذارا کر رہے ہیں۔ تم بھی اس سے مل چکی ہو —
وہ ٹرینڈی نس" میں کام کرتی ہے۔
" روڈا؟ وہ تمہاری بیوی ہے؟"
" ہاں"
" لیکن وہ تو بڑی اسمارٹ اور پیاری ہے۔ کتنا عرصہ ہوا ہے
شادی کو؟"
" دو سال۔ یہ میری غلطی تھی!"
اس نے مجھے پر تجسس نگاہوں سے دیکھا۔
" تو تم اس سے محبت نہیں کرتے؟
" محبت تو میں تم سے کرتا ہوں وال!"

اس نے اپنا چہرہ میرے گال پر ٹکا دیا۔

"کتنی خوشی ہو رہی ہے مجھے یہ سن کر! میں بھی اب تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔"

"میں گذشتہ رات تمہارے بارے میں ہی سوچتا رہا ہوں واں! اب میں تمہیں دوبارہ نہیں کھونا چاہتا۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئیے؟ کیا وہ تمہیں طلاق دے دیگا؟"

وہ کانپ سی گئی۔

"نہیں۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ اس سے یہ پوچھ بھی سکوں۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ میں تمہارے لئے اسے چھوڑ رہی ہوں تو وہ نجانے کیا کر بیٹھے!"

"لیکن وہ کر کیا سکتا ہے؟" میں نے بے چینی سے کہا۔ "تم اس سے کہہ دو کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور میں روڈا کو بتا دوں گا کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ انہیں ہمیں طلاق دینی ہی پڑے گی۔"

"کلے! میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ وہ ایک عفریت ہے! غیر مرئی قوتیں اسکے تابع ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار غنڈے اس کے اشارے پر کچھ بھی کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ ایک بار ایک شخص نے اسے دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی آج کل وہ اپاہجوں والی کرسی پر چلتا ہے۔"

میں اسے گھورتا رہا۔

"لیکن ہم پولیس کا تحفظ لے سکتے ہیں!"

"پولیس، کب تک؟ کسی بھی اندھیری رات کو کوئی اچانک تمہیں گھیرے گا ایک بار ایک احمق عورت نے اسے یہ کہہ کر بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی

کہ وہ اس سے حاملہ ہو چکی ہے۔ اس کے غنڈوں نے اس کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا۔ آج کل وہ اندھی ہے "

میں خوف سے کانپ اٹھا!

" اگر اسے معلوم ہو جائے کہ ہم دونوں عاشق معشوق ہیں اور میں تمہارے لئے اسے چھوڑنا چاہتی ہوں تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کر بیٹھے ..... شائد ہمیں قتل ہی کروا دے!"

" مجھے یقین نہیں آتا!"

" میں تمہیں کہہ رہی ہوں " اس کی آواز تیز ہو گئی اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔ " وہ ہمیں مروا دے گا "

اس کے چہرے سے جھانکتی ہوئی وحشت دیکھ کر میں بھی ڈر گیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ....."

" بچنے کا راستہ ہے۔ میں پچھلے ہفتے اسی بارے میں سوچتی رہی ہوں میں نے ایک محفوظ طریقہ بھی سوچ لیا ہے۔ اگر تم مجھ سے حقیقی محبت کرتے ہو جیسے کہ میں کرتی ہوں تو ہم بغیر کسی کے دماغ میں شک پیدا کئے ملتے رہ سکتے ہیں۔

" کیسے ؟"

میں اسے اس بات پر راضی کر دوں گی کہ وہ تمہیں سفری امور کا کام سنبھالنے کے لئے ملازم رکھ لے۔ اس طرح تم بھی اسٹاف کے ممبر بن جاؤ گے تمہیں ہماری کوٹھی میں ہی دفتر مل جائے گا

جب وہ باہر ہو گا تب ہم آرام سے مل لیا کریں گے " اس نے مجھے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا۔ کیا خیال ہے ؟"

میں نے بے یقینی سے سر ہلایا۔

"وہ کیوں راضی ہونے لگا؟"

"دو وجوہات کی بنا پر وہ راضی ہو جائے گا ایک تو وہ ایجنسی کی سروس فیس دینے سے بچ جائے گا۔ دوسرے میرے لئے بھی صورت نکل آئے گی۔ وہ مجھے اکثر کہتا رہتا ہے کہ میں کوئی نہ کوئی کام کروں اس طرح ایک بار پھر ہم ساتھ ساتھ کام کر سکیں گے کلنے ڈارلنگ! میں پھر تمہاری سکریٹری بن جاؤں گی۔"

اس نے میری کلائی تھام لی۔ اور بولی

"ہمیں کافی محتاط رہنا ہو گا۔ لیکن پھر بھی ہمیں اکثر مواقع مل جایا کریں گے۔"

مجھے اس پلان کی کامیابی میں شک تھا لیکن ترکیب چل بھی سکتی تھی

"ڈارر کا کیا ہو گا؟"

اس کے پاس پہلے ہی بہت کام ہے۔ وہ سفر وغیرہ کے انتظامات کی ذمہ داری سے فرصت پا کر خوش ہی ہو گا۔ اس کی تو تم فکر ہی مت کرو۔"

مجھے اب اس میں دلچسپی ہونے لگی تھی۔

"لگتا تو ٹھیک ہے مگر......"

"اب اگر مگر چھوڑو تمہیں وہاں کتنی تنخواہ ملتی ہے؟"

میں نے اسے رقم بتائی۔

"وہ تمہیں اس سے دگنے دے گا بھی فائدے میں رہے گا۔ تم آفس کے اوقات میں ہی کام کرو گے اور ہمیشہ کی طرح شام کو واپس گھر چلے جایا کرو گے

اس نے میرے گال پر اپنے ہونٹ رگڑے "ہیری یا رو وا دونوں کو کبھی نہ

پتہ چلے گا۔"

کسی جگادری احمق کی طرح میں اس پر یقین کر بیٹھا!

اگلے دن اسی معمول کے مطابق گذرے۔ ہر صبح ہم رابرٹو کے ساتھ وہاں قابل دید مقامات دیکھنے جاتے۔ مجھے کار میں الگ بیٹھتے ہوئے کوفت ہوتی تھی لیکن اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اگر میں اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھتا تو رابرٹو ہمارے تعلقات پر شک کر سکتا تھا۔

ہر روز ہم لنچ کے وقت واپس ہوٹل آجاتے تھے۔ کھانے کے بعد وال دوپہر سے کمرے میں ہی گذارتی تھی۔ ایک آدھ بار صبح صبح میں نے وڈل کی جھلک دیکھی تھی جو تیزی سے باہر نکل رہا ہوتا تھا۔ وہ تو کسی ایسے شخص کی طرح تیز تھا جو دو دن کا کام ایک دن میں کرنا چاہتا ہو۔

شام کے وقت مجھے فرصت ہی فرصت تھی۔ وہ دونوں بزنس پارٹیاں دینے یا لوگوں سے ملنے میں مصروف رہتے تھے۔ شام کے وقت شہر میں چہل قدمی کرتے وقت میں نے وال کی رائے پر غور کیا تھا۔ اگر وڈل راضی ہو جاتا تو یہ پلان چل سکتا تھا لیکن یہ کوئی دائمی حل نہ تھا۔ لیکن پھر بھی کچھ نہ ہونے سے تو بہتر ہی تھا۔ چونکہ وہ کہہ رہی تھی کہ اس میں کوئی خطرہ نہیں ...... اگر وہ یہ کہہ رہی تھی تو سوچ سمجھ کر ہی کہہ رہی ہو گی۔ میں نے سوچا کہ ہمفری کیا سوچے گا جب میں اسے کہوں گا کہ میں وڈل کے لئے فرم کی ملازمت چھوڑ رہا ہوں؟ کیا وہ میرے لئے مشکلات کھڑی کرے گا؟ وال نے

کہا تھا کہ وڈل پہلے پہل تین سال کا کنٹریکٹ کرتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو مجھے فرم کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اب باقی رہ جاتی تھی روڈا۔ لیکن میں اسکے بارے میں متفکر نہ تھا۔ اسے کچھ زیادہ رقم دے دینے اور آفس آنے جانے کے لئے کار خرید دینے سے ہی وہ خوش ہو سکتی تھی۔ اور میں اس کے لئے تیار تھا۔ اس کے بعد تو کوئی حجت نہیں کھڑی کرنے والی تھی۔

لیکن ڈال نے مجھے انتظار کرنے کے لئے کہا تھا۔

"میں اس سے تب یہ بات چھیڑوں گی جب وہ کچھ خوشگوار موڈ میں ہو گا۔" اس نے میری بغل میں لیٹے لیٹے کہا تھا۔

حالانکہ مجھے اس کے بیان پر کہ وہ ڈل شیطانی قوتوں کے زیر اثر اس کے تابع ہو گئی تھی یقین نہ آیا تھا پھر بھی میں نے دوبارہ اس موضوع پر گفتگو نہ کی۔ وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ مجھے روحوں وغیرہ پر اعتقاد نہیں۔ لیکن وہ بھی اس موضوع پر خاموش رہی۔

لیکن ایک حادثے نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ شاید وہ سچ ہی کہہ رہی ہو!

ہم آخری دوپہر یعنی واپسی سے ایک دن پہلے پچھلے دنوں کی طرح بستر پر بوس و کنار میں مصروف تھے۔ میں یہ سوچ کر کچھ افسردہ تھا کہ کل ہم واپس چلے جائیں گے اور ان ملاقاتوں کا اختتام ہو جائے گا مانا کہ یہ شہر گھٹیا تھا۔ یہاں کوئی خاص شے قابل دید نہ تھی لیکن مجھے یہاں اپنی زندگی کے بہترین چار دن میسر آئے تھے۔ کل سے پھر وہی آفس اور وہی گھر ہو گا جہاں روڈا اپنی قینچی کی طرح چلتی زبان سے میرے کان کھائے گی۔۔۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ گھر مجھے کس حالت میں ملے گا؟ چونکہ صفائی والی عورت

سنیچر اور اتوار کو نہیں آئی تھی.... روڈا نے پورے گھر میں طوفان بدتمیزی مچا رکھا ہوگا.... لیکن میں نے فوراً ان خیالوں کو دماغ سے جھٹک دیا.... کل کی فکر اس وقت کر کے وصل یار کو بدمزہ کرنا کہاں کی عقلمندی تھی!

اچانک، بغیر کسی وارننگ کے وال کی گرفت میرے بازو پر اتنی سخت ہوگئی کہ اس کے ناخن میرے گوشت میں اتر گئے میرے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"کیا بات ہے وال؟" میں نے ایک جھٹکے سے بانہہ چھڑاتے ہوئے کہا۔

اس کی آنکھوں میں دہشت کے زبردست آثار نے میری ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا دی۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا اور تقریباً پورا جسم کانپ رہا تھا۔

"وال؟" میں نے دوبارہ کہا۔

وہ بستر سے اتری اور بے حد تیزی سے کپڑے پہننے لگی۔

"وہ آگیا ہے۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا "وہ واپس آگیا ہے۔ اس کی آمد مجھے فوراً پتہ چل جاتی ہے۔ میں اپنے سر میں زوردار دھمک محسوس کرتی ہوں جیسے ہی وہ کہیں قریب ہوتا ہے۔" اس نے قمیص پہنی پیروں میں سلیپر ڈالے اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"وہ یہاں نہیں آسکتا۔" میں نے بوکھلا کر کہا ساتھ ہی ساتھ میں نے بھی تیزی سے لباس پہننا شروع کر دیا۔ "ابھی تو چار بھی نہیں بجے اور والبرٹو کہہ رہا تھا کہ وہ آٹھ بجے سے پہلے نہیں آئے گا۔"

"وہ کہیں قریب ہی ہے۔" وہ اپنے بال ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔

پھر اچانک اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو دبایا۔ "اوہ! بہت دکھ رہا ہے۔" میں اب تک کپڑے پہن چکا تھا۔

"اب یہ پاگل پن بند کرو۔" میں تیز لہجے میں بولا۔ مجھے اس لئے غصہ آ رہا تھا کہ وہ مجھے بیکار میں خوف زدہ کر رہی تھی۔ "وہ ابھی نہیں آ سکتا تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

"میں کہہ رہی ہوں کہ وہ آ چکا ہے۔" وہ کراہی "نیچے جاؤ اور اسے کسی طرح روکنے کی کوشش کرو۔ تب تک میں اپنے کمرے میں پہنچ جاؤنگی"

اس کے لہجے کی خوف و گھبراہٹ نے میرے بھی ہوش اڑا دیئے تھے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ میں کمرے سے باہر نکلا اور لفٹ کے ذریعے نیچے آیا۔ جب لفٹ نیچے جا رہی تھی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ڈالی بیکار میں بات کا بتنگڑ بنا رہی تھی۔ رابرٹو نے مجھ سے کہا تھا کہ وڈل سانتا سانتا روزا ڈی لیما میں کسی سے ملنے گیا ہوا ہے۔ اس نے افسردہ لہجے میں کہا تھا "بیچارہ جوز! اتنی گرمی میں اسے اتنے طویل سفر پر جانا پڑیگا (جوز اس کار کا ڈرائیور تھا جو وڈل کے استعمال میں رہتی تھی) وہ انسپی تک آٹھ تو بج جائیں گے۔"

جب لفٹ گراؤنڈ فلور پر آ کر رکی اور میں لابی میں آیا تو میں سن رہ گیا!

ہنری وڈل استقبالیہ کاؤنٹر پر کھڑا ڈاک کا بنڈل لے رہا تھا۔

اسے دیکھتے ہی مجھے لگا گویا میرے قدم زمین میں دھنس گئے۔ میں عالم بے یقینی میں اسکی طرف دیکھتا رہ گیا۔

شائد اسے میری موجودگی کا احساس ہو گیا تھا کیونکہ اچانک وہ دوسری

طرف مڑا اور اپنی چھوٹی مگر موٹی ٹانگوں پر پھدکتا ہوا میری طرف بڑھا۔
"کیسی رہی آج کی تفریح؟" اس نے چیختی ہوئی آواز میں پوچھا
اس کی تیز آنکھیں میرے پورے جسم پر رینگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔
مجھے یقین ہے کہ وقت ہی ضائع ہوا ہوگا۔ میں نے اسے منع کیا تھا لیکن عورتوں میں عقل ہوتی کہاں ہے؟ یہاں آکر اسے گرمی ستانے لگی مجھے تو کبھی گرمی نہیں لگتی! وہ اس وقت اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہوگی جبکہ اس وقت اسے سوئمنگ پول میں ہونا چاہیئے۔"
وہ خطوط پر نظر دوڑانے لگا۔ میں نے چاہا کہ اسے کچھ جواب دوں لیکن گھبراہٹ کے مارے میری آواز تک نہ نکل سکی۔
"ہم کل واپس جا رہے ہیں" اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا پھر دوبارہ خط دیکھنے لگا۔ "ہم صبح پونے آٹھ بجے چل دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ تم سب سنبھال لوگے..... سامان.... ٹب ربل وغیرہ"
اس نے میری طرف دیکھا۔
"اپنی خدمات کے عوض دو سو ڈالر قبول کرو مسٹر برڈن۔ میری بیوی نے مجھے کہا ہے کہ تم نے اس کی بہت مدد کی۔ شکریہ"
اور وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔
میں نے سوچا اب تک وال اپنے کمرے میں پہنچ چکی ہوگی۔ کیا وہ گھبراہٹ میں کچھ بک دے گی؟ شاید نہیں ہم آج بال بال بچے تھے۔
سوئمنگ پول میں زیادہ بھیڑ نہ تھی۔ میں کنارے سے ہٹ کر ایک دھوپ چھتری کے نیچے بیٹھ گیا۔
وال نے کس طرح یہ محسوس کیا کہ وڈل آ رہا ہے؟ مجھے یاد آیا کہ درد

سے اسکا چہرہ کس طرح بگڑ گیا تھا جب اس نے کہا تھا کہ اس کے قریب ہوتے ہی وہ اپنے دماغ میں دھمک سی محسوس کرتی ہے۔ میں نے اس قسم کے کئی قصے پڑھ رکھے تھے جن میں اپنی شیطانی قوت کے زیر اثر کچھ لوگ دوسروں کو ان کی مرضی کے خلاف اپنا تابع رکھ سکتے تھے لیکن میں نے انہیں کبھی تصوراتی اڑان سے زیادہ وقعت نہیں دی تھی۔ کیا حقیقت میں وڈل نے اس کے جسم و دماغ پر تسلط جما رکھا ہے؟

میں نے بچپن میں مقدس بائیبل پڑھتے وقت کئی لوگوں کا ذکر دیکھا تھا جن پر شیطان کا اثر تھا۔ ڈال تو کہہ رہی تھی کہ وڈل بھی مجسم شیطان ہے! عفریت ہے!

اب میں اس سے دوبارہ اس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اب مجھے میرا ڈائزسٹی واپس پہنچنے سے پہلے یہ موقع نہیں ملنے والا تھا۔

اچانک ایک اور خیال نے میرا حلق خشک کر دیا

کیا وڈل کو ہم پر شک ہو گیا ہے؟

میں باہر نکل کر اس طرف آیا جہاں ٹیکسیاں اور کاریں پارک کی جاتی تھیں۔ میں یہ سوچ کر باہر آیا تھا کہ جوزشائد باہر مل جائے لیکن وہ یہاں نہیں تھا۔

میں دوبارہ ہوٹل میں داخل ہو ہی رہا تھا کہ میری نظر رابرٹو پر پڑی۔ وہ ایک ہال پورٹر سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ مجھے آتے دیکھ کر میری طرف بڑھا۔

" آج آخری دن ہے سینور برڈہ" وہ بولا" بہت افسوس ہے کہ کل آپ کا ساتھ نہ ہوگا۔ سینورا ڈل شام کو باہر تو نہیں جائیں گی؟"

"شائد نہیں!" میں بولا" مسٹر وڈل اچانک واپس آ گئے ہیں یا مجھے نہیں کہ مسز وڈل کہیں باہر جائیں۔"

اس کا چہرہ چمک اٹھا۔

"جو کی قسمت اچھی تھی کہ اسے سانتا روزا ڈی لیما تک نہیں جانا پڑا۔ سینور وڈل کے دوست جن سے ملنے وہ جا رہے تھے انہیں راہ میں ہی مل گئے۔"

تو یہ بات تھی!

میں نے اطمینان کی سانس لی۔ وڈل کو ہم پر شک نہ تھا۔ وہ تو اتفاقاً ہی جلد لوٹ آیا تھا۔

"کل صبح ساڑھے سات بجے کار یہاں تیار ہونی چاہیے۔"

"بہت اچھا سینور برڈن۔" پھر اس نے پر امید لہجے میں کہا" اگر سینورا کو میری ضرورت نہ ہو تو میں چلا جاؤں۔"

"میں ابھی پوچھ کر بتاتا ہوں۔"

میں نے لابی کے فون سے سویٹ نمبر سات میں فون کیا۔ فون وال نے ہی اٹھایا۔

"میں برڈن بول رہا ہوں۔" میں نے کہا" رابرٹو پوچھ رہا ہے کہ آپ شام کو کہیں جانا تو نہیں چاہیں گی؟"

"میں اپنے شوہر سے پوچھ کر بتاتی ہوں۔" اس کی آواز پر سکون تھی "نہیں وہ جا سکتا ہے۔ ہم کچھ دیر بعد سوئمنگ پول میں جائیں گے۔"

میں نے رابرٹو سے کہا کہ وہ جا سکتا ہے اس نے خوشی خوشی گھر کی راہ لی۔

میرے پاس کوئی کام نہ تھا۔ میرا ارادہ بھی تیرنے کا تھا لیکن اگر وال اور ڈول بھی سوئمنگ پول پر آ رہے تھے تو وہاں نہ جانا ہی بہتر تھا۔
میں شہر گھومنے نکل گیا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ مجھے روڈا کیلئے کوئی تحفہ لینا چاہیے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کے لئے کیا لوں۔ جو کچھ بھی میں لیتا اس نے نقص تو ضرور نکالنا تھا۔ آخر میں نے اس کے لئے سانپ کی کھال کی بنی بیلٹ خریدی اور واپس ہوٹل آیا۔
ساڑھے چھ بجنے والے تھے۔
بار ہوٹل کے نچلے حصے میں ہی تھا۔ میں نے اپنے لئے ایک پیگ خریدا اور بار کی ٹیرس میں بچھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔
ٹیرس سے سوئمنگ پول صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وال اور ڈول ایک چھتری کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ ڈول نے بھی سوئمنگ سوٹ پہن رکھا تھا۔ اسکا مضبوط پرگوشت جسم بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے اسکے جسم کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا کہ وہ بے اندازہ جسمانی طاقت کا مالک ہو گا۔ چھوٹی چھوٹی لیکن موٹی ٹانگوں اور ڈرم کی طرح چوڑی چھاتی کی وجہ سے وہ آدمی سے زیادہ گوریلا نظر آ رہا تھا۔
اچانک اس نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ شاید اس کی چھٹی حس انتہائی حساس تھی۔ پھر اس نے وال سے کچھ کہا۔ وال نے میری طرف دیکھتے ہوئے کچھ کہا ڈول سے کوئی بات کہی۔ اور ڈول نے ہاتھ اٹھا کر مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کر دیا۔

دوسری صبح ہم سان سالواڈور کے ہوائی اڈے پر جہاز کے اڑنے سے بیس منٹ پہلے پہنچ گئے۔ وڈل نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔
"جب مسافر بیٹھنے لگیں تو ہمیں بلا لینا" یہ کہہ کر وہ وی آئی پی لاؤنج میں چلا گیا۔ وال بھی اسکے ساتھ تھی۔
میں نے اور رابرٹو نے سامان چیک کیا۔ میں نے اسی دوران ایک ایئر ہوسٹس کو پکڑ لیا اور اسے بتایا کہ اس فلائیٹ سے مسٹر اور مسز وڈل جا رہے ہیں ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ اس نے مسکرا کر حامی بھری۔
میں نے رابرٹو کو ٹپ دی۔ اور اس سے ہاتھ ملا کر اس کی بہترین خدمات کا شکریہ ادا کیا (حالانکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا)
جب تمام دیگر مسافر جہاز میں بیٹھ چکے تو میں وی آئی پی لاؤنج میں گیا اور وڈل سے کہا کہ جہاز اڑان کے لئے تیار ہے۔
وہ دونوں فرسٹ کلاس میں جا کر بیٹھ گئے۔ ایئر ہوسٹس نے انہیں شمپین پیش کی جو کہ انہوں نے شکریے کے ساتھ واپس کر دی۔ میں واپس آ کر اکنامی کلاس میں اپنی جگہ بیٹھ گیا۔
مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک ماہ بعد میں وڈل کے اسٹاف کا ممبر بننے والا تھا۔ وال نے تو مجھے کہا تھا کہ وہ وڈل کا موڈ دیکھ کر اس سے بات کرے گی اور وہ موقع اسے بہت جلد مل گیا تھا۔
جب میں ان کے پاس سوئمنگ پول کے کنارے پہنچا تو وال نے کہا کہ وہ ڈنر کے لئے لباس تبدیل کرنے جا رہی ہے اب وہاں صرف میں اور وڈل رہ گئے تھے۔
"میری بیوی کی رائے ہے کہ میں تمہیں اپنے اسٹاف میں شامل کر لوں۔

وال کے جاتے ہی وڈل نے کہنا شروع کیا۔ "بہت عمدہ رائے ہے! یہ تو ڈائیر کو سوچنا چاہیئے تھا۔ اس سے میرے خرچ میں کمی ہوگی۔"
اس نے مجھے تیز نظروں سے گھورا۔
"قول ہے کہ پیسے کی فکر کرو روپیہ اپنی فکر خود کرے گا" اب مجھے بتایا جا رہا ہے کہ ایجنسی بہت زیادہ کمیشن وضع کر لیتی تھی۔ جبکہ یہ بہت پہلے مجھے بتایا جانا چاہیئے تھا۔ بروڈن (میں نے نوٹ کیا کہ اس بار اس نے مسٹر لفظ نہیں استعمال کیا تھا) میری بیوی کہہ رہی ہے کہ اس نے تم سے اس بارے میں گفتگو کی ہے اور تم راضی ہو۔ اور جب تم راضی ہو تو میں تمہیں ملازم رکھنے کے لئے تیار ہوں۔ میں تمہیں کام پر آنے کے لئے ایک ہفتے کا وقت دیتا ہوں۔ تب تک تم موجودہ نوکری سے چھٹکارا پاکر ڈائیر کو رپورٹ کرنے کے لیے تیار رہو۔ میری بیوی تمہارے ساتھ کام کرنا چاہتی ہے۔ میں ایسے خیالات کی قدر کرتا ہوں۔ اسکا دھیان بھی بٹا رہے گا۔ ہر انسان کو کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیئے۔ اسکا کہنا ہے کہ تم کام میں بہت ہوشیار ہو۔ مجھے بھی یہی امید ہے۔ میں نااہل لوگوں کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ تم میرے وکیل جیسن شینک مین سے مل لینا۔ وہ تمہیں ایک کنٹریکٹ دے گا۔ تمہیں ہدایات میری بیوی سے ملیں گی۔ اگر کچھ پوچھنا چاہو تو اسی سے پوچھ لینا۔
وہ اٹھ کھڑا ہوا
"پوری کوشش سے اگر محنت کرو گے تو ہمارے یہاں بہت ترقی کرو گے"
یہ کہہ کر وہ ہوٹل کے اندر چلا گیا۔
میں نے سیفٹی جیلٹ کس لیا۔ ایک ہفتے بعد پھر میں وال کے ساتھ

کام کروں گا۔ چھ سال بعد..... میری تمنا پوری ہونے جا رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ جب وہ باہر ہوگا تو ہمیں وصل کے کئی مواقع نصیب ہوں گے میں انہیں لمحات کے انتظار میں تھا۔

میں نے اگلے ہفتے کے اپنے پروگرام پر نظر ڈالی۔ مجھے روڈا سے بھی بہت ہوشیاری سے کام لینا تھا۔ اسے ذرا بھی شک نہیں ہونا چاہئے۔ تھا کہ میری نوکری بدلنے کی وجہ زیادہ تنخواہ کے علاوہ بھی کچھ ہو سکتی ہے۔ مجھے وال کو بھی خبردار کرنا تھا کہ وہ "ٹرینڈی لس" اسٹور سے دور ہی رہے ورنہ وہ اولسن کی نگاہ میں آ سکتی تھی جو اسی ہوٹل میں میری جگہ سنبھالنے والا تھا۔ وہ روڈا کو بتا سکتا تھا کہ مسز وڈل وال میں ہے اور تب روڈا کو قابو کرنا مشکل ہوتا۔

میامی کے ہوائی اڈے پر میں وڈل اور وال کے قریب گیا جو کہ کسٹم پر سامان چیک کروا رہے تھے۔

"سامان کا خیال رکھنا براؤن"، اچانک وڈل نے کہا۔ "آؤ ڈارلنگ، ہم چلیں۔"

سامان چیک کروا کر میں قلی سے ایسے باہر نکلوا رہا تھا کہ ورنون ڈاؤیر آتا دکھائی دیا۔ حسبِ معمول وہ بہترین لباس میں تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر بتیسی نکالی۔

"تو تم بھی ہم میں آ ملے۔" وہ بولا۔ "بیوقوف کہیں کے! ابھی ابھی ٹنی نے ہمیں یہ خبر دی ہے۔"

"ٹنی؟ یہ کون ہے؟"

"وہی وڈل..... ہم اسے کہتے ہیں لیکن اس کے سامنے نہیں ایسا کہا کرتے"

خفیہ کوڈ سمجھ لو! میں نے سنا ہے کہ مسز وڈل بھی کام کریں گی۔ کم سے کم ٹنی کو اسے تنخواہ تو نہیں دینی پڑے گی۔ لیکن میں تمہیں آگاہ کر دوں میرے دوست کہ اس کے ساتھ کام کرنے میں تمہیں ناکوں چنے چبانے پڑیں گے۔

" کبھی کبھی تو اس پہ دورہ سا پڑ جاتا ہے لیکن بے چاری کا کیا قصور۔ ایسے گوریلے کے ساتھ ہمبستر ہونا کوئی مذاق تو نہیں۔"

میرا دل چاہا کہ ایک گھونسہ مار کر اس کی بتیسی حلق میں اتار دوں۔

" میں سامان لے آیا ہوں۔" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا

" اب سب میں دیکھ لوں گا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ مصیبت میرے لئے آخری بار ہے۔ اچھا اب سوموار کے روز ملیں گے۔" یہ کہہ کر اس نے پورٹر کو سامان باہر کھڑی اسٹیشن ویگن میں رکھنے کے لئے کہا۔

میں گھر پہنچا۔ حسب توقع گھر کی حالت ابتر تھی۔ لیکن روڈا خود گھر پر نہیں تھی۔ بیڈ روم اور لیونگ روم میں ہر طرف کپڑے اور سامان بکھرا ہوا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے پاؤڈر کا ڈبہ الٹا پڑا تھا۔ سگریٹ کے ٹکڑے پورے کمرے میں پھیلے ہوئے تھے۔ بستر میلا کچیلا تھا۔ اس نے اپنی لپ اسٹک قالین پر گرا کر شاید پیروں تلے کچل دی تھی۔ باتھ روم میں اس کے کپڑے اسی جگہ ڈھیر کیے پڑے تھے جہاں اس نے انہیں اتارا تھا۔ میں پورے تین گھنٹے صفائی میں لگا رہا۔ جب میں نے کام ختم کیا تو لنچ کا وقت ہو چکا تھا۔

میں نے اپنے لئے ایک مارٹینی کا گلاس بنایا اور کچن میں آیا۔ کھانے کا کوئی سامان موجود نہ تھا

میں حیران تھا کہ وہ کہاں گئی ہوگی۔ ہم اتوار کے روز شاذ و نادر ہی

باہر جاتے تھے۔ وہ بالکنی میں لیٹی دھوپ سینکتی رہتی تھی۔ مجھے جہاز میں صرف ایک کپ کافی ملی تھی اور مجھے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا نیچے کافی ہاؤس میں جا کر کچھ کھانا چاہیے۔

میں دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ روڈا داخل ہوئی۔

"اوہ ہلو!" اس نے آگے بڑھ کر میرے گالوں کا بوسہ لیا۔ "مجھے معلوم نہ تھا کہ تم صبح ہی آ جاؤ گے۔ سفر کیسا رہا۔"

اتوار کے دن بھی اسے اتنا اسمارٹ دیکھ کر میں متحیر رہ گیا۔

"تم کہاں تھیں؟"

"کلب میں" وہ بولی "یہاں اکیلی بور ہو رہی تھی کچھ کھانے کو ہے؟"

"نہیں۔ تم نے کوئی سامان تو خریدا نہ تھا۔ چلو کافی شاپ چلیں۔"

"اوہ! بھوری کافی شاپ! میں تو سوچ رہی تھی تم کچھ لائے ہو گے"

"میں کھانے کی چیز تو لایا نہیں۔ ہاں تمہارے لیے ایک تحفہ ضرور لایا ہوں۔"

میں نے وہ سانپ کی کھال والی بیلٹ نکال کر اسے دی

اس نے فوراً اس میں نقص نکالنے شروع کر دیئے۔

"یہ تو میرے ناپ کی نہیں ہے۔ میں اس کا کیا کروں گی؟"

"اب اسے تم جانو۔ آؤ کچھ کھانے چلیں۔ بھوک لگ رہی ہے۔"

ہم نیچے کافی شاپ میں آئے اور اسٹیک کا آرڈر دیا

"کہو اس بد شکل سنرڈل کے ساتھ کیسی گذری؟" وہ مجھے چڑھانے والے انداز میں بولی۔ "کہیں اس پر عاشق تو نہیں ہو گئے؟"

میں ایک سلائس میں مکھن لگانے لگا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہیں مایوس کر رہا ہوں۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"کم سے کم اتنا تو مان لو کہ وہ دیکھنے میں بُری نہیں؟"

"ہاں۔ وہ دیکھنے میں بُری نہیں۔" میں نے کہا

چونکہ میں اس کے دام میں نہیں آ رہا تھا اس لیئے اس پر جھلاہٹ سوار ہونے لگی تھی۔ "تمہارا مطلب ہے کہ اس نے تمہیں اپنے بستر میں گھسیٹنے کی کوشش نہیں کی تھی۔"

"ہم اس بحث کو ختم ہی کر دیں تو اچھا ہے ہنی۔" میں نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں کچھ ضروری بتانا چاہتا تھا۔ لیکن اگر تمہیں اسی بکواس میں لطف آتا ہے تو تمہاری مرضی۔"

میں جانتا تھا کہ اسے خاموش کرنے کی صرف یہی ایک ترکیب تھی۔ اسکا پارہ اور بھی چڑھ گیا۔

"کیسی ضروری باتیں؟" اس نے مطالبہ کیا

"پہلے تم فیصلہ کر لو کہ تم مسز ڈول کے بارے میں کچھ اور تو نہیں کہنا چاہتیں؟ ورنہ بہتر ہو گا کہ تم اپنے دل کی بھڑاس نکال لو۔"

"اب چھوڑو بھی کلیے" اس نے بے چینی سے کہا۔ "کیا بات ہے؟"

"میں اپنی ملازمت چھوڑ رہا ہوں۔ وڈول نے مجھے اپنے اسٹاف میں شامل کرنے کی پیشکش کی ہے اور میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔"

اس کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔

"تمہارا مطلب ہے تم امریکن ٹریول سروس چھوڑ رہے ہو؟"

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟"

"تنخواہ دگنی ملے گی۔ اور کام کم۔ میرے لئے اچھا موقع ہے۔"

"اچھا؟" وہ ویٹریس کو پلیٹیں لگاتے دیکھتی رہی پھر اس کے جانے کے بعد بولی۔

"اور تمہاری پینشن کا کیا ہوگا؟ تم نے اتنے سالوں وہاں کام کیا ہے تمہارا تو دماغ خراب ہوگیا ہے فرض کرو کل ہی واڈل مرجائے پھر کیا ہوگا تمہارا؟"

میں نے اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔ اب میں اسے یہ کیسے بتاتا کہ واڈل کی ملازمت میں صرف وال کی قربت کے لئے قبول کر رہا تھا!

"وہ اچانک نہیں مرنے والا" میں بولا "اس کے علاوہ وہ پینشن کا خیال بھی رکھے گا۔"

"ٹھیک ہے مجھے کیا۔ جو مرضی ہے کرو۔ تم کام کہاں کرو گے؟"

اس کی آفس اس کے گھر کے قریب ہی ہے۔"

"ہیے!" اچانک اس نے چھری کانٹا نیچے رکھتے ہوئے کہا "میرا کیا ہوگا۔ میں آفس کس طرح جاؤں گی؟"

"زیادہ آمدنی کی وجہ سے میں تمہیں ایک کار خرید کر دے سکوں گا۔"

اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔

"سچ؟"

"وعدہ رہا۔"

"لیکن میں تو آسٹن کو پرانا پوٹا ہی لوں گا"

"وہی لے لینا۔"

"بہت پیسے ملیں گے ؟ ہیں ؟" اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
وہ کار کے خیالوں میں اتنا مست ہو گئی تھی کہ اس نے اور کوئی سوال ہی نہ کیا۔ لیکن رات کے وقت جب ہم ٹی وی دیکھ کر سونے جا رہے تھے کہ وہ اچانک بولی۔
"تب تو تمہیں وہ حرامزادی اکثر ملا کرے گی۔"
"کون ؟"
"وہی مسز وڈلی۔"
"مشکل ہے میں نے سنا ہے کہ وہ زیادہ تر اپنے شوہر کے ساتھ باہر ہی رہتی ہے۔"
"اوہ !" روڈا نے ایک لمحہ کچھ سوچا پھر اس نے بات وہیں ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ "آؤ ڈارلنگ" وہ بولی
"بستر پر چلیں۔ آج میرا موڈ ہو رہا ہے۔"
میرا موڈ نہ تھا لیکن میں انکار بھی نہ کر سکتا تھا۔ میں نے روشنی بجھا کر اسے اپنی باہوں میں لیا۔ لیکن میرے دماغ میں تو وال ہی بسی ہوئی تھی۔
جب وہ سب ختم ہو چکا تو روڈا بولی۔ "کلے تمہیں ہو کیا گیا ہے ؟ کچھ بھی کر نہ کر سکے !"
"سوری ڈارلنگ میں اپنے دماغ پر بوجھ سا محسوس کر رہا ہوں۔"
"اونہہ" اس نے منہ بنایا اور میری طرف پشت کر لی۔
میں اندھیرے میں لیٹا آدھی رات تک وال کے بارے میں سوچتا رہا۔ آخر مجھے بھی نیند آ گئی۔

اگلے روز آفس میں گاہکوں کا ہجوم تھا۔ خوش قسمتی سے ادلسن میری مدد کے لیے موجود تھا۔ میں ہیڈ آفس میں ہمفری میننگم سے ملا اور اسے وڈل کی پیش کش کے بارے میں بتایا۔

اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

" یہ تمہاری مرضی ہے کلے " وہ بولا۔ " تمہیں کھو کر ہمیں واقعی افسوس ہوگا کیا تمہیں یقین ہے کہ تم صحیح قدم اٹھا رہے ہو؟ وڈل آج یہاں کل تو کل بجانے کہاں ہوگا "

" اوہ! ایسا نہیں ہوگا۔ میں کچھ تبدیلی بھی چاہتا ہوں۔ تنخواہ بھی دگنی مل رہی ہے "

" تو ٹھیک ہے۔ قسمت آزمائی کر لو۔ اگر تمہیں وہاں کا کام پسند نہ آئے تو واپس آجانا۔ تمہارے لئے ہمارے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے "

یہ میری امید سے بڑھ کر تھا!

میں وڈل کے وکیل جیمین شک ہین سے ملا۔ اس نے کنٹریکٹ تیار کر رکھا تھا۔ شرائط معمولی تھیں۔ کوئی بھی پارٹی چھ مہینے کا نوٹس دے کر الگ ہوسکتی تھی۔ کنٹریکٹ تین سال کا تھا۔ ہر سال تنخواہ میں اضافہ تھا۔ میں نے دستخط کئے۔ وڈل کے نمائندے کے طور پر اس نے دستخط کئے اور کنٹریکٹ کی ایک نقل مجھے تھما دی۔

روڈا اپنے لئے ایک آسٹن کوپر خرید چکی تھی اور بہت خوش تھی۔ ہفتے کے دن گذرتے گئے۔ میں اس لمحے کی انتظار میں تھا جب میں وائل سے مل سکوں۔

سنیچر کی صبح جب میں آخری دن کا کام نپٹا رہا تھا کہ ڈائیر داخل ہوا۔

"تو سوموار کی سب تیاریاں ہو گئیں؟" اس نے پوچھا۔ "میں نے تمہارے لیے کام تیار کر رکھا ہے۔ اب تم شہد کی مکھی کی طرح مصروف رہو گے۔ ٹنی اس ہفتے کے آخر میں دورے پر جا رہا ہے" وہ ہنسا۔ "اپنے ساتھ اعصاب کو سکون پہنچانے والی گولیاں بھی لیتے آنا۔"

اس نے جیب سے ایک کارڈ نکالا۔

"یہ تمہارا شناختی کارڈ ہے۔ یہ تمہیں چوکی پر دکھانا پڑے گا تبھی وہ تمہیں لارگو میں داخل ہونے دیں گے۔"

اس نے میری آفس میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔

"مجھے نہیں آتا تم اتنا عمدہ کام چھوڑ کر کہاں جا پھنسے اور کیوں؟ یہاں تم انچارج تھے۔ آفس کے طے شدہ اوقات تھے وہاں، تمہیں ایک ہفتے بعد پتہ چلے گا۔"

وہ مجھے غور سے دیکھتا رہا۔

"ایک بات تمہیں بتا دوں مسز وڈل سے ہوشیار رہنا۔ اگر یہ بات راز ہی رہے تو میں تمہیں بتا دوں کہ اس کے مزاج کے بارے میں اندازہ لگانا مشکل ہے آج وہ تم سے خوش اخلاقی سے پیش آرہی ہے تو کل وہ بات تک کرنا پسند نہیں کرے گی۔ ابھی کچھ مہینے پہلے ایک عجیب بات ہوئی۔ میں اسکے ساتھ ایک ڈنر پارٹی کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔ ایک مہمان کا نام نہیں یاد آرہا تھا۔ جب میں وہاں سے نکلنے ہی والا تھا کہ مجھے وہ نام یاد آگیا میں نے ایک چٹکی بجائی اس طرح یہ کہہ کر اس نے انگوٹھے اور تیسری انگلی سے چٹکی بجا کر دکھائی۔ اب تم یقین کرو یا نہ کرو اس پر تو یہی کیفیت طاری ہو گئی جیسے کسی کو ہپناٹائز کر دیا جائے! وہ بالکل ساکت ہو گئی اور نگاہیں کسی نادیدہ

مرکز جہاں ٹھہریا میں بے حد گھبرایا۔
لیکن میں نے اس قسم کے مسمریزم کے کیس ایک کلب کے پروگرام میں دیکھ رکھے تھے میں نے فوراً دوبارہ دو بار چٹکی بجائی اور وہ اسی سرعت سے ہوش میں آگئی۔ اسے کچھ بھی یاد نہ تھا کہ اس درمیان کیا ہوا تھا۔"
اس نے اپنے طلائی سگریٹ کیس سے ایک سگریٹ نکالا اور مجھے بھی ایک لینے کا اشارہ کیا۔ "ہے نا عجیب بات؟" وہ بولا
میں نے سگریٹ نہیں لیا۔ بڑی کوششوں سے میں اپنا چہرہ جذبات سے عاری رکھ سکا۔
جب میں کچھ دیر نہ بولا تو اس نے کھنکار کر میری توجہ اپنی طرف مبذول کی۔ لیکن میں تب بھی خاموش رہا۔ وہ کچھ چڑھ سا گیا۔
"خیر بعد میں نہ کہنا کہ میں نے تمہیں خبردار نہیں کیا۔" وہ بولا
"وہاں اسکی موجودگی میں کبھی چٹکی نہ بجا نا الا کہ تم اسے اپنا تابعدار بنانا چاہو۔ اور اگر اس حالت میں تم کہیں قریب ہوا تو اپنی شامت ہی سمجھو!"
"یار اس وقت مجھے معاف کرو۔" میں بولا "مجھے جانے سے پہلے اپنا کام ختم کرنا ہے۔"
"ٹھیک ہے۔" وہ باہر نکلتا ہوا بولا۔ "ایک دن اور عیش کر لو۔ اور ایک بات بتانا تو میں بھول ہی گیا۔ تمہیں ہفتے کے ساتوں دن کام چاہتا ہے اب آئندہ اتوار سوموار تمہارے لئے یکساں ہوں گے ہا ہا ہا۔"
اور وہ باہر نکل گیا۔
مجھے اس کی باتوں پر غور کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا کیونکہ اس کے

نکلتے ہی ادلسن آگیا۔ وہ کام کے بارے میں ضروری جانکاری چاہتا تھا۔ ہم ایک بجے تک مصروف رہے۔ آخر جب ہم اٹھے تو میں نے میوا اور ادلسن کو اپنے اور روڈا کے ساتھ لنچ پر مدعو کیا۔

لنچ کے بعد روڈا نے کہا کہ وہ پام بیچ پر کچھ خریداری کرنے جائیگی چونکہ اب اس کے پاس اپنی کار تھی اس لئے اسے وہیں چھوڑکر میں گھر آگیا بالکنی پر بیٹھے ہوئے میں نے ڈائیر کی باتوں پر غور کرنا شروع کیا۔ میں نے وال کی بتائی ہوئی باتوں سے اسکا موازنہ کیا۔ کیا سچ مچ ڈڈلی عمل تنویم کا ماہر تھا؟ کیا اس نے وال کو اپنے زیر اثر اس کی مرضی کے خلاف رکھا ہوا تھا؟ اگر ایسا تھا تو کیا وہ اس سے میرے بارے میں معلوم کرسکتا تھا۔؟

وال کی وارننگ اور اس کی دہشت کی یاد آتے ہی میں کچھ بے چینی سی محسوس کرنے لگا۔ میری بے چینی اتنی بڑھی کہ میرے لئے وہاں بیٹھنا دوبھر ہوگیا۔ آخر میں اٹھا۔ لباس تبدیل کیا اور گولف کلب کی طرف چل دیا۔ میں نے امریکن ایکسپریس والے جو بارکنس کو وہاں کھیلتے ہوئے پایا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی چہکا۔

"آؤ یار۔ ایک گیم ہو جائے۔ دیکھنا کیسی شکست دیتا ہوں۔"

میرے خیال میں وال اس قدر بسی ہوئی تھی کہ میں کھیل میں بھی دل نہ لگا سکا اور جلد ہی اس سے ہار گیا۔

ہم میدان سے ہٹ کر کلب کے بار میں آئے تو بارکنس نے کہا۔

"کیا بات ہے کلے؟ کچھ پریشان معلوم ہوتے ہو؟"

میں نے سوچا کہ اس سے ڈڈلی کی ملازمت کے بارے میں چھپانا ٹھیک

نہیں چل دیا بہ یرا سے پتہ تو چل ہی جائے گا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں فرم کی ملازمت چھوڑ کر وڈل کے اسٹاف میں شامل ہو رہا ہوں۔ وہ اچانک سنجیدہ ہو گیا۔

"یہ تمہیں کیا سوجھی؟ کم سے کم میں تو کبھی وڈل کے یہاں کام نہ کروں" اس کے کام میں مشکلات ضرور ہیں لیکن تنخواہ بہت اچھی ہے۔"

"لیکن کب تک؟ میرے خیال میں تو جلد ہی اس کا دیوالیہ نکلنے والا ہے اس کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ جب سے اس نے میرے یہاں سے کھاتہ بند کیا میں چین کی نیند سونے لگا ہوں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جلد ہی اس کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہوگی۔

"کیسی گڑبڑ؟" میں نے اسے تیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لوگ کہہ رہے ہیں اور تم جانو افواہیں بھی کسی نہ کسی وجہ سے ہی شروع ہوتی ہیں۔

اس نے چاروں طرف دیکھا کہ کوئی ہماری بات تو نہیں سن رہا پھر بولا۔ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ" یو ڈرائیو" جس نے اسے کرایے پر کاریں دے رکھی ہیں ان کے اس مہینے چھ مہینے پورے ہو رہے ہیں اور اس ادائیگی کے بعد وہ اسے چھ ماہی ادائیگی کی رعایت سے محروم کر دیں گے۔ یعنی اگر وہ ان کے یہاں کھاتہ رکھنا چاہے تو ماہوار ادائیگی کرنا ہوگی۔ ایک بار یہ خبر پھیلنے کی دیر ہے کہ باقی سب بھی یہی رویہ اختیار کریں گے اور جب اسے ادھار کھاتے کی رعایت نہ ہو تو وہ اپنا آدمی رکھ کر فائدے میں نہیں رہے گا؟ اسی لئے اس نے تمہیں رکھا ہے۔ جب نقد ادائیگی ہی کرنی پڑے گی تو ایجنسی کا کمیشن کیوں دے!"

میں سناٹے میں رہ گیا۔ میں نے اس بارے میں سوچا بھی نہ تھا یہ صحیح تھا کہ اگر اسے ٹریول کمپنی کو ہموار ادائیگی کرنی پڑے تو وہ مجھے اپنی ملازمت میں رکھ کر بہت فائدے میں رہتا۔

"خیر!" میں نے کہا "مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اگر وڈل دیوالیہ بھی ہو جائے تو میرے لئے ہمفری ایک جگہ ضرور رکھے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے تب تک میں کچھ رقم ہی کیوں نہ بنا لوں!"

"اگر تمہیں امریکن ٹریول سروس والے واپس لے لیں تو پھر تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ اچھا میں چلوں۔ میری بیوی منتظر ہو گی۔ اگلے ہفتے ملیں گے

اس کے جانے کے بعد بھی میں کافی دیر بیٹھا اس کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ مجھے یاد آیا کہ ہمفری ادھار دینے والوں سے جب پوچھ تاچھ کی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ اس کے گھر کی تقریباً ہر شے کرائے پر لی گئی ہے۔ اور میرا ردعمل تھا کہ اچانک غائب ہونے کے لئے یہ اچھا انتظام ہے۔"

اگر ہمفری نے مجھے پرانی ملازمت دوبارہ دینے کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو میں ضرور پریشانی محسوس کرتا۔ لیکن اب مجھے کوئی پرواہ نہ تھی۔ اگر وڈل کے یہاں کام نہیں رہا تو میں واپس اپنے فرم میں جا سکتا تھا۔

کلب سے واپسی کے وقت میں نے کچھ گھریلو سامان خریدا وہاں سے گھر آتے وقت راہ میں میری نظر پبلک لائبریری پر پڑی۔ کچھ سوچ کر میں اترا اور لائبریری کے اندر داخل ہوا۔

ایک موٹی ادھیڑ عمر عورت نے مسکرا کر میرا استقبال کیا۔

"آئیے مسٹر برڈن" وہ بولی۔ "میں سوچ رہی تھی کہ آخر تم یہاں

کب آؤ گے۔"

میں چونک اٹھا۔

"آپ کو میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟"

وہ ہنسی۔

"میں شہر میں نئے آنے والوں کے بارے میں جانکاری رکھتی ہوں۔ امریکن ٹریول سروس والوں کی آفس یہاں کھلتے ہی میں نے تمہارے بارے میں جان لیا تھا۔"

میں نے اس سے پوچھا کہ کیا لائبریری میں کوئی کتاب ہپناٹزم (عمل تنویم) پر بھی ہے۔

"کوئی خاص نہیں۔ لیکن انسائکلوپیڈیا میں تم اس بارے میں جانکاری حاصل کر سکتے ہو۔ میں وہ تمہیں لاکر دیتی ہوں۔"

وہاں سے جو جانکاری مجھے ملی وہ ادھوری لیکن دلچسپ تھی۔ اسمیں لکھا تھا کہ عورتوں پر یہ عمل آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے بہ نسبت مردوں کے۔ اس میں عامل معمول سے اسمیں عامل معمول سے اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کروا سکتا۔ یعنی وہ اسے خود کو زخمی کرنے یا ناپسندیدہ کھانا کھانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ لیکن عام طور پر معمول سب احکامات کی تعمیل کرتا ہے اور اس حالت میں کیا گیا کام اسے یاد نہیں رہتا۔ اور آخر میں یہ لکھا تھا کہ کسی اناڑی کے ہاتھوں کیا گیا ہپناٹزم خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

اگر یہ صحیح تھا تو مجھے ڈرنے کی کوئی بات نہ تھی۔ وہ دال کی مرضی کے خلاف میرے بارے میں پوچھ تاچھ نہیں کر سکتا تھا نہ ہی وہ یہ پوچھ سکتا

تھا کہ پیر سے اس سے کیا تعلقات ہیں۔

میں واپس اپنے اپارٹمنٹ میں آیا۔ گھر آکر میں چکن سلاد بنا رہا تھا کہ روڈا بھی آ پہنچی۔

" ڈنر تیار ہے ڈارلنگ " میں بولا " سب سامان خرید لائیں۔ "

" نہیں۔ ذرا مجھے مارٹینی کا ایک پیگ دو۔ میرے پیر دکھ رہے ہیں۔ "

مجھے یاد نہیں آ رہا تھا کہ کبھی اس نے پیر درد کی شکایت نہ کی ہو۔

" تو پھر اب تک کیا کرتی رہیں ؟ "

" کچھ خاص نہیں۔ پام بیچ تو اور مہنگی جگہ ہے لیکن وہ بدشکل وہاں بھی شوہر کی دولت اڑا رہی تھی۔ "

میں جھنجھلا گیا۔

" دیکھو روڈا۔ کیا ضروری ہے کہ تم مسز ڈول کو بار بار بدشکل کہو۔ "

" کیوں نہ کہوں ؟ تمہیں کوئی اعتراض ہے ؟ "

" نہیں، " میں مشروب بناتا ہوا بولا " جو مرضی ہے کہو اگر تمہیں اسی میں لطف آتا ہو۔ "

" شکریہ میں تو ضرور کہوں گی۔ وہ تو تقریباً پوری دکان ہی خرید رہی تھی۔ اس نے مجھے دیکھا لیکن ہیلو تک نہیں کیا۔ "

" بڑے افسوس کی بات ہے۔ " میں نے تمسخر اڑانے والے انداز میں کہا۔

" اب طعنے نہ مارو۔ کیا وہ جانتی ہے کہ میں تمہاری بیوی ہوں ؟ "

میں باہر بالکنی میں جا کھڑا ہوا اور ڈنر کے لئے ٹیبل لگانے لگا۔

"نہیں۔"

"میں سوچ رہی تھی کہ شائد تم نے اسے بتا دیا ہو۔ آخر وہ میری بھی گاہک ہے۔ کیا تم نے اسے بتایا تھا؟"

"نہیں۔ آؤ کھانا کھائیں۔"

"اگر تم اسے بتا دیتے کہ میں تمہاری بیوی ہوں تو وہ مجھ سے ضرور بات کرتی۔"

"تم اس سے بات کرنے کی اتنی ہی شوقین ہو تو اگر وہ مجھے دکھائی دی تو میں اسے بتا دوں گا کہ تم میری بیوی ہو۔"

"اگر تمہیں دکھائی دی تو؟ کیا مطلب؟ اب تو وہ تمہیں روز دکھائی دے گی۔"

"میں تمہیں کہہ چکا ہوں کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ زیادہ تر باہر رہتی ہے۔"

اس نے مجھے غصہ دلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔
"سچ سچ! بڑے افسوس کی بات ہے!" اور ہنسنے لگی۔

لیونگ روم میں ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ میری نیند کھل گئی۔ شائد ہم کچھ دیر پہلے ہی سوئے تھے۔ ہم دیر تک ٹی وی دیکھتے رہے تھے اور آدھی رات کے بعد ہی سونے آئے تھے۔
میں نے بلب جلا دیا۔ روڈا بھی جاگ گئی تھی۔ اس نے چہرے پر

کریم جیسٹر رکھی تھی اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ بہت بھدی لگ رہی تھی۔

"کیا مصیبت ہے۔" وہ بولی۔ "بتی بجھا دو۔"

"ٹیلی فون ہے" میں نے پیروں میں سلیپر ڈالتے ہوئے کہا۔

"جہنم میں جائے۔ رانگ نمبر ہو گا۔ بجنے دو۔"

لیکن برسوں امریکن ٹریول سروس میں نوکری کرنے کے بعد ٹیلی فون میری کمزوری بن چکا تھا۔ ایسا ہونا ناممکن تھا کہ گھنٹی بجے اور میں فون نہ اٹھاؤں۔ میں نے لیونگ روم میں جا کر ریسور اٹھایا۔

"براؤن؟ تم ہو؟"

میری نیند اڑ گئی۔ میں نے وڈل کی بھنچتی ہوئی آواز پہچان لی تھی۔

"جی ہاں کہیے"

"میں نے کل صبح ساڑھے نو بجے سان سالواڈور پہنچنا ہے۔ فلائیٹ کا انتظام کرو اور مجھے مطلع کرو۔"

اور اس نے فون رکھ دیا۔

میں کافی دیر تک ریسور کو گھورتا رہا۔ پھر میں نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی صبح کے سوا تین بجے تھے

اپنے اس دورے کے وقت میں نے سان سالواڈور جانے والی تمام ہوائی اڑانوں کا جائزہ لیا تھا۔ کوئی بھی فلائیٹ ایسی نہ تھی جو وڈل کو ساڑھے نو بجے تک پہنچا دیتی۔

پہلے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اپنی فرم کی نائٹ سروس کو رنگ کر کے کام ان کے حوالے کر دوں۔ لیکن فوراً ہی مجھے یاد آیا کہ آج سوموار تھا

تھا اور میں آج سے ان کی ملازمت چھوڑ چکا تھا۔ یہ کام مجھے خود کرنا تھا۔
اپنی آفس سے چلتے وقت میں تمام سفری کمپنیوں کے نام اور پتے
لے کر آیا تھا۔ یہ میرے پیشے کے لئے بہت ضروری بھی تھا۔ وڈل کا کہنا
تھا کہ وہ صبح ساڑھے نو بجے سان سالوا ڈور پہنچنا چاہتا ہے۔ میں نے سوچا
کہ اس سے پوچھ لوں کہ چونکہ صبح وہاں کی کوئی فلائیٹ نہیں تو کیا وہ ائیر ٹیکسی[1]
کا خرچ کرے گا؟ اس کی امارت کو دیکھتے ہوئے اس کے لئے یہ خرچ
معمولی تھا۔

میں نے فلوریڈا ائیر ٹیکسی کو فون کیا۔ نائٹ مینیجر روجر ایورٹ نے
فون اٹھایا۔ میری بات سن کر وہ بولا۔

"مسٹر برٹن۔ ائیر ٹیکسی آپ کو پونے سات بجے تیار ملے گی آپ
اپنی پارٹی سے کہہ دیں کہ وہ ٹکٹ ہوائی اڈے پر وصول کرے۔ ٹھیک؟"

"فائن اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو میں تمہیں فون کردوں گا۔ ویسے وہاں
تک کا کیا کرایہ ہو گا۔؟"

"واپسی؟"

"دونوں طرف بتاؤ۔"

"یک طرفہ نو سو بچاسی ڈالر واپسی تیرہ سو ڈالر۔"

"تم ایک طرفہ ہی رکھو۔ اگر مجھے واپسی کا کروانا ہو گا تو تمہیں دوبارہ
رنگ کر دوں گا۔"

"اوکے۔ تمہاری پارٹی کا نام کیا ہے؟"

---

[1] چھوٹے جہاز جو ٹیکسی کی طرح کرایے پر ملتے ہیں

"مسٹر ہنری ڈڈل پیراڈائز لارگو۔"

"کیا کہا؟ ذرا دوبارہ تو کہنا۔"

میں نے اپنے الفاظ دہرائے۔

"مسٹر برڈن۔ ایر ٹیکسی نقد ادائیگی پر ہی مل سکے گی۔"

"مسٹر ڈڈل ایک مہینے کے بعد حساب کرتے ہیں ان کا یہی طریقہ ہے"

"معاف کرنا مسٹر برڈن۔ اگر پیسے نہیں تو سواری بھی نہیں۔ مجھے تو یہی احکامات ملے ہوئے ہیں۔"

"اتنی صبح صبح نقد پیسوں کا انتظام تو مشکل ہے۔" میرے چہرے پر پسینہ آنے لگا۔ "بینک کے کھلتے......"

"مجھے ہدایات ملی ہیں کہ ایر ٹیکسی صرف نقد ادائیگی پر ہی فراہم کروں آپ کی پارٹی نقد پیسے دے گی یا میں آرڈر کینسل کردوں؟

میں ابھی تمہیں رنگ کرتا ہوں۔" میں نے فون رکھتے ہوئے کہا۔

اسی وقت روڈا بھی لیونگ روم کے دروازے پر آکھڑی ہوئی اور چند ھیائی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے چیخی۔ "یہ آدھی رات کو کیا ہو رہا ہے؟ خدا کے لئے اب یہ چھوڑو اور سونے چلو۔ میں نے صبح کام پر جانا ہے۔"

"تم جاکر سو جاؤ۔" میں غرایا۔ "میری پرواہ مت کرو"

میں نے ڈڈل کا نمبر ملایا۔

"یہ مسٹر ڈڈل کی رہائش گاہ ہے۔" کسی نے گونجدار آواز میں کہا۔

"ذرا مسٹر ڈڈل سے بات کروا دیجئے۔ میں برڈن بول رہا ہوں۔"

کچھ دیر بعد وہ خود لائن پر آگیا۔

"انتظام ہو گیا برڈن ۔" اس کی آواز میں چڑچڑاہٹ تھی ۔

"مسٹر ڈل ۔ صبح ساڑھے نو بجے سان سالوا ڈور پہنچانے والی کوئی بھی فلائیٹ نہیں ۔ میں نے آپ کے لئے ایک ایر ٹیکسی طے کی ہے جو پونے سات بجے اڑے گی ۔ آپ سوا چھ بجے ہوائی اڈے پر پہنچ جائیں ۔ ٹکٹ آپ کو وہیں مل جائے گا ۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہی جہاز آپ کو واپس بھی لائے ؟ اگر نہیں تو میں آپ کے لئے پان امریکن میں واپسی کی سیٹ بھی بک کر دوں ؟ آپ کا واپسی کا پروگرام کیا ہے ۔

" وہ میں خود کر لوں گا ۔ ایر ٹیکسی کو میرا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ۔"

" بہت اچھا ۔ ایک بات اور ہے مسٹر ڈل ! کرایہ نو سو پچاسی ڈالر ہے اور ادائیگی نقد ۔" میں نے آخری لفظ پر زور دے کر کہا ۔

" انہیں کہہ دو کہ میرے کھاتے میں ڈال دیں ۔"

اور اس نے فون رکھ دیا ۔

زیر لب اسے کوستے ہوئے میں نے پھر اسکا نمبر ملایا ۔ وہ شاید فون کے پاس تھا ۔ کیونکہ اس نے فوراً ہی ریسیور اٹھایا ۔

" اب کیا ہے ؟ " اس نے مطالبہ کیا ۔

" میں برڈن ہوں جناب آپ کا فلوریڈا ایر ٹیکسی والوں کے یہاں کوئی کھاتہ نہیں کھلا ہوا ۔ وہ نقد قیمت چاہتے ہیں ۔"

" کیا چاہتے ہیں ؟ " اس کی گرجدار آواز سن کر میں نے ریسیور کان سے پرے ہٹا لیا ۔

" ان کا مینیجر ضد کر رہا ہے کہ پیسے نقد دیئے جائیں ۔" میں بولا " مجھے

یہ بتاتے ہوئے افسوس ہے لیکن ٹکٹ کے دام اڑان سے پہلے ادا کرنے ہوں گے۔"

"کوئی میرے ساتھ اس طرح سے نہیں پیش آ سکتا۔" اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "اب براؤن میری بات سنو۔ میری بیوی کہہ رہی تھی کہ تم بہت قابل ہو۔ اب اپنی قابلیت دکھاؤ۔ اس حرامی سے کہہ دو کہ مجھے ایک مہینے کا ادھار دے ورنہ میں اسے نوکری سے ہی نکلوا دوں گا۔"

یہ کہہ کر اس نے پھر ریسیور رکھ دیا۔

میں کچھ لمحے سوچتا رہا۔ پھر میں نے ایر ٹیکسی سروس والوں کا نمبر ملایا۔ ایرپورٹ لائن پر آ گیا۔

"میں براؤن بول رہا ہوں۔" میں نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ "مسٹر ڈل اتنی صبح نقد رقم کا انتظام نہیں کر سکتے۔ کیوں نہ آپ اتنی مہربانی کر دیں کہ ہمارا کھاتہ ایک مہینے کے لئے کھول لیں؟ مسٹر ڈل آپ کو اور بھی بہت کام دیں گے۔"

"پیسہ نہیں تو سواری بھی نہیں مسٹر براؤن۔" وہ بولا۔ "مجھے تو یہی آرڈر ہیں۔"

"مسٹر ڈل آپ کی رپورٹ آپ کے مالکوں کو کر سکتے ہیں۔ وہ آپ کے لئے مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔"

وہاں سے ایک غصیلی غراہٹ سنائی دی۔

"کیا اس بدذات بوڑھے نے مجھے نکلوانے کی دھمکی دی ہے مسٹر براؤن"

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"اچھا؟ تو مہربانی کر کے میرا ایک پیغام اس تک پہنچا دینا۔ وہ یہ کہ

وہ جو کچھ کر سکتا ہے کرلے میری طرف سے آزادی ہے۔ کیا میں اسے دہراؤں مسٹر ہرڈن؟"

"جی نہیں شکریہ۔ آپ نے بڑی خوبصورتی سے اپنا مدعا بیان کر دیا ہے پیسہ نہیں تو سواری بھی نہیں۔"

"بالکل! تو میں آرڈر کینسل کر دوں؟"

"نہیں۔ میں ابھی پھر فون کرتا ہوں۔ میں نے تھکے لہجے میں کہا۔

میں نے ڈول کا نمبر ملایا۔ وہ شاید منتظر ہی تھا۔

"ہرڈن! ہو گیا انتظام؟ وہ بھونکا۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر ڈول۔ بہتر ہوگا کہ میں اس کے الفاظ دہرا دوں پیسہ نہیں تو سواری بھی نہیں۔ اور یہ کہ آپ جو کرنا چاہیں کریں اسے اسکی پرواہ نہیں۔"

تو اب نوکری گئی میں نے دل میں سوچا۔ لیکن اس پہلے تجربے نے ہی مجھے اتنا پریشان کر دیا تھا کہ مجھے اس کے چھوٹنے کا افسوس نہ تھا۔ مجھے وہاں سے ملنے کی کوئی اور ترکیب سوچنی ہوگی۔ ڈول کے ساتھ کام کرنا تو بڑا مشکل تھا۔

"کیا اس نے یہی کہا تھا؟" ڈول کی آواز اچانک پرسکون ہو گئی۔

"جی ہاں۔ اس کے یہی الفاظ تھے۔

"کہ میں جو چاہوں۔ کرلوں اسے کوئی پرواہ نہیں؟"

"جی ہاں۔"

میری حیرت کی حد نہ رہی جب مجھے دوسری طرف سے اس کا بھونکتا ہوا قہقہہ سنائی دیا۔

"تم کافی باہمت شخص ہو مسٹر بریڈن ۔ مجھ سے اسی طرح ایمانداری سے پیش آنا ۔ تم میرے اسٹاف کے دوسرے خوشامدی لوگوں سے بدرجہا بہتر ہو ۔ اس حرامی مینیجر سے کہہ دو کہ اسے پیسہ نقد ہی ملے گا ۔ میں سوا چھ بجے ایرپورٹ پہنچ جاؤں گا ۔"

اور اس نے سلسلہ منقطع کر دیا

میں وڈال کی رہائش گاہ میں آٹھ بجکر پچاس پر ہی پہنچ گیا ۔ رات میں بہت کم سو سکا تھا ۔ وال سے ملنے کے خیال ہی میں ایک عجیب بے چینی کا احساس کر رہا تھا ۔ میں اپنی کار پارکنگ جگہ میں کھڑی کر کے ڈائریکٹر کی آفس میں آیا ۔ چونکہ اب میں وڈال کے اسٹاف کا ممبر بن چکا تھا اس لئے میں نے استقبالیہ کلرک سے ملنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی اور دستک دے کر ڈائریکٹر کے کمرے میں داخل ہو گیا

وہ کافی کی چسکیاں لے رہا تھا ۔ اس کے سامنے صبح کی ڈاک کا بنڈل لکھا ہوا تھا ۔

"ہیلو" وہ بولا ۔ مجھے رات والی بات کے بارے میں پتہ چل گیا تھا ۔ میں تو اب اس کی کسی بات سے حیران نہیں ہوتا ۔ میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ دن رات اس کے لئے کوئی فرق نہیں رکھتے ۔ لگتا ہے کام شروع کرنے کے لئے بہت بے چین ہو ۔"

"میرا کمرہ کون سا ہے ۔" میں نے سوال کیا ۔

"آؤ دکھا دوں" وہ کافی ختم کر کے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی آفس سے باہر نکل آیا۔

"تم مسٹر وڈل کی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں کام کرو گے۔ چونکہ مسز وڈل آفس میں نہیں بیٹھنا چاہتیں۔ میں نے ان کے ایک کمرے میں تمہارا آفس بنا دیا ہے۔"

وہ باتیں کرتا ہوا کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔ "ہر ایک ضرورت کی چیز مہیا کر دی گئی ہے۔"

ہم کوٹھی کے بڑے ہال میں داخل ہوئے ہم ہال میں بنے زینوں سے اوپر آ کر راہداری کے آخری کمرے میں داخل ہوئے۔

"یہ تمہارا آفس ہے برٹن۔ وہ بڑی میز تمہارے لئے ہے۔ یہ میز جس پر ٹائپ رائٹر پڑا ہے مسز وڈل کے لئے ہے۔ دورے کے پروگرام وغیرہ تمہاری میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ اب ان کا انتظام کرنا تمہاری سر دردی ہے۔ میں تو واپس اپنی آفس جا رہا ہوں!"

میں نے کمرے کا جائزہ لیا۔ خاصہ بڑا کمرہ تھا۔ اس کی کھڑکیاں سوئمنگ پول کی طرف کھلتی تھیں۔ میری میز کافی بڑی تھی۔ اس پر چار ٹیلیفون رکھے تھے۔ ایک انٹر کام اور ایک ٹیلکس مشین قریب کے چھوٹے میز پر رکھی ہوئی تھی۔ ایک ٹیپ ریکارڈر بھی موجود تھا۔

میں اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔ میرے سامنے والی چھوٹی میز پر دونوں ایک ٹائپ رائٹر ایک ٹیپ ریکارڈر اور اسٹیشنری کا دوسرا سامان تھا۔ کمرہ ایر کنڈیشنڈ تھا۔ میں نے اتنی شاندار آفس میں پہلے کبھی کام نہیں کیا تھا۔

میری میز پر تقریباً ایک درجن لفافے پڑے تھے۔ نو بج چکے تھے

میں حیران تھا کہ وال کب آئے گی۔ میں نے پہلا لفافہ کھولا۔
یہ مسٹر اور مسز ولیم جبین کے لیے رنگون کے دورے کا تھا۔ دو ہفتے انہیں وہاں کسی بہترین ہوٹل میں ٹھہرانا تھا۔ پھر واپسی کا فرسٹ کلاس کا ٹکٹ۔ پاسپورٹ تھی تھا لیکن ویزا بنوانا تھا۔
اچانک اب مجھے احساس ہوا کہ میں کتنی بڑی ذمے داری لے بیٹھا ہوں۔ اگر ٹریول ایجنسی میں مجھے یہ آرڈر ملتا تو میں سب کاغذات ہمفری کے حوالے کر دیتا۔ اس کے پاس اسٹاف تھا۔ وہ بڑی آسانی سے سب انتظام کر لیتا۔ میرے پاس وال کے علاوہ جو کہ اب تک آئی ہی نہ تھی کوئی بھی آدمی نہ تھا۔ برمی سفارت خانے کا دفتر میامی میں تھا۔ آنے جانے کیلئے کم سے کم ایک گھنٹہ درکار تھا۔ اور وہاں جو وقت لگتا تھا وہ الگ۔ میں چار گھنٹوں میں ویزے کا انتظام نہیں کر سکتا تھا۔
میں نے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھا کر ڈاڈی کی میز والا بٹن دبایا۔
"میں برڈن بول رہا ہوں مجھے ایک چپراسی کی ضرورت ہے جو کہ فوراً میامی جائے۔"
"یہ میری ذمہ داری نہیں برڈن۔ لوکاس سے بات کرو۔ اسٹاف کی نگرانی وہی کرتا ہے۔ سوری۔" اس نے اپنا بٹن دبا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔
میں نے برنارڈ لوکاس کا نمبر ملایا۔ اور اپنی مشکل بیان کی۔
"میرے پاس کوئی بھی آدمی فالتو نہیں۔" وہ خشک لہجے میں بولا۔ مجھے ابھی تک اس بارے میں کوئی جانکاری نہیں۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ ہمارے سفری معاملات ٹریول سروس سے انجام پاتے ہیں۔"
"اب ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔" میں نے کہا۔ "مسٹر ڈل کے سفری

امور کی نگرانی میں کر رہا ہوں۔ مجھے ایک چپراسی کی ضرورت ہے۔"
"تب تو آپ مسٹر ڈول سے ہی بات کیجئے۔ مجھے زائد اسٹاف رکھنے کا اختیار نہیں۔" اور اس نے لائن کاٹ دی۔

اب یہ ایک ایسا معاملہ تھا جسے وال سلجھا سکتی تھی۔ لیکن اس کا کچھ پتہ ہی نہ تھا۔ میں نے پروگرام پر پھر نظر ڈالی۔ جن لوگوں نے پرسوں صبح روانہ ہونا تھا۔ ان کا ویزہ آج ہی بن جانا بہت ضروری تھا۔

میں نے ان کے لئے جہاز میں سیٹ بک کی اور ہوٹل میں ٹھہرنے کا بھی انتظام کر دیا۔ یہ میں نے ٹیلیکس اور ٹیلی فون کی مدد سے کیا۔ اس سے زیادہ اور کچھ کر سکنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔ میں نے اسے الگ رکھا اور دوسرا لفافہ اٹھایا۔ یہ چار لوگوں کے ٹوکیو کے دورے کا تھا۔ ہمیشہ کی طرح فرسٹ کلاس ٹکٹ اور بہترین ہوٹل میں رہائش! ان میں ایک کو چیچک کا ٹیکہ لگنا تھا اور ایک کا ویزا بننا تھا۔

انہیں جانے میں ابھی تین دن تھے! میں نے جاپان ایرلائنس میں ان کا ٹکٹ بک کیا اور ٹوکیو کے میفیئر ہوٹل میں دو کمرے بک کروا دیئے لیکن کب تک!

ہر لفافے میں کچھ نہ کچھ اڑچن موجود تھی۔ ڈائریکٹر نے تو اپنی مصیبت میرے سر منڈھ دی تھی۔ وال کی آمد کا بھی کوئی آثار نہ تھا۔ میں کافی تیزی سے کام کر رہا تھا لیکن کسی ٹائپسٹ کی مدد کے بغیر میں لاچار تھا۔

آخر وال کہاں چلی گئی تھی! کام کی زیادتی سے میرا پارہ چڑھنے لگا تھا میں نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ گیارہ دس ہوئے تھے۔ میں نے ایک کاغذ پر جتنی ٹکٹیں اور ہوٹل بک کئے تھے ترتیب وار لکھے۔ میں نے دیکھا کہ

چودہ پروگراموں میں سے پانچ فوری توجہ کے طلبگار تھے باقی کو کل مکمل کیا جا سکتا تھا۔

اس امید پر کہ وال کسی بھی لمحے آسکتی ہے میں نے اپنی پوری توجہ انہیں پانچ کا کام مکمل کرنے میں مرکوز کر دی۔ مجھے وقت کا کوئی احساس ہی نہ ہوا۔ ایک بجے کے قریب انٹر کام کا بزر بجا اور ڈائیر کی آواز آئی۔

"میں یہ بتانا بھول گیا میرے دوست کہ میرے آفس کے پیچھے ایک کینٹین ہے جہاں عمدہ لنچ رعایتی داموں پر مل سکتا ہے۔"

"کیا وہ مجھے کچھ سینڈوچ یہاں بھیج سکتے ہیں؟"

"اوہو! میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تم ڈیسک پر لنچ لینے کے عادی ہو" اس کے لہجے میں طنز تھا۔ "سبز فون پر ۲۳ نمبر ڈائیل کرو وہ مطلوب چیزیں بھیج دیں گے۔"

"تم نے مسز وڈل کو تو نہیں دیکھا؟"

"وہ تو پام بیچ مارکیٹ چلی گئی ہیں۔ کیا وہ تم سے نہیں ملیں؟"

"نہیں۔"

"ان کے موڈ کا بھی کچھ پتہ نہیں چلتا۔ شاید وہ بھول ہی گئی ہوں کہ آج سے انہیں تمہارے ساتھ کام کرنا ہے۔ تمہیں کوئی چپراسی ملا؟"

"نہیں۔"

"تب تو بڑی مشکل ہوگی؟ کام تو بہت زیادہ ہے۔ تمہارے قابو سے باہر ہوگا!"

"نہیں۔ میرے قابو میں ہے۔" میں نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ پام بیچ مارکیٹ گئی ہوئی ہے!

مجھے یقین نہیں آ رہا تھا۔ ہم ایک ہفتے سے ایک دوسرے سے نہیں ملے تھے کہیں وہ بھول ہی تو نہیں گئی کہ میں آج سے یہاں کام کرنے والا ہوں؟ لیکن وہ تو کہہ رہی تھی کہ وہ میرے انتظار میں ایک ایک دن گن گن کر کاٹے گی۔

میں نے کرسی کھسکائی اور کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ مجھے پانچ بجے سے پہلے پہلے رنگون کا ویزا درکار تھا۔ میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ میں خود جا کر بنوا لاتا۔

تب مجھے اپنی پچھلی سکریٹری سیو کی یاد آئی۔ میں کچھ ہچکچایا۔ اگر ہمفری کو اس بارے میں معلوم ہو گیا تو وہ اس پر بہت بگڑے گا۔ لیکن اس سے پوچھ لینے میں تو کوئی ہرج نہ تھا۔ اور ممکن شاید بچ پڑ گیا ہو۔

میں نے اس کے نمبر ملائے۔

"ہیلو کلے! میں سوچ ہی رہی تھی کہ تم اس وقت کیا کر رہے ہو گے"

"سیو۔ میں کچھ مصیبت میں ہوں۔ میرے پاس کوئی آدمی نہیں اور مجھے رنگون کے دو ویزے پانچ بجے تک چاہئیں۔ اگر تم مدد کرو تو جان بچ سکتی ہے۔"

"پاسپورٹ تو تیار ہے نا؟"

"ہاں۔"

"جیک ہمارے کچھ ویزے بنوانے میامی جا رہا ہے۔ میں اس سے کہہ دوں گی وہ تمہارے یہاں سے ہوتا ہوا جائے گا۔"

"شکریہ۔ تم واقعی شاندار لڑکی ہو۔"

"کلے!.... بہتر ہو گا اگر تم جیک کو کچھ دے دو.... ورنہ اگر

کسی کو معلوم ہو گیا..... کچھ انعام پا کر وہ خاموش رہے گا۔"

"تم فکر نہ کرو۔ میں اس کا خیال رکھوں گا۔"

"بائی بائی" اس نے کہا اور فون رکھ دیا۔

میں واپس میز پر آیا۔ میں نے سوچا کہ اب کاغذات خود ہی ٹائپ کر لینے چاہئیں۔ میں نے تمام پروگرام ترتیب سے لگائے تبھی دروازہ کھلا اور دال اندر داخل ہوئی۔

میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ وہ بہت خوبصورت اور کم عمر نظر آ رہی تھی۔

اس کے ہاتھوں میں پلاسٹک کا ایک تھیلا سا تھا۔ اس نے اسے اپنی میز پر رکھ کر دروازہ بند کر دیا۔

"ہیلو ڈارلنگ! تم حیران ہو رہے ہو گے کہ میں کہاں چلی گئی؟"

میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"ڈائر نے مجھے بتایا تھا۔" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے جانا ہی پڑا۔ پام بیچ پر ملبوسات کی دوکان میں پچیس فیصدی کی چھوٹ چل رہی تھی اور آج اس کا آخری دن تھا۔ کتنے سستے داموں میں لائی ہوں میں! دکھاؤں؟"

میں اسکے قریب پہنچا اور اپنی بانہیں اس کے گرد حمائل کر دیں لیکن وہ فوراً میری بانہوں کے گھیرے سے نکل گئی۔

"نہیں ہنی۔ یہاں نہیں۔" اس نے سمجھا کر کہا۔ "یہاں خطرہ ہے کوئی بھی نہیں آسکتا ہے۔"

میں نے خود پر قابو پانے کی کوشش کی اور الگ جا کھڑا ہوا مایوسی

اور جھلاہٹ سے میرا برا حال تھا۔ ادھر وہ مجھے اپنے خریدے ہوئے کپڑے دکھانے پر تلی ہوئی تھی
"کپڑوں کو چھوڑ دو ڈال" میں نے بگڑ کر کہا "تم نے دیکھا ہے ڈائیر نے کتنا کام ہمارے حوالے کر دیا ہے۔"
"کیا مطلب؟" اس نے بھڑک کر کہا۔
"کام بہت زیادہ ہے اور آج ہی ختم کرنا ہے۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ میں نے پروگراموں کے لفافے اٹھا کر اس کی میز پر رکھے "ہر ایک کی چار چار کاپیاں بنا دو۔ میں تب تک باقی کام نپٹاتا ہوں۔"
"لیکن کلے! تم پریشان نظر آ رہے ہو۔ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے!"
میں نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کیا۔
"اگر تم فوراً کام پر نہ لگ گئیں تو چیزیں آئی پی روانہ نہ ہو سکیں گے اور ہم اپنی پہلی ہی ذمہ داری نبھانے میں ناکام ہو جائیں گے تم خود ہی دیکھو کہ کتنا کام ہے!"
"کلے تم مجھ پر چیخ رہے ہو۔"
"معاف کرنا۔ لیکن میں صبح سے پریشان ہو رہا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے اپنی پچھلی سکریٹری سے بھی مدد لینی پڑی ہے۔ اب آؤ کام شروع کر دیں۔"
"لیکن میں اس لباس میں کام نہیں کر سکتی۔" وہ بولی "اس کے علاوہ ڈارلنگ میں نے ابھی تک لنچ بھی نہیں کیا۔"

"لنچ تو میں نے بھی نہیں کیا" میں نے اس کی میز پر ٹائپ رائٹر کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "لیکن خیر! تم کپڑے بدل کر آؤ۔ تب تک میں یہ شروع کرتا ہوں۔"

اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"مجھ سے ناراض ہو؟"

"اب جلدی سے تیار ہوکر کام کرنے آجاؤ۔" میں نے کہا اور پروگرام ٹائپ کرنے لگا۔

وہ کچھ دیر مجھے دیکھتی رہی پھر اپنا تھیلا اٹھائے چلی گئی۔

میری میز کا بزر بجا جس کو سنتے ہوئے میں اٹھا اور بٹن دبایا۔

مسٹر برڈن میں سیکورٹی گارڈ بول رہا ہوں۔ ایک میسنجر (چپراسی) جوکہ موٹر سائیکل پر ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے بھیج دوں؟"

"ہاں۔" میں نے کہا۔ اور پھر ٹائپ کرنے لگا۔

پانچ منٹ بعد ایک لڑکی جیک کیمپ کو لئے ہوئے اندر داخل ہوئی وہ اتنی شاندار آفس دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

"بہت عمدہ مسٹر برڈن۔" وہ بولا

"ٹھیک ہی ہے۔" میں اسے پاسپورٹ دیتا ہوا بولا۔ ان کے ویزے جلد سے جلد بنوا کر لا دو جیک! بہت ضروری ہیں۔"

"ضرور مس ہارکنس نے مجھ سے کہا تھا۔" اس نے مسکرا کر مجھے آنکھ ماری۔

میں نے دس ڈالر کا ایک نوٹ اسکے ہاتھ میں کھسکایا۔ جسے کہ اس نے فوراً جھپٹ لیا۔

اس کے جانے کے بعد جب میں ایک پروگرام کی چار نقول بنا چکا اور اور دوسرے کو ٹائپ کرنا شروع کرنے ہی والا تھا کہ وال داخل ہوئی۔

وہ سفید بلاؤز اور گہری نیلی اسکرٹ میں قیامت ڈھا رہی تھی۔

"میں سینڈوچ اور مارٹینی کے لئے کہہ آئی ہوں۔" وہ بولی۔

"اب ٹائپ کا کام میں سنبھالتی ہوں۔"

"فائن۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں دوسرے کام دیکھتا ہوں۔"

"ڈارلنگ! مجھ سے ناراض تو نہیں ہو؟"

"نہیں۔"

"کل میں اسی لمحے کا تو انتظار کر رہی تھی۔ جب میں دوبارہ تمہارے ساتھ کام کر سکوں۔ آفس پسند آیا؟"

میں اپنی میز پر آبیٹھا۔ مجھے معلوم تھا کہ آج کا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ میں نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا۔

"ہاں بہت اچھا ہے۔" میں نے کہا "اگر ڈائرکٹر نے اتنا کام ہمیں نہ سونپ دیا ہوتا تو......"

دروازے پر دستک ہوئی۔ اور ایک نوکر ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ چاندی کے برتنوں میں سینڈوچ سجے تھے۔ مارٹینی کی دو بوتلیں اور گلاس بھی رکھے تھے۔

"تم جا سکتے ہو فریڈ۔" وہ بولی۔ "ہم اپنی مدد آپ کر لیں گے۔"

اس کے جانے کے بعد وہ مشروب تیار کرنے لگی۔ میں پان امریکن ایرویز سے بات چیت کرتا رہا۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔" وہ بولی "اب اسے چھوڑو کلیے اور کچھ

کھالو۔"

"کھانا اور کام ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو کیا ہرج ہے" میں نے کہا۔
"میں تو کھانا کھاتے ہوئے ٹائپ نہیں کر سکتی۔ کاغذوں پر چکنائی
لگ جائے گی۔ اب اتنی محنت چھوڑو اور آ کر پہلے کھالو۔"

بھاڑ میں جائے کام میں نے سوچا جب اسے فکر نہیں ہے تو میں کیوں
مروں۔ اور میں بھی اس کے پاس آ گیا۔ میں نے اپنا جام اٹھایا اور ایک
سانس میں آدھا خالی کر دیا اس کے بعد ہم گوشت کے سینڈوچ کھانے
لگے۔

کتنا اچھا لگ رہا ہے" وہ بولی "میں نے تو یہ دن گن گن کر گزارے
ہیں۔ ہفتہ کاٹے نہیں کٹ رہا تھا۔"

"وال" اچانک میں نے کام کے بارے میں سوچ کر کہا۔ "مجھے
باہر کا کام سنبھالنے کے لیے ایک چپڑاسی کی ضرورت ہے۔ جو دیزہ وغیرہ
بنوا لایا کرے۔ میں نے لوکاس سے بات کی تھی وہ کہتا ہے کہ اس بارے
میں وڈل سے گفتگو کرنی ہوگی۔ تم یہ کام کروا دو گی؟"

"ہنری اسے پسند نہیں کرے گا۔ اس آدمی کو زائد تنخواہ دینی ہو گی۔"
"ہفتہ میں تو کوئی کام کرنے سے رہا!" میں نے جھلا کر کہا وہ اس کی
اہمیت سمجھ ہی نہیں رہی تھی۔"

میں لوکاس سے بات کرونگی۔ لیکن وہ مانے گا نہیں۔" وہ بولی۔
"دیکھو وال! اگر تم ایک آدمی کا انتظام نہ کرا سکو تو کام ہونا مشکل
ہے۔" میں بولا۔

"ہمیں روزانہ ہی تو ویزے نہیں بنوانے پڑیں گے۔"

تب بھی کئی اور کام پڑ جاتے ہیں۔ ایک آدمی کے بغیر کام چلنا مشکل ہے"

"ڈارلنگ! تم کچھ کھا نہیں رہے۔"

میں نے اپنی مارٹینی ختم کی۔

"بہت کھا چکا" میں نے کہا اور اپنی میز پر آ گیا۔

"کلے؟"

میں نے اس کی طرف دیکھا۔

"اتنے نروس مت ہو۔ ہم کام نپٹا لیں گے۔"

"دیکھو وال۔ اگر تم میرے ساتھ کام کرنا چاہتی ہو۔" میں ایک ایک لفظ پر زور ڈالتا ہوا بولا۔ "تو ہمیں ایک آدمی ضرور چاہئے۔"

میں نے نارتھ ایسٹرن ایرلائن کا نمبر ملایا اور جہازوں کی اڑان کے بارے میں پوچھ تاچھ کرنے لگا۔

"اگر تم ناراض نہ ہو تو میں کچھ سینڈوچ اور کھا لوں۔" اس نے اپنے لئے مارٹینی کا ایک گلاس اور بناتے ہوئے کہا۔ "یہ بہت ذائقے دار ہیں تم نے تو کچھ کھایا ہی نہیں کلے!"

مجھے اتنا غصہ آ رہا تھا کہ میں نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔ میں نے اسکی طرف نظر بھی نہیں ڈالی۔ تبھی دوسری طرف سے ایرلائن کے بکنگ کلرک کی آواز آئی۔

میں اسے اپنی مطلوبہ فلائیٹ کے بارے میں بتانے لگا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ آخر میں کیوں اتنا چڑچڑا رہا ہوں؟ کیا اس لئے کہ اس نے مجھے اپنا بوسہ نہ لینے دیا؟ یا کچھ دیر مجھ سے محبت کی باتیں نہیں کیں؟ ہو سکتا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو شاید میں اس وقت اتنی مایوسی اور جھلاہٹ کا شکار نہ ہوتا

لیکن کام کے بارے میں اس کی لاپرواہی اور سرسری رویے نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ کاش میں اپنی پرانی نوکری پر ہوتا جہاں میری سکریٹری بڑی مستعدی سے کافی کام سنبھال لیتی تھی۔

جب میں نے بکنگ کلرک سے گفتگو ختم کی تو وال تب بھی سینڈوچ کھا رہی تھی۔ مجھے ابھی بی او اے کا۔ سوس ایر اور پان امریکن ایرویز سے بھی بات کرنا تھی۔ میں نے پان امریکن کا نمبر ملاتے ہوئے وال سے کہا "اب خدا کے لئے جلدی کرو۔ ذرا دیکھو تو وقت کتنا ہو رہا ہے۔ تین بج گئے ہیں۔"

اس نے ناگواری سے منہ سکوڑتے ہوئے کہا

"تم اتنا گھبرا کس لئے رہے ہو کلیے؟ برائے مہربانی مجھ پر اس طرح مت چلاؤ۔ یہ مجھے پسند نہیں۔" یہ کہہ کر اس نے ایک اور سینڈوچ اٹھا لیا۔

میں نے ٹائی کی گرہ ڈھیلی کی۔

"سوری وال۔ میں چلانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن ہمیں کام شروع کر دینا چاہئے۔"

پان امریکن والوں کا بکنگ کلرک لائن پر آ گیا۔ میں اسے اپنے گاہکوں کے نام اور فلائیٹ کے اوقات لکھانے لگا۔

وال نے سینڈوچ ختم کئے ایک نیپکن سے ہاتھ پونچھا اور مارٹینی کا گلاس اٹھائے ہوئے اپنی میز پر آ گئی اور ٹائپنگ شروع کر دی

برائی کمپنیوں سے گفتگو کرتے وقت مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لفظ دیکھ دیکھ کر ٹائپ کر رہی ہے۔ چھ سال قبل وہ بہت ہی تیز ٹائپسٹ تھی۔ اس کی انگلیاں مشین پر بجلی کی سی تیزی سے چلتی تھیں۔ لیکن اس وقت آہستہ آہستہ

کھٹ کھٹ سن کر میری مایوسی کی حد نہ رہی۔ اس طرح تو وہ ایک ہفتے میں بھی چار روز پروگرام نہ مکمل کر سکتی تھی۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ٹائپ رائٹر کی کھٹ کھٹ میرے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی۔

اچانک اس نے کہا "اوہ! خدا غارت کرے۔ خراب ہو گیا!"

یہ کہہ کر اس نے مشین سے کاغذ نکالے اور ردی کی ٹوکری کی طرف دے مارے۔

میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اب مجھے کیا گھور رہے ہو۔" وہ بگڑ کر بولی "تم تو مجھے اوور نروس کر رہے ہو۔ چھ سال سے میں نے ٹائپ رائٹر کو ہاتھ بھی نہیں لگایا.... اور تم کیا امید کر رہے ہو؟"

"تو آؤ اپنی جگہیں بدل لیں۔" میں نے کہا "میں ٹائپ کرتا ہوں تم فلائیٹ بک کرو۔"

"نہیں!" وہ آنکھیں نکال کر بولی "تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کروں گی"

ہم ابھی ایک دوسرے کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک شخص خاموشی سے اندر داخل ہوا۔

میں چونک اٹھا۔

وہ کسی اسسٹنٹ فلم کے چھٹے ہوئے ولین کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اس نے گہرے رنگ کا سوٹ۔ سفید ہیٹ اور سفید ٹائی لگا رکھی تھی۔ اس نے لمبی قلمیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس کا جسم کسرتی اور گردن سانڈ کی طرح موٹی تھی ہونٹ پتلے اور آنکھیں سانپ کی سی تیزی لئے تھیں۔ وہ دال کی طرف بڑھا۔ اور ایک لفافہ اس کی میز پر رکھتے ہوئے بولا۔

"باس نے کہا ہے کہ اسکا انتظام ہو جانا چاہئے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ جس خاموشی اور تیزی سے آیا تھا اسی طرح غائب ہو گیا۔

میں نے وال کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔

تبھی میری میز کا بزر بجا۔ میں نے بٹن دبایا۔ دوسری طرف ڈائیر تھا۔

"میں ایک پروگرام بھیجنا تو بھول ہی گیا۔ مجھے پچھلے ہفتے ہی اس کا انتظام کر لینا چاہئے تھا۔ لیکن کیا کروں یاد ہی نہیں رہا۔ مسٹر ورنسٹین آج ہی ایمبیسی ہوٹل میں آکر ٹھہرے ہیں۔ مسٹر وڈل نے انہیں مچھلی کے شکار کا انتظام کرا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب براہِ مہربانی کوئی موٹر بوٹ مع اسٹاف کرائے پر لو اور شام تک انہیں مطلع کر دو.... ٹھیک ہے"

میں بیچارگی سے انٹر کام کو گھورتا رہا۔ اس سنڈے کی آمد نے میرے ہوش اڑا دیئے تھے۔

وال اچانک اٹھ کر میری میز تک آ گئی۔

"ڈائیر!" وہ انٹر کام میں چیخی "تم خود کر دو یہ انتظام۔ سمجھے! ہم بہت زیادہ مصروف ہیں۔ تم اسے بھول گئے تھے اب تم ہی بھگتو!"

یہ کہہ کر اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

ہماری نگاہیں ملیں۔ اس کے چہرے کا رنگ لوٹ آیا تھا لیکن آنکھوں میں اب بھی دہشت کے آثار تھے۔

"کون تھا؟" میں نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا

گیلیو گیسٹی! میرے شوہر کے پالتو غنڈوں میں سے ایک!" اس کی آواز کانپ رہی تھی "اسی نے اس عورت کے چہرے پر تیزاب پھینکا تھا

اگر میرا شوہر اسے ذرا بھی اشارہ کر دے تو یہ ہمارا بھی کام تمام کر دے گا"
میرا حلق سوکھنے لگا۔ میں نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن میرے منہ سے آواز نہ نکل سکی۔ میں نے وال کے بتائے ہوئے پہلے بیان پر یقین نہیں کیا تھا! لیکن اب مجھے یقین ہونے لگا تھا۔ میرے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔
وہ اپنی میز پر گئی اور گیسٹی کا لایا ہوا لفافہ کھول کر اندر رکھا کاغذ نکالا اور پڑھا۔
پھر اس نے ایک لمبی سانس لے کر میری طرف دیکھا۔
"ہنری پانچ تاریخ کو لیبیا جا رہا ہے۔ یعنی پرسوں! وہ نو تاریخ کو لوٹے گا۔ اس کے سفر کا انتظام کرنا ہے۔" اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ "اب ہمیں تقریباً ایک ہفتے کی آزادی مل جائے گی۔ ذرا سوچو۔ ایک ہفتے ہم دونوں پر کوئی بندش نہ ہوگی۔"
گیسٹی کی لرزہ خیز آمد نے مجھے اتنا دہشت زدہ کر دیا تھا کہ مجھے اس خبر سے بھی کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی۔
"میں اس کا انتظام کرتا ہوں۔" میں نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

جب کیمب شام کے پانچ بجے میری آفس میں لوٹا۔ اس نے مجھے مسکرا کر آنکھ ماری اور ایک لفافہ دیتا ہوا بولا۔
"یہ رہا رنگون کا ڈیڈ اسٹر بڑن" اس نے کنکھیوں سے وال کی طرف

دیکھا۔

"بہت بہت شکریہ جیک" میں بولا۔ "تم نے بہت مدد کی!"

میں نے وڈل کے لیبیا کے دورے کی بکنگ کر دی تھی اب میں منتظر تھا کہ وال ٹائپنگ ختم کرے۔ اب تک وہ صرف ایک پروگرام ہی ختم کر پائی تھی اور اس وقت وہ لیبیا کے دورے کا پروگرام ٹائپ کر رہی تھی۔

مجھے مسٹر اور مسز ہیسن کے ویزے ان تک پہنچانے تھے۔ وہ پیلس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کر جیک کی راہ سے الگ ہٹ کر واقع تھا۔ لیکن میرے پاس کوئی آدمی نہ تھا۔ میں نے اسی سے پوچھا۔

اس نے گھڑی دیکھی اور منہ بنا کر بولا۔

"میں پہلے ہی لیٹ ہو چکا ہوں۔ مسٹر اوسن مجھ پر بگڑیں گے۔"

میں نے ان کے پروگرام کی نقل اور دونوں کا ویزا ایک لفافے میں رکھا اور اپنے بٹوے سے پانچ ڈالر کا نوٹ نکال کر دونوں چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔

"ٹھیک ہے مسٹر براؤن" وہ آنکھیں چمکاتا ہوا بولا۔ "میں انہیں کہہ دوں گا کہ موٹر سائیکل کا ایک ٹائر پنکچر ہو گیا تھا۔"

اس کے جانے کے بعد میں نے وال کی طرف دیکھا۔

"اس کام میں میرے ذاتی پندرہ ڈالر خرچ ہو گئے۔ اب بھی تمہیں سمجھ نہیں آتا کہ ہمیں ایک آدمی کی کتنی ضرورت ہے۔؟"

"اب بات مت کرو" وہ جھلا کر بولی "اف وہ بکیر غلطی کروادی!"

"مجھے افسوس ہے۔"

حالانکہ مجھے اس پر نہیں اپنی قسمت پر افسوس ہو رہا تھا۔
میں ٹیلیکس کی مشین پر نیویارک کے ایک ہوٹل میں جگہ بک کروانے لگا
تبھی میرے ایک فون کی گھنٹی بجی۔
"ذرا دیکھ لینا" میں نے وال سے کہا۔
وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور ریسیور اٹھا لیا۔
"ہیلو کون ہے ؟" اس نے فون پر پوچھا "ہاں ہاں وہ یہیں ہیں
کون بول رہا ہے ؟" "اوہ اچھا ! آپ ہولڈ آن کریئے"
اس نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا "تمہاری بیوی ہے۔"
ہم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ میں نے اس امکان پر
غور ہی نہیں کیا تھا۔ کیا روڈا نے وال کی آواز پہچان لی ہوگی ؟"
میں نے اسکے ہاتھوں سے ریسیور لیا۔
"روڈا ؟"
"ہاں میں ہی ہوں" اس کی آواز آئی۔ "جب تم صبح کیلئے ڈبل روٹی
اور مکھن خریدو گے تو میرے لئے دو پیکیٹ سگریٹ بھی لیتے آنا۔ میں گھر
جا رہی ہوں۔"
میں نے اپنی میز پر پڑے کاغذات کی طرف دیکھا پھر گھڑی پر نظر
ڈالی پونے چھ بج رہے تھے۔
"سوری ہنی ! مجھے شائد دیر تک کام کرنا پڑے گا۔ تم یہ چیزیں
خریدتی ہوئی جاؤ۔ میں ساڑھے نو سے پہلے نہیں آسکوں گا۔"
"ساڑھے نو ؟" اس نے چیخ کر کہا "کیسا کام ہے یہ ؟"
"پہلا دن ہے اسلئے کام زیادہ تھا۔ اب میں فون رکھ رہا ہوں۔"

میری میز پر کھانا لذات سے بھری پڑی ہے۔"

"اگر تم سمجھتے ہو کہ میں تمہارے انتظار میں آدھی آدھی رات تک بھوکی بیٹھی رہوں گی تو تم غلطی پر ہو۔"

"اچھا اچھا۔ جب تمہارا جی چاہے کھانا کھا لینا۔ میرا انتظار مت کرنا بس!"

اور میں نے فون رکھ دیا۔

"کیا اس نے میری آواز پہچان لی ہوگی؟" وال نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا

"معلوم نہیں۔ اب اسے چھوڑو۔ آؤ جلدی کام ختم کریں۔"

چھ بجے کے بعد اس نے لیبیا والا پروگرام ختم کیا۔

"یہ دوسرا ہوا" وہ بولی۔ "خدا کا شکر ہے۔ مجھے اب چلنا چاہیے ورنہ میں لیٹ ہو جاؤں گی۔"

میں اسے دیکھتا رہ گیا۔

"جا رہی ہو؟"

"مجھے جانا ہی پڑے گا۔"

"لیکن ابھی تین پروگرام اور ٹائپ کرنا باقی ہیں۔"

"اب انہیں کل کر دونگی۔" اس نے بے چینی سے کہا۔ "مجھے مسٹر اور مسز ونسٹن کے ساتھ ڈنر لینا ہے۔ ڈنل نے طے کر رکھا تھا۔ میں اسے نہیں ٹال سکتی۔"

"او کے!" میں نے ہلکے لہجے میں کہا۔ "تو پھر جاؤ۔"

"اب غصہ نہ کرو ڈارلنگ۔ کل میں بہتر کام کروں گی۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔"

وہ تیزی سے میرے قریب آئی۔ میرے گالوں پر ایک بوسہ ثبت کیا اور باہر نکل گئی۔

میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ مجھے تو پہلے ہی سوچ لینا چاہئے تھا کہ وال سے کام ہونا مشکل ہے۔ اور رہی اس سے جسمانی تعلقات کی بات تو وہ بھی یہاں ناممکن نظر آتی تھی۔ اس سے تو میں اپنے پرانے دفتر میں زیادہ بہتر تھا۔

کچھ دیر بعد میرا غصہ کم ہوا تو میں نے ڈل کا لیبیا والا پروگرام جو کہ وال ٹائپ کر کے رکھ گئی تھی اٹھایا اور اس پر نظر ڈالی۔ بے شمار غلطیوں سے آلودہ وہ ٹائپنگ کا ایک گھٹیا نمونہ تھا۔ بھاڑ میں جائے ڈل! میں نے کہا اگر اسے اپنی بیوی کی ٹائپنگ پسند نہیں تو وہ اسے کہتا رہے میں نے ضروری کاغذات کے ساتھ اسے لفافے میں رکھا اور اس پر سان سالواڈور کے انٹرنیشنل ہوٹل کا پتہ دیا۔

باقی پروگرام میں نے دس بجے تک مکمل کئے آخر میرا کام ختم ہوا۔ میں نے ڈل والا لفافہ میامی کے ایرپورٹ پر ایک پہچان والی ایئر ہوسٹس کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اگلی صبح ڈل کو مل سکے۔

جب میں واپس گھر پہنچا تو ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔

روڈا ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی۔

"اتنی دیر کر دی۔" وہ ٹی وی پر سے نظریں اٹھائے بغیر بولی "اب تھوڑی دیر خاموش ہی رہنا۔ کلائمکس چل رہا ہے۔"

میں کچن میں گیا اور چاروں طرف نظر ڈالی۔

کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔

"تم نے کچھ لایا نہیں تھا؟" میں نے روڈا کو آواز دی

"نہیں۔ بھول گئی۔ اب ڈسٹرب مت کرو۔"

میں نے وہسکی کا ایک ڈبل پیگ بنایا۔ جو کسی خچر کو بھی مدہوش کر دینے کے لئے کافی تھا۔ پھر میں نے سٹرکی سبزی کا بند ڈبہ کھولا اور بغیر گرم کئے ہی کھانا شروع کر دیا۔

جب میں نے کھانا ختم کیا تو روڈا بھی ٹی وی بند کر کے کچن میں آ پہنچی۔ وہ اپنے کولہوں پر ہاتھ رکھے دروازے کے پاس تنی کھڑی تھی اس کے اس انداز کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ اب مصیبت آ گئی۔

"تو وہ بدشکل تمہارے فون کا جواب دیتا ہے" وہ بولی "خود کو بہت بڑا آدمی سمجھنے لگے ہو گے۔"

مجھے اسی کی امید تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ روڈا نے فوراً ہی وال کی آواز پہچان لی ہو گی۔

"مسز وڈل اتفاقاً آفس میں موجود تھیں۔" میں نے گلاس دھوتے ہوئے کہا۔ چونکہ میں ٹیلیکس مشین پر مصروف تھا اس لئے فون انہوں نے اٹھا لیا۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ وہ رنڈی باہر گئی ہوئی ہے۔"

"اتنی زیادہ کمینگی کا مظاہرہ مت کرو روڈا۔" میں بولا۔ "میں نے تمہیں یہ کہا تھا کہ وہ زیادہ تر باہر رہتی ہے۔ اس وقت تو وہ یہیں ہے۔

وہ یہ دیکھنے آئی تھی کہ آفس مجھے پسند آیا یا نہیں۔"
"تمہاری یہ ہمت کہ تم مجھے کمینہ کہو!" روڈا چلائی۔ "اگر کوئی کمینہ ہو سکتا ہے تو وہ بھی تمہاری بدشکل امیرزادی ہے جو اگر رنڈی نہیں تو کم سے کم نظر تو رنڈی ہی آتی ہے۔"
"جو مرضی ہے بکتے جاؤ۔" میں بولا۔ "میں تو سونے جا رہا ہوں۔ دن بھر کام کر کے تھک چکا ہوں۔"
"تھک چکے ہو؟ ضرور تھکے ہو گے۔" وہ پھر چلائی۔ "اب تک کام کر رہے تھے! میں شرط بد سکتی ہوں کہ تم وہاں اس رنڈی کو رگڑ رہے تھے!"
مجھے اتنی شراب نہیں پینی چاہئے تھی۔ کیونکہ میں وہ کر بیٹھا جو کہ مجھے زیب نہ دیتا تھا۔ میں نے اس کے چہرے پر اتنا زوردار تھپڑ رسید کیا کہ وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے لیونگ روم میں جا گری۔ اور وہیں فرش پہ بیٹھی رہی۔
وہ وہیں بیٹھی آنکھیں پھاڑے حیرت سے مجھے دیکھتی رہی۔
میں اس کی بغل سے گذر کر بیڈ روم میں آ گیا۔ مجھے خود سے نفرت ہو رہی تھی۔ میں نے بستر پر بیٹھ کر ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا۔ کچھ دیر بعد وہ بھی بیڈ روم میں آ گئی اور مجھ سے کچھ دور کھڑے ہو کر لباس اتارنے لگی رہ رہ کر اس کی سسکیوں کی آواز میرے کانوں میں آ رہی تھی۔
لیکن مجھے اس پر کوئی رحم نہ آیا۔ میں خود اپنی ناکامی سے پریشان تھا۔ مجھے احساس ہو چکا تھا کہ ڈالی کے ساتھ ہمبستری وڈل کے گھر میں ممکن نہیں۔ مجھے کوئی اور پلان بنانا ہو گا۔

اچانک وہ روتی آواز میں بولی۔

"نکلے مجھے ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا۔ تم مجھ پر ہاتھ اٹھانے میں حق بجانب تھے۔ میں اسی کی مستحق تھی۔!"

مجھے چاہئے تھا کہ میں اسے باہوں میں لے کر اپنی زیادتی کیلئے نادم ہوتا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ سخت لہجے میں بولا۔ "اب اسے بھول جاؤ۔"

میں بھی لباس اتارنے لگا۔

"تم نے مجھے بہت زور سے مارا" روڈا بولی

"تم نے بھی مجھے کافی تکلیف پہنچائی ہے روڈا!" میں نے پاجامہ پہنتے ہوئے کہا "اب اسے بھول جاؤ۔"

بعد میں جب ہم بستر پر ساتھ لیٹے ہوئے تھے تو وہ میری طرف کھسکی۔ لیکن میں نے اسے پرے ہٹا دیا۔

"اب سو جاؤ" میں نے کہا ہو سکتا ہے تمہیں تھکان نہ ہو لیکن میں سونا چاہتا ہوں

یہ بھی میری غلطی تھی۔ لیکن وال کے معاملے میں مایوسی نے مجھے خودغرض اور سنگدل بنا دیا تھا۔

اس رات میں کافی دیر تک جاگتا رہا۔ دوسرے دن کے کام کا خوف مجھ پر سوار تھا۔ وال کی بھوہڑ ٹائپنگ.... اور مجھے قریب نہ آنے دینا.... یہی چیزیں میرے اعصاب پر سوار رہیں۔

روڈا جلد ہی سو گئی۔ وہ نیند میں ہلکے ہلکے خراٹے لیا کرتی تھی جو کہ آج سے قبل مجھے کبھی اتنے ناگوار نہیں گزرے۔ ایک بار تو میرا جی چاہا

کہ میں اسے جگا ہی دوں۔ لیکن نہ جانے کیوں میں اس اقدام سے باز رہا
صبح میں ساڑھے چھ بجے ہی جاگ گیا۔ میں آہستگی سے کہ روڈا نہ
جاگ جائے بستر سے اترا اور باتھ روم میں گھس گیا۔ شیو غسل وغیرہ
سے فراغت پاکر میں نے لباس تبدیل کیا اور کچن میں آگیا۔ میں نے
اپنے لئے چائے تیار کی۔ توسٹ بنانے کے لیے ڈبل روٹی ہی نہ تھی۔
سگرٹوں کا ایک پیکیٹ میز پر پڑا تھا۔ اپنے لئے سگریٹ لانا وہ نہیں بھولی
تھی۔

جب میں پیالہ اور پلیٹ واش بیسن میں رکھ رہا تھا وہ آنکھیں ملتی
ہوئی کچن میں آپہنچی۔ مجھے وہ کافی بھدی نظر آئی۔

"اتنی جلد اٹھ گئے؟" اس نے سوال کیا۔

"میں آفس جا رہا ہوں۔ میرے پاس آج بھی بہت کام ہے۔ آج
واپس آتے وقت مکھن اور ڈبل روٹی لانا نہ بھولنا۔ اگر مجھے دیر ہوئی
تو تمہیں فون کر دوں گا۔"

"اوہ کلے!" وہ بولی۔ "میں تو سوچتی ہوں کہ تم نے یہ کام نہ قبول
کیا ہوتا تو بہتر تھا...... مجھے یقین ہے کہ تم نے غلط فیصلہ کر لیا ہے۔"

اچانک میں نے بے چینی کے ساتھ سوچا کہ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔
لیکن اب تو میں کنٹریکٹ پر دستخط کر چکا تھا۔

"کار تمہیں کیسی لگی؟" میں نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔ "اچھی ہے
نا؟ اخبارات کو ملیں گے۔"

اور میں باہر نکل آیا۔

وال سوا دس بجے کے قریب آفس میں آئی۔

"ڈارلنگ مجھے افسوس ہے کہ مجھے دیر ہو گئی۔" وہ بولی اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ "رات ان بوڑھوں نے بہت بور کیا۔ اس لئے آج میں وقت پر نہ اٹھ سکی۔"

میں ساڑھے سات بجے سے کام پر لگا ہوا تھا۔ میں نے چھ پروگرام ٹائپنگ سمیت مکمل کر دیئے تھے۔ اب مجھے چار ویزا بنوانے تھے۔

"آج بھی ویزا بنوانے ہیں۔ تم لوکاس سے کہہ کر ایک نوکر کا بندوبست کر سکتی ہو؟"

اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"میں؟ مجھے کوئی اختیار نہیں۔"

"او کے تو میں بغیر اختیار کے ہی ایک چپراسی رکھ لیتا ہوں۔"

میں نے ایک نوکری دلوانے والی ایجنسی کو فون کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ مجھے ایک ہوشیار لڑکے کی ضرورت ہے جو ڈاک یہاں سے وہاں لے جا سکے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایک گھنٹے تک کسی کو بھیج دیں گے۔ تنخواہ ساٹھ ڈالر فی ہفتہ ہوگی۔ ایک طالب علم اس قسم کے پارٹ ٹائم کام کا طلبگار تھا۔

میں ٹیلیکس مشین کے پاس گیا اور ڈول کو یہ ٹیلیکس بھیجا۔

"ایک چپراسی رکھنے کے لئے آپ کی اجازت درکار ہے۔ خرچ ساٹھ ڈالر فی ہفتہ ہوگا۔ اشد ضروری بر ڈان۔"

وال خاموشی سے میری کارگذاری دیکھتی رہی۔

"چلو ایک کام تو ہوا۔" میں نے کہا۔ "اگر تمہارے شوہر نے شور مچایا

تو اس کی تنخواہ میں اپنی جیب سے ادا کر دوں گا۔"
"وہ ایسے پسند نہیں کرے گا۔"
"نہ کرے۔ وال یہ تو بتاؤ یہ کون لوگ ہیں جو اس کے خرچ پر اتنی موج اڑاتے پھرتے ہیں۔"
"ہنری جن سرکاری افسروں سے کام لیتا ہے ان کو نقد رشوت دینے کی بجائے سیر و تفریح مفت کروا دیتا ہے" وہ ہنسی " ان کا ضمیر بھی خاموش رہتا ہے اور اس کا کام نکل جاتا ہے۔"
"لیکن اسے رشوت دینے کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟"
"ضروری جانکاری حاصل کرنے کے لئے۔"
"تمہیں معلوم ہے اب سب کمپنیاں اسے چھ ماہی قرض دینے کی بجائے ماہواری ادائیگی پر مجبور کرنے کی سوچ رہی ہیں؟"
"نہیں!"
"کیا وہ کسی مصیبت میں ہے؟" میں نے پوچھا۔
"کیسی مصیبت؟"
"مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسکا دیوالہ نکلنے والا ہے۔"
اس نے انکار میں سر ہلا یا۔
"نہیں۔ وہ کروڑپتی ہے۔
اس سے پہلے کئی کروڑپتی دیوالیہ ہو چکے ہیں یہ کوئی نئی بات تو نہیں!"
وال! مجھے اسکا تو فکر نہیں۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو تمہارا کیا ہو گا؟"
ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ شیطان کی طرح عیار ہے۔ وہ نقصان اٹھا ہی

نہیں سکتا۔"

اسی وقت انٹر کام کا بزر بج اٹھا۔ ڈائریکٹر نے مجھے مطلع کیا کہ وہ دو پروگرام ضروری کارروائیوں کے لئے بھیج رہا ہے۔

وال نے اپنی اسی سست رفتاری سے ٹائپ کرنا شروع کر دیا تھا اسی بیچ ایک لڑکی آ کر تین لفافے میری میز پر رکھ گئی۔ میں انہیں دیکھنے لگا۔ وال لفظ دیکھ دیکھ انگلیاں چلا رہی تھی۔ اس کی سست رفتاری میرے اعصاب پر سوار ہونے لگی۔ آخر میں نہ برداشت کر سکا۔

"وال اس طرح کام ہونا مشکل ہے۔ مجھے ایک تیز ٹائپسٹ کی ضرورت ہے تمہاری پریکٹس چھوٹ چکی ہے۔ ہم اس طرح کیسے کام چلا سکتے ہیں ...... میرا مطلب تمہاری دل آزاری نہیں لیکن ......"

اس کے چہرے پر شرمندگی اور مایوسی کے آثار ابھر آئے۔ اس نے ٹائپ رائٹر پر اپنے ہاتھ رکھ کر ان پر اپنا چہرہ رکھ لیا اور ہچکیاں لے لیکر رونے لگی۔

میں اپنا جملہ نامکمل چھوڑ کر ہی اٹھا اور اس کے قریب جا کھڑا ہوا۔

"وال مجھے معاف کر دو۔" اس کی حالت دیکھ کر میرے غصے کی جگہ رحم اور ہمدردی نے لے لی" میں تمہارے دل پر کوئی چوٹ نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ ڈارلنگ اب پریشان مت ہو۔ ہم کوئی نہ کوئی راہ نکال لینگے"

اس نے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں سے مایوسی جھانک رہی تھی۔

"کیا تم سمجھ نہیں سکتے کہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ بولی۔ "کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ٹائپ کرنا بھول گئی ہوں؟ کیا تم اپنی آنکھوں کے سامنے اس جنگ کو نہیں دیکھ سکتے جو میں اس کے خلاف کر رہی ہوں؟"

"جنگ ؟" میں اسے بے بسی سے دیکھتا ہوا بولا۔ "مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔"

اس نے مایوسی سے ہاتھ جھٹکے۔

"میں نے تمہیں کئی بار سمجھانے کی کوشش کی ہے کلے لیکن نہ جانے کیوں تم اب تک نہیں سمجھ سکے!"

وہ آگے کی طرف جھک کر مجھے گھورتی ہوئی بولی۔

"وہ مجھے سزا دے رہا ہے۔ میں ٹائپ کرنے بیٹھتی ہی ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں اس کے زیر اثر ہوں وہ مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں غلطیاں کروں۔ وہ مجھے حکم دیتا ہے کہ میں انگلیاں تیز نہ چلاؤں یہ ایک قسم کی جنگ ہے کلے جو مجھے اس کی سلطانی قوت سے کرنی پڑ رہی ہے۔ اسی نے مجھے آج صبح دیر تک سونے پر مجبور کیا تاکہ میں وقت پر نہ اسکول پہنچ سکوں۔ وہی تھا جس نے مجھے کل پام بیچ مارکیٹ جانے اور میری خواہش کے خلاف خریداری کرنے پر مجبور کیا۔ وہ میری قوت اعتماد ختم کر دینا چاہتا ہے...... چونکہ میں ذہنی طور پر اس سے مزاحمت جاری رکھے ہوئے ہوں اس لئے وہ مجھے سزا دینی چاہتا ہے:

ٹرپی اور سیونگالی!

شیطان اور بدروحیں!

پھر وہی موضوع آن موجود ہوا تھا۔

"لیکن وال۔ وہ تمہیں سزا کیوں دینا چاہے گا!

اس نے ایک ہاتھ کا گھونسہ بنا کر دوسری ہتھیلی پر مارا۔

"میں اس سے جسمانی تعلقات نہیں قائم کروں گی چاہے جو بھی ہو!

پہلی رات کے بعد ...... نہیں پھر کبھی نہیں ... کلیے میں بتا نہیں سکتی کہ اس نے
میرا کیا حشر کر دیا تھا ...... وہ مجھ سے ہمبستر ہونا چاہتا ہے۔ لیکن میں
اس کی اجازت نہیں دیتی ......"

ٹیلیکس کی مشین کھٹ کھٹ کرنے لگی۔

"وہی ہو گا۔" اس نے خوف زدہ آواز میں کہا۔ "وہ جان چکا ہے کہ
وہ مجھے سزا دینے کی کامیاب رہا۔"

مشین نے پیغام ٹائپ کرنا بند کر دیا۔

"جا کر دیکھ لو۔" وہ بولی۔

دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ میں مشین تک پہنچا اور میں نے موصول شدہ
پیغام پڑھا

"چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے مجھے پریشان کرنے کی ضرورت نہیں
زائد اشاعت جتنا بھی ضروری ہو رکھ لو۔ اگر مسز وڈل کو ٹائپنگ کے لئے
مدد کی ضرورت ہو تو ایک ٹائپسٹ بھی رکھ سکتے ہو۔

ایچ ڈی"

میں نے کاغذ نکال کر دال کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے اسے پڑھا۔
ہم دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔

"دیکھا" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "وہ جان گیا ہے کہ وہ
کامیاب رہا ہے۔ اب تو تمہیں یقین نہیں آیا؟ اب تم بھی یہ سوچتے ہو
کہ میں یونہی اعصابی تناؤ کا شکار ہوں؟ کیا تمہیں یقین نہیں کہ میں ذہنی
طور پر اس کے مکمل اختیار میں ہوں ...... اس نے میرے دماغ پر تسلط
جما رکھا ہے۔"

"لیکن تمہاری مدد کرنے کا کوئی تو راستہ ہوگا وال؟"

"پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں مجھ پر یقین آیا یا نہیں؟"

"یقین تو ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس نے تمہیں عمل تنویم (ہپناٹزم) کے ذریعے اپنے تابع فرمان کر رکھا ہے۔ لیکن میں تمہاری مدد کس طرح کر سکتا ہوں؟"

اس نے بے بسی سے سر ہلایا۔

"تم کچھ نہیں کر سکتے! کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے سوچا تھا کہ اپنی قوت ارادی کے بل پر میں اس کا مقابلہ کر لوں گی۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا" اس نے کمرے کے دوسرے سرے پر نظریں جمائیں اور بڑبڑاتے ہوئے بولی۔ "اب میں تاحیات اس کی غلام بنی رہوں گی! ہاں... اب اس کا تسلط اس کی یا میری موت کے بعد ہی ختم ہو سکتا ہے!"

مجھے یاد آیا کہ ڈائیر نے مجھے کہا تھا کہ ایک بار چٹکی بجاتے ہی وہ ٹرانس (تنویمی کیفیت) میں چلی گئی تھی۔ کچھ سوچے سمجھے بغیر میں نے اپنا ہاتھ اٹھایا۔

"وال۔ ذرا میری طرف دیکھو۔" میں نے کہا۔

اور میں نے انگوٹھے اور تیسری انگلی کو ملا کر ایک زوردار چٹکی بجا دی!!

میری میز کی گھڑی نے سوا ایک بجائے۔

وال کے خطرناک ردعمل نے میرے ہوش اڑا دیئے تھے۔ دو گھنٹے بعد بھی میں اب تک کام شروع کرنے کے قابل نہیں ہوا تھا۔

آخر میں نے کیا کر دیا تھا؟ میں نے خود سے سوال کیا۔ میرے چٹکی بجانے سے کون سی شیطانی قوتیں بروئے کار ہو گئیں؟ حالانکہ مجھے ڈائیر نے

خبردار کیا تھا کہ چٹکی بجانے کا وار اس پر اثر پڑ سکتا ہے لیکن مجھے امید نہ تھی کہ ردعمل اتنا زبردست ہوگا یکلخت اس کے چہرے سے ہوش و حواس کے سب آثار غائب ہو گئے۔ آنکھیں خالی اور بے جان سی نظر آنے لگیں۔ اس کے گھورنے کا انداز بھی اندھوں کا سا معلوم ہونے لگا۔

وہ آگے کی طرف جھکی اور میری پشت کی طرف دیوار پر نظریں جمائے سانپ کی طرح پھنکاری "میں تمہیں مار ڈالوں گی! تمہاری زندگی میں میں آزاد نہیں ہو سکتی۔ تمہاری موت میں ہی میری نجات ہے!"

میں پتھر کی طرح ساکت کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

"تم مجھ پر ہنس رہے ہو؟" اس نے اس طرح کہا جیسے وہ اپنے سامنے کسی نادیدہ شے سے ہم کلام ہو۔ "خوب ہنس لو.... شیطان تم نے مجھے تباہ کر دیا۔ اب میں تمہیں تباہ کر دوں گی۔"

وہ دونوں ہاتھ پنجوں کی شکل میں پھیلائے دیوار کی طرف لپکی۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ پیچھے ہٹی۔ پھر دوبارہ اس نے دیوار پر کسی شے کو پکڑنے کی کوشش کی دوسرے لمحہ وہ مخالف سمت میں زور لگانے لگی "مجھے چھوڑ دو" وہ اب اس نادیدہ شے سے چھوٹنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی "میں تمہیں مار ڈالوں گی۔"

یہ منظر اتنا لرزہ خیز تھا کہ میں اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر سکا۔

اچانک اس نے ایک گھٹی ہوئی چیخ بلند کی اور فرش پر گر گئی۔

اس کے ہاتھ اپنے گلے پر اس طرح رکھے گویا وہ خود کو کسی کی گرفت سے بچانا چاہتی ہو۔

اس کے چہرے پر دہشت کے آثار نے مجھے بیدار کر دیا۔ میں نے

آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھام لئے اور جھنجھوڑ کر کہا۔ "وال" اس نے میرے چہرے پر ایک زبردست تھپڑ رسید کر دیا۔ ایک لمحہ کے لئے تو میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور دونوں ہاتھ اس طرح آگے کی طرف بڑھائے گویا کسی کو روکنا چاہتی ہو۔ پھر وہ دھڑام سے نیچے گر گئی اس کے سر کا پچھلا حصہ میز کے پائے سے ٹکرایا۔ اور اس کی آنکھیں الٹ گئیں۔

دھڑکتے ہوئے دل اور بڑھتے ہوئے خوف کے ساتھ میں لپک کر اس کے قریب پہنچا۔ اس کا سانس چل رہا تھا لیکن وہ بیہوش معلوم ہو رہی تھی۔

لڑکھڑاتے قدموں سے میں واپس اپنی میز پر آیا اور انٹر کام پر ڈاکٹر کا نمبر دبایا

"کون ہے؟" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں لنچ لینے جا رہا ہوں۔"

"برڈن" میں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "مسز وڈل کو ایک حادثہ پیش آگیا ہے۔ فوراً مدد بھیجو۔ ڈاکٹر کو فون کر دو۔"

"کیا وہ زخمی ہو گئی ہیں؟" اس کی آواز میں تشویش تھی۔

"ہاں۔ ڈاکٹر کو بلاؤ۔"

"فوراً بلا رہا ہوں۔"

جب میں نے سلسلہ منقطع کیا تو مجھے وال کے کراہنے کی آواز آئی۔ میں اس کے قریب گیا تو دیکھا کہ اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ مجھے دیکھ کر اس نے کہا۔ "میرا سر بہت دکھ رہا ہے کیا ہو گیا تھا؟"

"تم گر پڑی تھیں۔" میں نے جواب دیا۔ "اب ہلو جلو مت ڈاکٹر آ رہا ہے۔"

اس نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ اس کی گرفت اتنی سخت تھی کہ مجھے اپنی کلائی میں چبھن محسوس ہونے لگی۔

"وہ یہاں تھا! تم نے دیکھا تھا نا؟" وہ کانپ کر بولی۔ "وہ مجھے مار ڈالنا چاہتا تھا۔ کلے! مجھے اکیلی چھوڑ کر مت جانا۔"

"نہیں جاؤں گا۔ تم کچھ دیر خاموش رہو۔ ڈاکٹر آنے ہی والا ہوگا"

اس نے لمبی سانس لی اور بڑبڑا کر کچھ الفاظ کہے جو کہ میری سمجھ میں نہیں آ سکے۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں شاید وہ پھر بے ہوش ہو گئی تھی۔

دروازہ کھلا اور ایک سفید بالوں والی ادھیڑ عمر عورت اندر داخل ہوئی۔ اس نے وال کے قریب بیٹھ کر اس کا معائنہ کیا۔ نبض دیکھی اور بولی۔

"میں مسز کلیمنٹ ہوں۔ مسٹر ڈل کی ہاؤس کیپر! (گھر یلو نگراں)" وہ بولی۔ "اب آپ سب کچھ مجھ پر چھوڑ سکتے ہیں مسٹر برڈن۔"

"ان کا سر میز سے ٹکرا گیا تھا" میں نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ میری آواز بھرائی ہوئی تھی۔ "کیا آپ کو یقین ہے کہ یہاں میری ضرورت نہیں؟"

"ڈاکٹر آ رہا ہے تب تک یہ اسی حالت میں رہیں تو بہتر ہے۔"

میں راہداری سے ہوتا ہوا نیچے ہال سے باہر نکلا اور باغیچے میں آ گیا

"برڈن؟"

میں مڑا
ڈائر میری طرف آ رہا تھا۔ "کیا ہو گیا تھا؟" اس نے پوچھا۔
میں نے اسے سچ بتا دینا ہی بہتر سمجھا۔
"وہ تنویمی کیفیت میں آ گئی تھی۔ اسی حالت میں وہ گری۔ اسکا سر میز سے ٹکرایا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔
وہ مجھے غور سے دیکھتا رہا۔
"تم بہت گھبرائے ہوئے لگ رہے ہو دوست! تمہیں ایک جام کی ضرورت ہے آؤ میری آفس میں آؤ۔
وہ مجھے ساتھ لئے ہوئے آفس کی طرف آیا۔ اسی وقت مجھے ایک کار کے آنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے مڑ کر دیکھا۔
"ڈاکٹر فونٹین" ڈائر بولا۔ "وہ اسے دیکھ لے گا۔"
ہم اس کی آفس میں آئے۔ اس نے وسکی کے دو تگڑے جام بنائے میں نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنا گلاس لے لیا۔
"بیٹھو۔ تم تو یوں خوفزدہ ہو جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔"
میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ اس کا اندازہ مخلصانہ لگ رہا تھا۔
"تم نے ہی اسے اس حالت میں پہنچایا تھا۔" اس نے مجھے چٹکی بجا کر دکھاتے ہوئے پوچھا۔
میں نے اثبات میں سر ہلایا
"لیکن بے خیالی میں۔" میں اسے یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ میں نے جان بوجھ کر چٹکی بجائی تھی ڈائر نے سر ہلایا۔

"ہاں مجھ سے بھی ایسا ہو گیا تھا۔ تمہیں ٹنی کو بتانا ہو گا برڈن"
مجھے وڈل سے گفتگو کرنے کے خیال سے ہی وحشت ہونے لگی۔
"کیوں نہ ڈاکٹر ہی اسے مسز وڈل کی حالت کے بارے میں مطلع کرے"
"وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ٹنی پھر بھی تم سے جاننا چاہے گا کہ یہ کیسے ہوا۔ اور جام لو گے؟"
"نہیں شکریہ۔"
"اوہ اب آؤ بھی۔ تمہیں ایک پیگ کی اور ضرورت ہے۔" اس نے دو اور پیگ بنائے "برڈن۔ وہ چابی والی بات کسی سے نہ کہنا! وڈل یہ سنتے ہی بھڑک اٹھے گا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ تم اسے یہ کہو کہ مسز وڈل اچانک غش کھا کر گر پڑیں۔"
میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میں کبھی ڈائیر کو پسند کر سکوں گا۔ لیکن اب وہ مجھے اچھا لگنے لگا تھا۔
"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" میں نے کہا۔ "میں یہی کہوں گا۔"
"لیکن ہے بڑی عجیب بات! کیا خیال ہے تمہارا؟ لگتا ہے اسے ہپناٹائز کر دیا گیا ہو! کبھی کبھی میں ٹنی کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں کسی کو بھی ہپناٹائز کرنے کی قوت ہے! اس کی آنکھیں! اس سے نظریں ملاتے ہی جسم میں جھنجھناہٹ دوڑ جاتی کیا وہ مسز وڈل کو ہپناٹائز کر رہا ہو گا؟"
"اسے اس کی کیا ضرورت ہے؟"
"یہی میں بھی سوچ رہا ہوں۔" وہ بولا۔ "میں نے اس بارے میں اپنے ایک دوست ڈاکٹر راباچ سے گفتگو کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ

مسز وڈل کے قسم کی عورتیں مزاجاً سرد ہوتی ہیں یعنی ان کی نفسانی خواہش کافی کم ہوتی ہے ڈاکٹر راباچ اپنا علاج ہپناٹزم کے ذریعے بھی کرتا ہے۔" میں نے اسے گھورا۔

"تو تم نے اسے مسز وڈل کا نام بتا دیا ؟"

"نہیں۔ یہ موضوع تو سرسری طور پر گفتگو میں آیا تھا۔ وہ مجھے ایک عجیب کہانی سنا رہا تھا۔ ایک ایسے شخص کی کہانی جو ہپناٹزم کا ماہر تھا لیکن اس کی عورت سرد تھی اس لئے وہ ہپناٹزم کے ذریعے اسے ہمبستری پر آمادہ کر لیتا تھا۔ اس میں وہ کافی کامیاب بھی رہا۔

اس عورت کو یہ یاد بھی نہیں رہتا تھا کہ اس کے ساتھ ہمبستری کی گئی ہے۔ لیکن کچھ عرصے بعد وہ ہسٹریا اور دماغی مرض میں مبتلا ہو گئی۔ راباچ کو اس کے شوہر سے گفتگو کرنی پڑی۔ اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید وڈل بھی اپنی بیوی سے اس کی مرضی کے خلاف اپنی خواہش پوری کرتا ہو!"

میں برف کی طرح منجمد ہو گیا۔

کیا وال کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا تھا

"میں اس سے کبھی جسمانی تعلقات نہیں قائم کرونگی" میرے کانوں میں اس کی آواز گونج اٹھی۔

"ارے ؟ کیا ہو گیا تمہیں ؟ تمہاری تو حالت بد ہو رہی ہے! بہتر ہو گا تم گھر چلے جاؤ۔"

میں نے کچھ وہسکی اور لی۔

"ہاں میں گھبرا گیا ہوں۔ جب اس کا سر میز سے ٹکرایا تو میں نے سمجھا کہ وہ مر جائے گی۔"

"تم اب گھر جاؤ۔"

"نہیں میرا کام ابھی تک باقی ہے۔"

"ڈاکٹر سے کہہ دینا کہ وہ ٹنی کو مطلع کر دے۔"

خوش قسمتی سے ڈاکٹر مجھے کوٹھی کے دروازے پر ہی مل گیا۔ وہ واپس جا رہا تھا۔ ڈاکٹر فونٹن کا سراپا بگلے سے مشابہ تھا۔ پتلا لمبا اور نیچے کی طرف جھکی ہوئی ناک۔

میں نے اپنا تعارف کروایا۔ "اب مسز رڈل کیسی ہیں ڈاکٹر؟"

"ان کے سر کے پچھلے حصے میں تھوڑا زخم ہو گیا ہے لیکن خطرے کی کوئی بات نہیں۔ چند دنوں میں ٹھیک ہو جائیں گی۔"

"مسٹر رڈل کو مطلع کر دینا چاہئے۔"

وہ تلخی سے مسکرایا۔ "یہ میں کر چکا ہوں۔"

پھر وہ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

میں اپنی آفس میں آ کر اپنی میز پر بیٹھ گیا۔ میرا دماغ چکرا رہا تھا۔ مجھے بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ نہ جانے کیوں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کال رڈل کی ہو گی۔ میں نے ایک لمحہ کی ہچکچاہٹ کے بعد ریسیور اٹھا لیا۔

"براڈن" اس کی جھنجھلاتی ہوئی آواز میرے اعصاب سے ٹکرائی

"جی ہاں مسٹر رڈل۔"

"

"کیا ہوگیا تھا؟ وہ احمق ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ مسز وڈل بے ہوش ہوگئی تھیں۔ پہلے تو کبھی ایسا نہ ہوا۔ تم تو اس وقت وہیں تھے۔ کیا ہوا تھا؟"

میں نے اپنے سوکھے لبوں پر زبان پھیری۔

میں ٹھیک سے نہیں کہہ سکتا۔ میں ٹیلیکس کی مشین پر کام کر رہا تھا کہ مجھے ان کے اٹھنے اور پھر گرنے کی آواز آئی۔

"تمہاری رائے میں وہ بیہوش ہوگئی تھی؟"

"جی ہاں۔"

ایک لمحہ خاموشی رہی۔ پھر اس کا جھنگھاڑتا ہوا قہقہہ سنائی دیا۔

"عورتیں!" وہ بولا "خدا بچائے ان سے۔ وہ کام ٹھیک کر رہی تھیں؟"

"جی ہاں مسٹر وڈل۔"

"برڈن! تمہیں یاد ہے میں نے کیا کہا تھا؟ میں صرف سچائی سننا پسند کرتا ہوں۔" اس کی آواز میں سختی آگئی۔ "میں اپنا سوال پھر دہراؤں گا۔ کیا وہ کام چلا سکتی ہے؟"

میں دوبارہ اسے وہی جواب دینے والا تھا کہ مجھے یاد آیا کہ وال کا ٹائپ کیا ہوا ایک پروگرام میں اسے بھیج چکا تھا۔ اسلئے دروغ گوئی سے کام نہیں چل سکتا تھا۔

"جناب! اصل میں ان کی پریکٹس نہیں رہی۔ کچھ دنوں میں سنبھال لیں گی۔"

اسے چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ وہ کام سنبھالنے کی قابلیت رکھتی ہیں یا۔"

"کام سنبھالنے کے لئے انہیں نہیں بلکہ مجھے قابل ہونا چاہیئے مسٹر ڈڈل" وہ ہنسا۔

"بہت چالاک ہو۔ خیر ڈاکٹر نے کہا ہے کہ وہ کچھ روز کام نہیں کر سکیں گی۔ تم اپنے لئے ایک سکرٹری رکھ لو۔ میری بیوی جلد ہی کام سے تنگ آ جائے گی۔ میں عورتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ پہلے تو وہ کام کے لئے شور مچاتی ہیں اور جب انہیں کام دیا جائے تو انہیں غش آنے لگتی ہے"

مجھے اس پر اتنا غصہ آیا کہ اگر وہ میرے سامنے ہوتا تو میں اسے مار بیٹھتا۔

"بہت اچھا مسٹر ڈڈل۔ میں ایک سکرٹری رکھ لوں گا"

"برڈن۔ میں عمدہ کام چاہتا ہوں۔ اس کا خیال رہے" اور اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

میں نے بقایا پروگراموں کی طرف دیکھا۔ اس وقت میرے پاس ان باتوں پر غور کرنے کا وقت نہ تھا۔ مجھے کام مکمل کرنا تھا۔

میں نے پھر ایمپلائمنٹ ایجنسی کا نمبر ملایا اور انہیں کہا کہ مجھے وقتی طور پر ایک ٹاپ کلاس سکرٹری مہیا کریں۔

"یہ اشد ضروری ہے" میں نے کہا "اسے فوراً ٹیکسی میں بٹھا کر مسٹر ڈڈل کی رہائش گاہ پر بھیج دیجئے"

انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ آدھ گھنٹے میں ایک لڑکی پہنچ جائیگی "میں آپ کے پاس کوئی ہیلن کو بھیج رہا ہوں" وہاں کا منیجر بولا "بہت ہی عمدہ سکرٹری ہے۔ آپ کو کتنے عرصے کے لئے اسکی خدمات

درکار ہوں گی ؟"

"ایک یا دو ہفتے ۔ میں صحیح نہیں کہہ سکتا ۔

"ٹھیک ہے مسٹر براڈن ۔ وہ جلد ہی پہنچ جائے گی ۔ اور وہاں وہ لڑکا آیا ؟ میسنجر جس کے لئے آپ نے کہا تھا ؟"

" ابھی تو نہیں ۔"

" وہ کسی بھی لمحے پہنچتا ہی ہوگا ۔ میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ لنچ لے کر آپ کے یہاں پہنچے ۔"

دس منٹ بعد ہی وہ لڑکا آپہنچا ۔ اس کا نام رے پوٹر تھا ۔ سترہ اٹھارہ سال کا صحت مند اور خوش مزاج لڑکا تھا ۔

میں نے اسے ویزہ بنوانے کا طریقہ سمجھایا اور پاسپورٹ دے کر سیامی بھیج دیا ۔

میں اب فلائیٹ اور ہوٹلوں کی بکنگ میں مصروف ہوگیا ۔ میں اپنے کام میں اتنا کھو گیا تھا کہ مجھے وال کے بارے میں سوچنے کا وقت ہی نہیں ملا ۔

کوفی ہیگن بھی آپہنچی ۔ وہ تقریباً بیس سال کی بے حد موٹی لڑکی تھی اس علاقے میں ویسے ہی موٹی عورتوں کی بھرمار تھی لیکن اتنی موٹی عورت اب تک میری نظروں سے نہیں گذری تھی ۔ اس کا چہرہ گول اور بیش مکھ سا تھا ۔ میں نے اسے پہلی ہی نظر میں پسند کیا ۔ اور موٹی لڑکیوں کی طرح اس نے تنگ قمیص اور پتلون پہن رکھی تھی ۔ اسکا قمیص نما بلاؤز بڑی مشکلوں سے اس کی زبردست چھاتیوں کو سنبھالے ہوئے تھا ۔

میں نے اسے تین پروگرام ٹائپ کرنے کے لئے دیئے جیسے ہی اس کی

موٹی انگلیاں ٹائپ رائٹر پر چلیں میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ مجھے مطلوبہ اسسٹنٹ مل گئی تھی۔

اس نے پندرہ منٹ میں تینوں پروگرام ٹائپ کر لئے۔

ان پر ایک نظر ڈالتے ہی میں نے دیکھ لیا کہ اس کی ٹائپنگ بے داغ تھی۔ اس کے بعد میں نے اسے کچھ فلائیٹ بک کرنے کیلئے کہا۔

ہم پونے پانچ بجے تک کام میں لگے رہے۔ پانچ بجے کے قریب بوڑھی ڈیزرے نے ٹرا گیا۔ میں نے اسے پروگرام کی چار نقول چار ہوٹلوں میں پہنچانے کے لئے کہا۔ ساتھ ہی اسے یہ یقین بھی دلایا کہ کل سے اتنا کام نہ ہوگا۔

"میں کام کی پرواہ نہیں کرتا مسٹر برٹن!" وہ مسکرا کر بولا۔ "میں اپنی تنخواہ کی ایک ایک پائی کما کر کھانا چاہتا ہوں۔"

اس کے جانے کے بعد کونی نے اپنے ہینڈ بیگ سے موی کاغذ میں لپیٹے چند سینڈوچ نکالے۔

"مسٹر برٹن ایک لے لیجئے۔" اس نے کہا۔ "میں شام کے وقت ہلکا ناشتہ پسند کرتی ہوں۔"

"نہیں شکریہ۔ کام تو تقریباً ختم ہو گیا۔" میں نے اپنی میز پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے سینڈوچ کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھا اسے چبایا اور پھر خوش ہو کر سر ہلایا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا کہ میں سٹروڈل کے لئے کام کر رہی ہوں۔"

وہ سمنہ چلاتے ہوئے بولی "کتنی شاندار آفس ہے۔ آج میں جب اپنے بوائے فرینڈ کو بتادوں گی تو وہ حیرت سے دنگ رہ جائے گا۔"

اس ریمارک نے مرا موڈ خراب کردیا۔ میں ڈول کی تعریف اور مدح سرائی سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"اچھا اچھا۔ اب ختم کرو۔ چھ بجنے والے ہیں۔"

میں نے سرا چھ بجے آخری پروگرام بھی ختم کرلیا۔ کوئی اب تک لکھا رہا تھی۔ اس نے لکھاتے لکھاتے ہی ٹائپ رائٹر پر کور چڑھایا۔

"کل کس وقت سٹر برڈن نو بجے سس گونی۔

وہ اپنے زبردست کولھے ہلاتی ہتھنی کی طرح جھومتی باہر نکل گئی۔

مجھے گھر جانے کی تو کوئی جلدی نہ تھی۔ روڈا کو تو میں کہہ ہی آیا تھا کہ مجھے دیر ہو سکتی ہے۔ میں کچھ دیر یکسوئی سے سوچنا چاہتا تھا اور اسکی موجودگی میں یہ ممکن نہ تھا۔

میں اپنی ڈیسک پر ہی بیٹھا ڈائمر کے بیان پر غور کرتا رہا۔ کیا وہ ڈول وال کی مرضی کے خلاف اس سے اپنی خواہش پوری کرتا ہوگا اور اس کام کیلئے ہپناٹزم کا سہارا لیتا ہوگا؟

اس خیال نے میرے دماغ میں غصے کی لہر دوڑا دی۔ کیا کوئی شخص اتنا کمینہ ہو سکتا ہے؟ مجھے یاد آیا کہ وال نے کہا تھا "وہ شخص شیطان ہے بدروح ہے!"

اگر وہ اسی طرح وال کے دماغ پر قابض رہا تو وہ من مانی کرتا رہے گا وال کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ وہ اس سے ہمبستر ہوتا ہے۔ کیا میں وال کو بتادوں؟ نہیں یہ ظلم ہوگا۔ وہ تو کہہ ہی چکی ہے کہ وہ اس کے زیر اثر ہے اور مکمل طور پر

اس کے اختیار میں ہے۔ اب مجھے اس کے بیان پر یقین آنے لگا تھا۔

"تم میری مدد نہیں کر سکتے" اسی نے کہا تھا "کوئی بھی نہیں کر سکتا"

لیکن میں ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔ میں کوئی نہ کوئی راہ نکالنا نکالنا چاہتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وڈل سے نپٹنا بہت خطرناک ہو سکتا ہے لاعلمی ہیں دال کو بھی نقصان پہنچا سکتا تھا جیسے کہ آج دوپہر میں نے چٹکی بجا کر کیا تھا۔

میں نے طے کیا کہ سب سے پہلے ہپناٹزم کے متعلق جانکاری حاصل کی جائے۔ لیکن کس سے پوچھا جائے؟ مجھے ڈائر کے دوست ڈاکٹر راباج کا خیال آیا۔ عموماً ڈاکٹر اپنے کسی مریض کے بارے میں دوسروں سے گفتگو نہیں کیا کرتے لیکن اس ڈاکٹر نے اپنے ایک مریض کی بیماری کا ذکر ڈائر سے کیا تھا۔ میں ڈائر سے اس بارے میں مزید پوچھ تاچھ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ ڈاکٹر نے ڈائر کو اپنے مریض کے نام سے آگاہ نہیں کیا ہوگا۔ اگر میں اس ڈاکٹر سے ملوں تو کچھ جانکاری حاصل ہو سکتی تھی۔ میں نے ٹیلی فون ڈائریکٹری اٹھائی اس میں ایک ڈاکٹر راباج کا ایڈریس موجود تھا۔

ڈاکٹر ہیوگو راباج۔ ماہر اعصابی امراض ۱۴۱۱ ویسٹ اسٹریٹ ولیسٹ پام بیچ۔

جگہ تو اچھی نہیں تھی وہاں زیادہ تر مزدور پیشہ نیگرو اور انڈین آباد تھے۔

میں نے اس کا نمبر گھمایا۔

"ڈاکٹر راباج اسپیکنگ" دوسری طرف سے ایک بھاری بوڑھی مردانہ

آواز سنائی دی۔

"میرا نام جارج فیلوز ہے ڈاکٹر" میں نے کہا۔ مجھے یہ نام اس لئے یاد رہ گیا تھا کہ وڈل کے دی آئی پی لوگوں میں یہ شخص کافی اہم تھا۔

"میں آپ سے ہپناٹزم کے موضوع پر کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ مجھے وقت دے سکتے ہیں۔"

کچھ دیر خاموشی رہی۔

"کسی نے آپ سے میرے نام کی سفارش کی ہے مسٹر فیلوز؟" اس نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔ آپ کا ذکر ایک پارٹی میں چلا تھا۔ کسی نے ذکر کیا تھا کہ آپ اپنے مریضوں کا علاج بذریعہ ہپناٹزم کرتے ہیں۔"

"کیا آپ اس کا نام بتانے کی زحمت کریں گے۔" دوسری طرف سے پر اشتیاق آواز آئی۔

"نام تو اس وقت یاد نہیں آ رہا ڈاکٹر۔ پستہ قد موٹا اور گنجا شخص تھا آپ تو جانتے ہی ہیں ڈاکٹر کے پارٹی میں ملے ہوئے لوگوں کے نام یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے۔" میں نے زبردستی ایک قہقہہ لگایا۔

"اور آپ ہپناٹزم میں دلچسپی رکھتے ہیں؟ میں جان سکتا ہوں کیوں؟"

میں نے اسی گھسے پٹے پرانے بہانے کا سہارا لیا۔

"میں ایک ناول لکھ رہا ہوں ڈاکٹر۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میرے کردار حقیقت سے قریب ہوں۔ میں آپ کی فیس ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"مسٹر فیلونر۔ میں بہت مصروف رہتا ہوں۔" وقفہ "لیکن پھر بھی نو بجے کا وقت دے سکتا ہوں۔"

"نو بجے آج رات؟"

"ہاں۔"

"شکریہ ڈاکٹر۔ میں پہنچ جاؤں گا۔" میں نے فون رکھ دیا۔

میں دوبارہ اپنے خیالوں میں غرق ہوگیا۔

وال نے دوبار ٹربی اور سیونگالی کا ذکر کیا تھا۔ اس نے کہا تھا "میں ٹربی ہوں اور وہ سیونگالی۔"

آخر یہ کون تھے؟ شاید میں نے ایک ناول "ٹربی" کا نام سنا ہوا تھا۔ کیا اس کتاب سے کچھ مدد مل سکتی تھی؟ شاید پبلک لائبریری میں یہ کتاب ہو۔ لائبریری آٹھ بجے بند ہوتی تھی۔ ابھی کافی وقت تھا میں نے سوچا کہ کتاب آج ہی لے لینی چاہیئے۔

تبھی مسز کلیمنٹ اندر داخل ہوئی۔

خدا کا شکر ہے مسٹر برڈن کہ آپ موجود ہیں۔ میں تو ڈر رہی تھی کہ کہیں آپ واپس نہ جا چکے ہوں۔ مسز ڈل آپ کو یاد کر رہی ہیں اس کی آنکھوں میں ناپسندیدگی کے آثار ابھرے۔

"وہ مسٹر ڈل کے لیبیا کے دورے کے بارے میں متفکر ہیں۔ وہ جاننا چاہتی ہیں کہ سب انتظام ہو گئے یا نہیں۔"

میرے دل کی دھڑکن ایک لمحہ کے لئے تیز ہوگئی۔ وال جانتی تھی کہ وہ پروگرام مکمل ہو چکا ہے۔ یہ تو مجھ سے ملنے کا بہانہ تھا۔

میں نے میز کی دراز سے ایک نامکمل پروگرام جس کا ویزہ بننا باقی تھا

نکالا۔

"مسٹر وڈل کے دورے کے بارے میں ایک چھوٹی سی بات پوچھنی تھی اچھا ہوا انہیں خود ہی یاد آگیا۔

"میرے ساتھ آئیے۔"

جب ہم راہداری میں سے گذر رہے تھے تو وہ بولی۔

"برائے مہربانی زیادہ وقت نہ لیجئے گا۔ ڈاکٹر نے انہیں آرام کرنے کے لئے کہا ہے۔"

راہداری کے دوسرے سرے پر کنارے والے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے دستک دی

"مسٹر برڈن۔" اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور میرے اندر داخل ہونے کے بعد آہستہ سے بند کر دیا۔

وال ایک ڈبل بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ کمرہ نہایت نفاست سے سجا ہوا مجھے یہ دیکھ کر صدمہ پہنچا کہ اسکا رنگ بالکل سفید پڑ چکا تھا آنکھوں میں دہشت کے آثار تھے۔

اس نے میری طرف ہاتھ بڑھائے۔ میں نے آگے بڑھ کر انہیں تھام لیا مجھے اس کے ہاتھ ٹھنڈے اور بیجان سے محسوس ہوئے۔

"اب کیسی ہو ڈارلنگ" میں نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"تمہیں پاس دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔" اس نے مجھے بستر پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ اب تک میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔

"مجھے کیا ہو گیا تھا؟ مجھے تو صرف اتنا یاد ہے کہ میں اپنی میز پر کام

کر رہی تھی اور اب میں یہاں بستر پر ہوں۔"

تو ڈاکٹر نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ اسے ہوش میں آنے کے بعد یہ یاد نہیں رہتا تھا کہ تنویمی حالت میں اس کے ساتھ کیا گذری۔ کیا میں اسے بتا دوں؟ لیکن اس کے زرد خوفزدہ چہرے کو دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا کہ نہ بتانا ہی بہتر ہے۔

"معلوم نہیں وال۔ میں تمہاری طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ مجھے تو صرف تمہارے گرنے کی آواز سنائی دی۔ شاید تمہیں غش آگئی تھی۔"

"نہیں۔" اس نے میری کلائی کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔ "میں اپنی زندگی میں کبھی بھی بے ہوش نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے بھی کئی بار میرے ساتھ ایسا ہو چکا ہے۔ لیونگ روم میں پڑھتے پڑھتے اچانک میں خود کو بستر میں پاتی ہوں۔ تقریباً ایک گھنٹے کے وقفے کے بعد.... ایسا تقریباً آٹھ دس بار ہو چکا ہے....." اس نے میری طرف دیکھا اور خوفزدہ آواز میں کہا۔ "اس کے لئے وہی ذمے دار ہے۔ میں جانتی ہوں۔"

اب مجھے یقین ہو چلا تھا کہ وڈل ہی اس کے دوروں کا ذمے دار تھا یہ ہسٹریا یا اور کوئی بیماری نہ تھی۔ وال ضرور اس شخص کے زیرِ اثر تھی۔

"میں تمہاری مدد کرنے کی کوشش کرونگا وال" میں بولا۔ "اب تم تنہا نہیں ہو۔ اب میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

اس نے مایوسی سے سر ہلایا۔

"تم کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ مجھ سے جیت چکا ہے۔"

"جو کچھ مجھ سے بن پڑا ضرور کروں گا۔"

اس نے میری طرف دیکھا۔ اس کی نظروں میں بیچارگی کی کیفیت دیکھ کر

میرا دل بیٹھنے لگا۔

"کلے مجھے بھول جاؤ۔" وہ بولی "کام کیسے چل رہا ہے تم نے دوسری سکریٹری رکھ لی؟"

"ایک لڑکی رکھ لی ہے وال جو ٹائپنگ کا کام سنبھالتی ہے۔ تم جانو وال میں اسی طرح تمہارے ساتھ رہ سکتا تھا۔"

"کیا وہ اتنی ہی قابل ہے جتنی میں کبھی ہوا کرتی تھی" اس نے سسکیاں لے کر پوچھا "اب میں کسی کام کی نہیں رہی۔ اس نے مجھے تباہ کر دیا۔"

مجھے راہداری میں کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ میں تیزی سے بستر سے الگ جا کھڑا ہوا۔

ایک دستک دے کر مسز کلیمنٹ اندر داخل ہوئی۔

"انہیں دوا دینے کا وقت ہو گیا ہے مسٹر برڈن" وہ بولی۔

"میں جا رہا ہوں" پھر میں نے مڑ کر وال سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں مسز وڈل۔ مسٹر وڈل کے دورے کا سب انتظام مکمل ہو چکا ہے۔"

"شکریہ۔" وہ بولی۔

جب میں راہداری سے ہوتا ہوا باہر نکل رہا تھا تو میری آنکھوں کے سامنے وال کی مایوسی میں ڈوبی شکل گھوم رہی تھی۔

"مجھ پر بھروسہ رکھو وال" میں نے بڑبڑا کر کہا "میں تمہاری مدد کروں گا"

دس منٹ بعد میں پبلک لائبریری میں پہنچ گیا۔ سوا سات بج رہے تھے۔ لائبریرین مجھے دیکھ کر مسکرائی۔

"ہیلو مسٹر برڈن! اب بھی ہپناٹزم میں دلچسپی ہے؟"
"آپ کی یادداشت کی تعریف کرنی پڑتی ہے۔" میں نے کہا۔ بیٹھو گے نہیں؟"
میں نے ہال میں نظریں دوڑائیں۔ چند طالب علم بیٹھے کتابیں دیکھ رہے تھے۔
"کیا آپ کے پاس کوئی ٹربی نام کا ناول ہے" میں نے پوچھا۔
اس نے اثبات میں سر ہلا یا۔
"اس نام کی دو کتابیں ہیں پہلی 1833 میں چارلس فوڈلر نے لکھی تھی اور دوسری جارج ڈوموریر نے ۱۸۹۵ میں شاید تم آخرالذکر کتاب میں دلچسپی رکھتے ہو گے۔ اس میں مسمریزم کے بارے میں بتایا گیا ہے۔"
میں نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"آپ کی یادداشت غضب کی ہے۔"
وہ ہنسی۔
ایسی کوئی بات نہیں۔ چند ہفتے پہلے اسی کتاب کے بارے میں کچھ پوچھ تاچھ کی گئی تھی۔ میں نے دیکھا۔ یہ جانکاری اسی کا نتیجہ ہے۔
"کیا آپ کے پاس کوئی جلد ہوگی؟"
"نہیں۔ ہمارے پاس ڈکنز اور اسکاٹ کے ادبی ناول ہیں لیکن ڈوموریر کے نہیں۔ ان کے ناولوں کو آجکل کوئی نہیں پوچھتا۔"
"اس کے باوجود کہ اس ناول کے بارے میں دوبارہ آپ سے پوچھا گیا ہے؟"

"یہ تو اتفاقاً ہوگیا ہے۔ اگر میں چاہوں بھی تو امریکہ میں وہ کتاب ملنی مشکل ہے۔ ہاں انگلینڈ میں مل سکتی ہے۔"

مجھے بڑی کوفت ہوئی۔

"آپ نے اسے پڑھ رکھا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے انگریزی ادب کے زیادہ تر ناول پڑھ رکھے ہیں مسٹر براؤن"

"میرا خیال ہے کہ اس ناول میں ایک کردار سیونگالی بھی ہے؟"

"ہاں ناول کا کافی اہم کردار ہے بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہی کردار ناول کی جان ہے۔"

"آپ مجھے ناول کا خاکہ بتا سکتی ہیں؟"

"مختصراً" وہ بولی "سیونگالی ایک ہنگرین موسیقار ہے وہ ایک نوجوان دوشیزہ ٹربی سے ملتا ہے جو کہ بڑی مشکلوں سے اپنی گذر بسر کر رہی ہے۔ ٹربی بہت خوبصورت اور حسین ہے۔ سیونگالی عمل تنویم کا ماہر ہے۔ وہ عمل تنویم کے ذریعہ ٹربی کو موسیقی سکھاتا ہے بلکہ یوں کہنا واجب ہوگا کہ اس کی قوتوں کے زیر اثر ٹربی گانا شروع کرتی ہے۔ اور راتوں رات ایک مشہور مغنیہ بن جاتی ہے۔ رئیس، امیر زادے اور بادشاہ تک اس کا گانا سننے کے لئے بے چین ہو جاتے ہیں۔ ایک رات وہ لندن میں کچھ ذی حیثیت لوگوں کے سامنے گا رہی ہوتی ہے تو سیونگالی جو کہ وہیں موجود ہوتا ہے دل کی حرکت بند ہو جانے سے انتقال کر جاتا ہے۔ اس کے مرتے ہی وہ تنویمی کیفیت سے آزاد ہو جاتی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنی آواز کی دلکشی بھی کھو دیتی ہے۔ اب پھر وہ معمولی گلوکارہ رہ جاتی ہے اور شاید فاقوں سے جان دے دیتی ہے۔ یہ ہے وہ داستان" مجو مسکرائی

" آج کل تو اتنا مشہور نہیں لیکن اپنے زمانے میں بے حد مقبول ہوا تھا۔ اس وقت تو شاید تم اسے مکمل پڑھنے کی زحمت بھی گوارہ نہ کرو کافی ضخیم کتاب ہے "

میں نے بہت غور سے اسکا بیان سنا۔

" اگر میں یہ پوچھوں کہ میرے علاوہ کس نے پوچھ تاچھ کی تھی تو آپ گستاخی میں تو نہ شمار کریں گی ؟ "

میں بتا نہیں سکتی ۔ میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ بہت عمدہ کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت عورت تھی ۔ آنکھیں نیلی اور بڑی بڑی وہ کافی پریشان معلوم ہوتی تھی ۔

وال ! میں نے دل میں کہا ۔

" بہت بہت شکریہ " میں اٹھتا ہوا بولا ۔

کار کی طرف بڑھتے وقت میں نے گھڑی پر نظر ڈالی ۔ پونے آٹھ بج رہے تھے اب واپس گھر جائے اور پھر وہاں سے ویسٹ پام بیچ جانے کی کوئی تک نہ تھی ۔ میں نے گھر نہ جانے کا ہی فیصلہ کیا ۔ اور کار ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روک دی ۔ سیاحوں کے شور وغل سے الگ میں ایک کنارے والی میز پر جا بیٹھا ۔ میں نے سینڈوچ اور کافی کا آرڈر دیا اور وہیں سے ریڈا کو فون کیا ۔

" ہنی مجھے دیر ہو جائے گی " میں بولا ۔ میں دس بجے تک واپس آؤں گا ۔ ڈنر پر انتظار مت کرنا "

" کیا اب روز یہی چلا کرے گا ؟ " اس نے مطالبہ کیا ۔

" نہیں ۔ تم نے دن کیسے گذارا ؟ "

"ویسی روزانہ کی طرح۔ تم اب بھی مجھ سے ناراض ہو؟"
میں تمہیں کہہ چکا ہوں کہ اسے بھول جاؤ۔" حالانکہ میں روڈا سے گفتگو کر رہا تھا لیکن میرا دماغ اور کہیں تھا۔
"میں نے تو معافی مانگ لی تھی۔ میرا خیال ہے تمہیں بھی معافی مانگنی چاہئیے۔ میرا گال اب تک درد کر رہا ہے۔"
"میں معافی چاہتا ہوں۔" کچھ دیر وقفہ رہا۔
"اچھا میں نیچے جا کر کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔ بھوک لگ رہی ہے"
"ضرور۔ اچھا تمہیں بائی بائی" میں نے فون رکھ کر برا سا منہ بنایا۔ بیرا میری طلب کردہ اشیا لے آیا تھا میں کھاتے ہوئے سوچنے لگا کہ ڈاکٹر راباچ سے کیا کیا پوچھنا ہے۔
وینسٹ پام بیچ ایک تنگ لمبی سڑک تھی جس کے دونوں اطراف میں پرانے فیشن کے چھوٹے چھوٹے رہائشی مکانات بنے ہوئے تھے۔ مکان لکڑی کے بنے اور کافی قدیم تھے۔
اکثر مکانوں کے برآمدوں میں کچھ ریڈ انڈین اور نیگرو بیٹھے گپیں لڑا رہے تھے۔ ہر گھر کے باہر گندے چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے کچھ عورتیں اپنے بچوں کو دودھ بھی پلا رہی تھیں۔
جب میں مکان نمبر ۱۴۷۱ کی تلاش میں آہستہ آہستہ کار چلاتا ہوا جا رہا تھا تو میں اس حقیقت سے باخبر تھا کہ لاتعداد آنکھیں میری طرف گھور رہی ہیں۔
آخر مجھے وہ پرانا سا بنگلہ سڑک کے آخری کونے پر ملا۔ کچھ دیر تک میں کار میں ہی بیٹھا ہوا لکڑی کی اس پرانی تختی کو دیکھتا رہا جس پر نمبر کھدا

ہوا تھا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ڈاکٹر راپاج اس بُری جگہ میں رہ سکتا ہے طوفان سے مکان کو بچانے کے لئے فولادی سلاخوں کا سہارا دیا گیا تھا۔ بنگلہ کسی زمانے میں سفید رہا ہوگا لیکن اب تو وہ بھورا ہو چکا تھا۔ مکان تک جانے والا راستہ بھی گندگی اور پھلوں کے چھلکوں سے اٹا پڑا تھا۔ کھڑکیوں پر میلے کچیلے پردے لٹک رہے تھے۔ پھاٹک کا ایک کواڑ ایک طرف گرا پڑا تھا۔

کیا یہ ڈاکٹر راپاج ماہر امراض اعصاب کا گھر ہو سکتا تھا؟

کار سے اتر کر میں مکان کی طرف بڑھا۔ باہری دروازے کا رنگ اڑ چکا تھا۔ لکڑی بھی چٹخ رہی تھی۔ چونکہ وہاں کوئی اطلاعی گھنٹی وغیرہ نہیں تھی اس لئے میں نے ہتھیلی کی پشت سے دروازے کو کھٹکھٹایا سامنے اور اطراف کے مکانوں میں کئی لوگ مجھے پر تجسس نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

دروازہ کھلا ایک دبلا پتلا اور لمبا تنگر خدوخال والا بوڑھا شخص برآمد ہوا۔ اس کی عمر پچاسی چھیاسی سال کے قریب ہوگی۔ لیکن اس عمر میں بھی وہ تنا کھڑا تھا۔ اس نے مجھے تیز نگاہوں سے گھورا۔

"مسٹر فیاض؟"

"جی ہاں۔ آپ غالباً ڈاکٹر راپاج ہیں؟"

"تمہارا اندازہ درست ہے۔" وہ بولا" اندر آ جاؤ۔ باہر میرے بچے تمہیں دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں۔ ان کی قسمت میں سوائے حیرانی اور پریشانی کے کچھ ہے بھی نہیں۔"

وہ مجھے ایک گرد آلود گندے سے کمرے میں لے آیا۔ یہاں ایک

میز کے پیچھے ایک کرسی رکھی تھی۔ میز پر چند کتابیں پڑی تھیں۔ میز کے سامنے ایک لکڑی کی کرسی اور کنارے کی طرف ایک پرانا صوفہ پڑا تھا۔

"مسٹر فیلوز یہ میرا کنسلٹنگ روم (مریضوں کو دیکھنے والا کمرہ) ہے" وہ بولا اور میز کے پیچھے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ "برائے کرم صوفے پر بیٹھ جائیے میں آپ کو اس کرسی پر بیٹھنے کے لئے نہیں کہوں گا کیونکہ یہ کرسی میرے مریضوں کے لئے ہے۔"

اس نے اپنے استخوانی ہاتھ جس پر نیلی ابھری نسیں نمایاں تھیں میز پر رکھ دیئے اور میرا جائزہ لینے لگا۔

کسی قدر بے چینی سی محسوس کرتے ہوئے میں صوفے پر بیٹھ گیا فوراً ہی مجھے دوسری طرف کھسکنا پڑا کیونکہ صوفے کا ایک ٹوٹا ہوا اسپرنگ مجھے بری طرح چبھنے لگا تھا۔

کیا یہ غربت کا مارا دوغلا نیگرو ورنن ڈاڈیر کا دوست ہو سکتا تھا؟ اور تو اور کیا یہ اعصابی امراض کا ڈاکٹر بھی تھا یا نہیں۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کچھ پریشان سے لگ رہے ہو۔ میں سمجھ سکتا ہوں۔" وہ بولا۔

"ذرا سمجھنے کی کوشش کرو۔ اگر میں یہاں نہ رہوں تو یہاں کے غریب لوگ میرے پاس علاج کروانے نہیں آئیں گے۔ انہیں میری ضرورت ہے وہ میرے پاس آکر سمجھتے ہیں کہ وہ میری مدد کر رہے ہیں اور میں انکی خدمت کر کے خوش ہوں۔ میں فی مریض صرف پچیس سینٹ[1]

---

[1] ڈالر کا چوتھائی حصہ

لیتا ہوں۔" وہ مسکرایا۔ اس کے بڑے بڑے پیلے دانت نظر آنے لگے
"میں پریکٹس چھوڑ چکا ہوں۔ کسی وقت میرے پاس اپنا ذاتی مطب تھا
اب میرے پاس اپنے گزارے کے لئے کافی رقم ہے۔ میں اس گندی
جگہ صرف اس لئے رہتا ہوں کہ اس علاقے کے غریب لوگوں کی خدمت
کر سکوں۔ بغیر کسی لالچ کے نہیں۔ تم جانو میں اپنی عاقبت سنوار رہا ہوں"
"بہت اونچے خیالات ہیں ڈاکٹر" میں نے کہا میری دلی مبارکباد
قبول کیجئے۔
"یہی ایک ایسی شے ہے جس کی مجھے ضرورت نہیں" وہ قدرے
خشک لہجے میں گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا "میں تمہیں بیس منٹ دے
سکتا ہوں مسٹر نیلوز۔ کہئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
ریسٹورنٹ میں کھانا کھاتے وقت میں نے اپنی کہانی تیار کر لی تھی
مجھے یقین تھا کہ وہ اسے قبول کرے گا۔
"جیسا کہ میں نے ٹیلی فون پر کہا تھا۔ میں ایک ناول لکھ رہا ہوں"
میں نے کہا۔ ناول کا خاکہ کچھ اس طرح ہے ایک شخص ہم اسے ڈوکس
کہہ لیتے ہیں عمل تنویم کا ماہر ہے وہ ایک نائٹ کلب میں کام کرتا ہے
دوستوں کی ضد پر وہ اپنے اوپر یہ عمل کروانے کو تیار ہو جاتی ہے دوستانہ
ماحول میں ڈوکس ہپناٹزم کا مظاہرہ کرتا ہے وہ لڑکی اس کی معمول بنتی
ہے۔ ڈوکس حسین لڑکیوں کا بہت دلدادہ ہے اس کا دل میری پر آ جاتا ہے
وہ معلوم کرتا ہے کہ وہ کہاں رہتی ہے ایک رات وہ میری کے مکان میں
داخل ہوتا ہے اور اپنی قوت کے زیر اثر اس پر تنویمی کیفیت طاری کر دیتا
ہے اور اپنی قوت کے زیر اثر اس پر تنویمی کیفیت طاری کر دیتا ہے۔ اتنی

حالت میں وہ اس کی عصمت دری کرتا ہے۔ ہوش میں آنے پر بھی میری کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ اس کے بعد تو جب بھی ڈوکس کی مرضی ہوتی ہے وہ میری سے اپنی خواہش پوری کر لیا کرتا ہے۔
یہ میرے پلاٹ کا ایک خاکہ ہے اس سے پہلے کہ میں اسے آخری شکل دوں میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا حقیقت میں بھی ایسا ممکن ہے؟
سیاہ بوڑھی آنکھیں مجھے گھورتی رہیں۔
"آپ اگر برا نہ مانیں مسٹر فیلوز تو میں یہ کہنے کی جسارت کروں کہ یہ پلاٹ بالکل اچھوتا نہیں۔ اس قسم کے حالات اٹھارویں صدی میں ایک فرنچ کاؤنٹس کو پیش آ چکے ہیں۔ کیگلیوسٹرو Cagliostro نامی ماہر ہپناٹزم کے ایک شاگرد نے اسی عمل کی مدد سے اس کاؤنٹس سے جسمانی تعلقات بنا رکھے تھے"۔
مجھے اپنے چہرے سے رنگ اڑتا ہوا سا محسوس ہوا۔
"تو اس طرح ہونا ممکن ہے۔"
"ہاں قطعی ممکن ہے"۔
یہ ایک ایسا خیال تھا جسے میں ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔
"لیکن ڈاکٹر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ کوئی بھی ماہر اس قوت کے زیر اثر معمول سے اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کروا سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو کسی بھی عورت کے ساتھ اس کی مرضی کے خلاف ہمبستری نہیں کی جا سکتی"۔
"زیادہ تر حالات میں یہ درست ہے مسٹر فیلوز لیکن ہر کیس میں نہیں۔ یہ تو عامل کی مہارت اور معمول کی قوت ارادی پر منحصر کرتا ہے۔ اگر معمول کی

قوت ارادی مضبوط ہو تو اس کی مرضی کے خلاف کچھ کرنا مشکل ہے چند ماہرین کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اس قسم کی قوت رکھتے تھے"

میری حالت ایسی ہونے لگی کہ میں چاہنے لگا کہ یہ انٹرویو جلد سے جلد ختم ہو۔

"ایک سوال اور ڈاکٹر" میں نے پوچھا۔ فرض کرو اگر میری وہ علاقہ ملک چھوڑ کر کہیں دور چلی جائے تو وہ میری کے ملک چھوڑ جانے پر بھی اس پر اپنا اثر قائم رکھ سکتا ہے"

"کیا یہ طبی حقیقت ہے؟"

"میں جتنے حقائق آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں وہ سائنسدانوں کے مانے ہوئے اور تسلیم شدہ حقائق ہیں۔ میرے اپنے کئی مریض دور علاقوں میں رہتے ہیں اور مجھ سے فون پر اپنی مشکلات بیان کرتے ہیں اور میں اپنی قوت ارادی اور قوت تنویم کے زیر اثر ان کا علاج کر دیتا ہوں"

اب تک جو کچھ بھی اس نے بتایا تھا اس سے دال کے بیان کی تصدیق ہوتی تھی۔

"تو وہ ڈوکس کے اثر سے کس طرح آزاد ہو سکتی ہے؟ یہ میرے پلاٹ کے لئے ضروری ہے"

"حقیقتاً ایسا ہونا ممکن نہیں۔ ہپناٹزم اگر کسی اناڑی شخص کے ہاتھوں کیا جائے تو کافی خطرناک ہوتا ہے۔ تمہارے پلاٹ میں اگر ڈوکس بذات خود اسے آزاد کر دے یا اچانک انتقال کر جائے تبھی میری اس کے اثر سے آزاد ہو سکتی ہے"

"مان لو ڈاکٹر وہ تمہاری طرح کسی اور ماہر سے مدد لے؟ کیا ایسی

حالت میں وہ ڈوکس کے اثر سے محفوظ رہ سکتی ہے؟"

اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"نہیں اور نہ ہی ایسا کرنا مناسب ہے۔ میں تو ایسی رائے کبھی نہ دوں گا۔ تمہارے پلاٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈوکس کوئی معمولی ہپناٹسٹ نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی دوسرا ہپناٹسٹ اپنے اثر سے ڈوکس کے اثر کو مٹانا چاہے تو معمول کے دماغ میں اتنا تناؤ پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کے دماغ کو شدید نقصان پہنچ جائے۔"

میں نے رومال نکال کر چہرے سے پسینہ پونچھا۔

"تو پھر ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ ڈوکس خود ہی اسے آزاد کر دے"

"ہاں۔ یا پھر بروقت ہارٹ اٹیک! ایک قدیم ناول ہے" ٹربی"

"میں جانتا ہوں ڈاکٹر۔ سیونگالی حرکت قلب رک جانے سے انتقال کر جاتا ہے اور ٹربی اپنی آواز کھو بیٹھتی ہے۔"

"بالکل ٹھیک مسٹر فیلوز۔"

"لیکن میں اپنے ناول میں یہی حل نہیں استعمال کرنا چاہتا۔"

اس نے دوبارہ گھڑی پر نظر ڈالی۔

"تو ایسی حالت میں جبکہ وہ بیری کو اپنے اثر سے آزاد کرنے پر آمادہ نہ ہو اسے مرنا ہی پڑے گا۔ اس کا ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنی تخیل پروازی کی بنا پر ڈوکس سے مناسب انداز سے پیچھا چھڑا سکو گے مسٹر فیلوز۔" وہ مسکرایا۔ "میں کوئی مصنف تو نہیں اس لئے کوئی رائے تو دے سکتا۔ لیکن اگر تمہارا ناول سنسنی خیز اور جاسوسی نوعیت کا ہو تو بیری اس کا قتل بھی کر سکتی ہے..... کہ نہیں کر سکتی؟

"بہت اچھا ڈاکٹر راباج! ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ہماری گفتگو جاری ہے حالانکہ میں تمہیں پچاس ڈالر ادا کر کے۔ تم سے ہاتھ ملا کر تمہارے بیہودے پڑوسیوں کی تجسس نگاہوں سے دور نکل آیا ہوں اور اس وقت میں اپنی کار سمندر کے کنارے ایک سنسان جگہ پر روکی ہوئی ہے۔

سب سے پہلے میں تمہارا شکریہ ادا کروں گا ڈاکٹر کہ تم نے مجھے اپنا قیمتی وقت دیا۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم اپنے مریضوں سے ڈالر کا چوتھائی حصہ بطور فیس لیتے ہو۔ لیکن ڈاکٹر تم نے مجھے جو معلومات بہم پہنچائی ہیں وہ پچاس ڈالر میں مہنگی نہیں۔

تم نے تم سے تم وال کے بیان کی تو توثیق کر دی! جس پر مجھے یقین نہ تھا۔ وال نے کہا تھا کہ اب میں اس کے یا اپنے مرنے تک اس کی غلام رہوں گی۔

تم نے یہی بات دوسرے لفظوں میں کہی کہ جب تک ڈوکس خود ہی بیری کو آزاد نہ کر دے یا مر وہ جائے تبھی بیری اس کے اثر سے آزاد ہو سکتی ہے اب مجھے یقین آگیا ہے کہ ڈل کی موت ہی وال کو آزاد کرا سکتی ہے پر اتنا آسان نہیں۔ اس کی موجودہ صحت کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کافی عرصہ نہیں مرنے والا! اس کی صحت شاندار ہے سگریٹ اور شراب سے وہ کوسوں دور ہے یعنی وہ اپنی صحت کا خیال رکھتا ہے!

لیکن وال کی آزادی کے لئے اس کی موت ضروری ہے۔

تم نے کہا تھا ڈاکٹر کہ اگر میں جاسوسی نوعیت کا ناول لکھ رہا ہوں تو میرے ناول کی ہیروئن اس کا خون کر سکتی ہے۔

بہت قیمتی رائے دی ہے تم نے ڈاکٹر! بالکل صحیح تو نہیں لیکن کافی حد تک صحیح۔ قیمتی اس لئے کہ اس سے پہلے میں نے اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔

اور بالکل صحیح اس لئے نہیں کہ اسکا خون وال نہیں کرے گی۔ میں اسے اپنی زندگی سے بھی بڑھ کر چاہتا ہوں۔ خون کرنے میں کافی خطرہ اٹھانا پڑتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وال کسی بھی قسم کا خطرہ اٹھائے

کافی ڈرامائی معلوم ہوتا ہے نا یہ؟

لیکن یہ صحیح ہے۔ میں نے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے دل سے وال کی محبت فراموش نہیں کی۔ اس لیے خطرہ میں اٹھاؤں گا۔

تم شاید سوچو کہ میں قتل کرنے کی ہمت نہیں رکھتا؟

اس کا جواب دینے سے پہلے ہم وڈل کے بارے میں بات کر لیتے ہیں مجھے شیطانی قوتوں یا بد روحوں پر اعتقاد نہیں۔ لیکن جیسا کہ وال کہتی ہے کہ یہ قوتیں دنیا میں موجود رہتی ہیں اور چونکہ اسے ان کا کافی تجربہ ہے اس لیے اس کے مطابق وڈل بھی ایسی قوت کا مالک ہو سکتا ہے

ایک ایسا انسان جو کسی عورت کو اس کی مرضی کے خلاف اپنی نفسانی خواہش کا شکار بنا سکتا ہے۔ جو کسی کی قوت ارادی کو ریزہ ریزہ کر سکتا ہے۔ شیطان سے کم نہیں!

تم کہو گے کہ ایسے کئی لوگ اس دنیا میں ہوں گے اور یہ پولیس کا کام ہے کہ ان سے نپٹے۔ لیکن تم نے مجھے پولیس کی مدد لینے کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم جانتے ہو کہ اس قسم کے جرائم میں پولیس بے بس ہے۔

تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ کیا میں وڈل کا خون کر سکتا ہوں یا نہیں؟
اس وقت جبکہ میں اندھیرے میں پام کے درختوں کے نیچے کار میں
بیٹھا ہوں ہوا تیزی سے زوں زوں کرتی درختوں کے بیچ سے گذر رہی
ہے اور مجھے پیراڈائز سٹی کی روشنیاں دور دکھائی دے رہی ہیں وڈل
کے قتل کا خیال میرے دل میں ذرا بھی خوف گھبراہٹ یا پریشانی نہیں
پیدا کر رہا!

مجھے یقین ہو چکا ہے کہ وڈل کا قتل صرف ایک ممکن ہی نہیں بلکہ
صحیح عمل بھی ہے اس کی موت سے ہم اپنے اس پرانے سلسلے کو پھر سے
جوڑ سکتے ہیں جسے کہ اس نے منقطع کر رکھا ہے۔ ہم شادی کر کے آرام
سے رہ سکتے ہیں۔ کیا کہا؟ میں پہلے ہی شادی شدہ ہوں؟ ہاں لیکن
یہ صحیح معنوں میں شادی نہیں یہ تو روڈا بھی قبول کرے گی!

اگر روڈا نے مجھے طلاق دے دی اور ادھر وڈل مر گیا تو چھ
سالوں بعد میرے خواب حقیقت بن سکتے ہیں۔ شائد تم سوچ رہے ہو
کہ وڈل کا خون زندگی بھر میرے ضمیر کو پریشان کرتا رہے گا۔ شاید تم
صحیح کہہ رہے ہو! لیکن شائد میں اپنے ضمیر کو یہ کہہ کر مطمئن کر دوں کہ اس کا
قتل کسی عام انسان کا قتل نہ تھا بلکہ ایک شیطانی قوت کا خاتمہ تھا!

تم دوبارہ پوچھ رہے ہو کہ میں یہ قتل کر سکتا ہوں یا نہیں؟
یہ بھی ایک اچھا نکتہ ہے کچھ لوگ دنیا میں ایسے ہوتے ہیں جن میں
کسی کی جان لینے کی جرات نہیں ہوتی اور چند ایسے جو ہنسوں میں زندگی
کو ختم کر دیتے ہیں۔ میرا باپ اسی قسم کا تھا۔ وہ روزانہ پرندوں گلہریوں
وغیرہ کا شکار کیا کرتا تھا۔ اس کا نشانہ بہت عمدہ تھا۔ وہ مجھے بھی

نشانہ لگانے کی ٹریننگ دینا چاہتا تھا۔ بدقسمتی سے میں پہلے قسم کے لوگوں میں سے تھا۔ مجھے یہ سب پسند نہ تھا۔ اس لیے میں کبھی بھی کسی کی جان لینے کے لئے خود کو تیار نہیں کر سکا!

تو تمہارے سوال کے جواب میں میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں! میں ذہنی طور پر اسکا قتل کر سکتا ہوں...... پلان بنا سکتا ہوں لیکن عین وقت پر کیا ہوگا یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر مجھے بہت زیادہ اکسایا جائے یا مجھے یقین ہو جائے کہ اکیلا میں والی کی زندگی ہے تو شاید میں اسے قتل کر ہی دوں!"

ہوا کے تیز جھونکوں کے ساتھ بارش کے چند قطرے بھی میرے چہرے پر پڑے میرا دماغ تصور کی دنیا سے حقیقت میں آگیا۔ میں نے پھرتی سے کھڑکی کا شیشہ بند کیا۔ سمندر میں لہریں بے چینی سے اٹھ اور گر رہی تھیں آسمان پر سیاہ بادل گھر آئے تھے اچانک بجلی کوندی اس کے ایک لمحہ بعد اس کی دل ہلا دینے والی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ ساتھ ہی بارش میں بھی تیزی آگئی۔

میں نے ونڈ اسکرین کے وائپر (شیشہ صاف کرنے والے) چلا دیئے اور کار اسٹارٹ کردی۔

اس وقت تو سوچنے کے لئے مناسب موقع و محل نہ تھا۔ میرے پاس وقت کی کمی نہ تھی۔ وڈل چھ روز بعد لوٹنے والا تھا۔ میں نے کار تیزی سے گھر کی سمت بھگا دی۔

اگلے دو روز لگاتار بارش ہوتی رہی۔

روڈا جب بھی گھر میں ہوتی تھی تو وہ یا تو میگزین لئے بیٹھی رہتی یا ٹیلی ویژن کے آگے موجود رہتی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ محکمہ موسم نے پیشگوئی کی ہے کہ ویسٹ انڈیز کی طرف سے ایک زبردست طوفان ہمارے شہر کی سمت گامزن ہے۔ یہی طوفان موجودہ خرابی موسم کا باعث تھا میرا ذہن وال کے بارے میں اسقدر کھویا ہوا تھا کہ مجھے طوفان کی قطعی تشویش نہیں تھی۔

مجھے ان دو دنوں میں وال کی کوئی خبر نہیں ملی۔ مجھے ڈاریا سے کلیمنٹ سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی مبادا کہ وہ مجھ پر شک کرنے لگیں۔ مجھے اپنی آفس کی کھڑکی سے ڈاکٹر فونٹن دن میں دو بار آتا جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس سے میری فکر بڑھ گئی تھی۔ میں اس کے کمرے میں جا کر ذرا اسکا حال جاننے کے لئے از حد بے چین تھا۔

رات کے وقت جب روڈا میرے پہلو میں سو رہی تھی میں نے پھر وال کے بارے میں سوچا۔ باہر بارش اور ہوا دونوں بہت تیز تھے۔ بارش کے تھپیڑے پریشان کن شور کے ساتھ کھڑکیوں اور مکان کی دیواروں سے ٹکرا رہے تھے مجھے ایسی حالت میں وال کا قتل ایک قطعی جائز فعل نظر آنے لگا۔

"شاید تم میں اتنی ہمت نہیں کہ اسے قتل کر سکو" میں نے خود سے کہا۔ "لیکن مان لو کہ تم میں اتنی ہمت آ جائے تو کون سا طریقہ اختیار کرو گے؟ اس وقت تمہیں کتنا صدمہ پہنچے گا جب تمہیں کوئی موقع ملے لیکن تمہارے پاس ہتھیار نہ ہو؟

وڈول غیر معمولی جسمانی طاقت کا مالک تھا۔ میرے جیسے تین آدمیوں کو وہ آسانی سے سنبھال سکتا تھا۔ اس کی چال ڈھال کی تیزی سے مجھے یقین تھا کہ وہ مجھ سے زیادہ پھرتیلا بھی تھا۔ اسے قتل کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ تھا کہ اُسے گولی مار دی جائے۔ میں بارودی ہتھیاروں کے بارے میں بالکل لاعلم تھا۔ میرے باپ نے مجھے شوٹنگ سکھانی چاہی تھی لیکن میں نے پستول کو ہاتھ تک نہ لگایا لیکن بہت قریب سے تو میں اسے ضرور نشانہ بنا سکتا تھا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اسے پستول سے ہلاک کرنا ہی مناسب رہے گا۔

لیکن پستول لاؤں کہاں سے؟ مجھے محتاط رہنا پڑے گا کہ ایسی جگہ سے خریدوں جہاں سے کوئی میرے بارے میں معلوم نہ کر سکے۔ میری معلومات کے لحاظ سے اس بارے میں سب سے محفوظ جگہ تھی کوئی کباڑی یا اشیا گروی رکھنے والی دکان۔ اس قسم کے دکانوں میں لین دین کرنے والوں سے کسی قسم کے سوال جواب نہیں کئے جاتے تھے۔ ولیسٹ پام بیچ جیسے غریب علاقے میں اس قسم کی دکان ضرور ہوگی۔ میں اپنے آفس سے ایک دو گھنٹہ نکل کر وہاں سے پستول خرید کر واپس آ سکتا تھا۔

صبح میں اٹھا تو سورج تین دنوں میں پہلی بار دکھائی دیا۔ لیکن ہوا کافی تیزی سے چل رہی تھی۔ جب میں اور روڈا ناشتہ کر رہے تھے تو وہ متوقع طوفان کے بارے میں ہی گفتگو کر رہی تھی۔

"مجھے خوف ہے کہ طوفان ہمارے شہر سے ہی نہ گذرے" وہ بولی "کل ایک گاہک نے مجھے دکان پر بتایا تھا کہ تین سال پہلے بھی پیراڈائز سٹی میں ایک طوفان آیا تھا۔ بہت نقصان ہوا تھا۔ دس اشخاص تو ڈوب

گئے تھے۔ کئی عمارتیں تباہ ہو گئی تھیں۔"

میں نے اپنی کافی ختم کی۔

"خیر۔ ابھی تک تو وہ یہاں نہیں پہنچا!" میں اٹھتا ہوا بولا ــــ "آ لیے گا تو دیکھ لیں گے۔"

"کیلے! ذرا سنجیدگی سے سوچو۔" اس کی آنکھیں متفکر تھیں۔ وہ کسی قسم کے حادثے یا حالات کو ڈرامائی تاثر دے کر بہت خوش ہوتی تھی اور اسے اس وقت اچھا موقع ملا تھا۔ "ہمیں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کیلے۔ ہو سکتا ہے بعد میں اشیائے خورد و نوش نہ دستیاب ہوں۔"

"ہمیں شام کو ملیں گے۔" میں نے اس کا بیان ان سنا کرتے ہوئے کہا۔ "اگر مجھے دیر ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو تمہیں مطلع کر دوں گا۔"

"تم تو ہمیشہ اپنے اس گھٹیا کام میں پھنسے رہتے ہو۔ میرا تو تمہیں کوئی خیال ہی نہیں۔" وہ غصیلی آواز میں بولی۔

"خیال ہے لیکن میرے سر پہ کام بھی بہت ہے۔" میں نے کہا اور بریف کیس اٹھائے نکل آیا۔

میں اپنی کار وڈل کے بنگلے میں پارک کر ہی رہا تھا کہ ڈائر بھی اپنی جیگار میں آ پہنچا۔

"ہیلو دوست۔" وہ بولا "دو دن نظر نہیں آئے؟ میری سکریٹری۔ ڈاک چھانٹ لی ہو گی۔ اپنی ڈاک لیتے جاؤ۔"

"ضرور۔" میں اس کے ساتھ اس کی آفس کی طرف چلتے ہوئے بولا "یہ طوفان کا کیا قصہ ہے؟ میری بیوی بہت پریشان ہو رہی ہے۔"

"ہاں ادھر تین سالوں سے کوئی طوفان نہیں آیا تھا.... شاید اس بار آجائے ہوسکتا ہو کہ یہاں پہنچتے پہنچتے اس کا رخ تبدیل ہوجائے یا وہ ختم ہی ہوجائے"

اس نے اپنی کرسی پر بیٹھ کر ڈاک کا بنڈل دیکھا۔ اور تین موٹے موٹے لفافے الگ کرتا ہوا بولا۔

"یہ تمہارے لئے ہیں۔ اور تمہاری نئی ٹائپسٹ کیسی ہے؟"

"بہت عمدہ۔ اسی بات پر یاد آیا کہ میں نے اسے وقتی طور پر رکھا تھا۔ مسز ڈول اب کیسی ہیں؟"

میں نے ایک لفافہ کھول کر اس کے کاغذات دیکھنے کا بہانہ کیا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ میرے چہرے کے تاثرات بھانپ سکے۔ ڈال کے بارے میں پوچھ تاچھ کرتے وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

"اگر تمہاری ٹائپسٹ اچھی ہے براؤن" مجھے اس کی آواز سنائی دی، تو میری رائے ہے کہ اسے مستقل طور پر رکھ لو۔ میں شرط بد سکتا ہوں کہ مسز ڈول کافی عرصے تک کام کرنے کے قابل نہیں ہوسکیں"

میں نے نگاہیں اٹھائیں۔

"تو کیا ان کی حالت اتنی خراب ہے؟"

بات صرف تم تک رہے تو میں تمہیں بتا دوں کہ وہ اب تک تو یہی کیفیت میں ہے۔" اس نے ایک سگریٹ سلگایا، "ڈاکٹر فرنٹ اب تک صحیح تشخیص نہیں کرسکا ہے۔ اگر کوئی اسے یہ کہے کہ مسز ڈول ہیپناٹزم کے زیر اثر ہوسکتی ہے تو وہ اسے پاگل سمجھے گا۔ اس لئے میں تو اسے کچھ بتانے

سے رہا۔"

"تم نے اسے دیکھا ہے۔" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن مسز کلیمنٹ جو زیادہ تر اس کے ساتھ رہتی ہے۔ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ مسز وڈل قریب قریب بیہوش ہے وہ نہ کچھ کھاتی ہے نہ ہی بات چیت کرتی ہے۔ مسز کلیمنٹ کے بیان کے مطابق اسے شاید زندگی میں کوئی دلچسپی نہیں رہی۔"

"اس نے مجھے تباہ کر دیا ہے! مجھے وڈل کے الفاظ یاد آئے۔

"کیا تم اپنے دوست ڈاکٹر راباج کو یہاں نہیں لا سکتے ؟"

"وہ بڈھا ڈاکٹر؟ وہ اپنے نیگرو بچوں کو چھوڑ کر یہاں نہیں آئیگا۔"

"شائد وہ تمہارا دوست ہے؟"

"نہیں اس سے میری ملاقات ایک خیراتی ادارے میں ہوئی تھی۔ جہاں وہ اپنے نیگرو بچوں کے لئے چندہ مانگ رہا تھا۔ آدمی برا نہیں۔"

"کیوں نہ تم ڈاکٹر فونٹن کو بتا دو کہ مسز وڈل پر یہ کیفیت چٹکی بجانے سے طاری ہو گئی تھی؟"

"میں کیوں اپنی گردن پھنسواؤں؟ تم ہی کہہ دو تم نے ہی تو یہ شروع کیا تھا۔

"کیا مطلب؟ میں نے بگڑ کر کہا۔

"ناراض مت ہو۔" وہ مسکرایا "تمہیں نے تو مجھے کہا تھا کہ تمہارے چٹکی بجاتے ہی اس پر یہ حالت طاری ہو گئی تھی۔"

"میں تو سمجھ رہا تھا کہ وہ دورہ ختم ہو چکا۔" میں نے آہستہ سے کہا

"ایسا لگتا تو نہیں۔ آج ایک ماہر سرجن اسکا معائنہ کرے گا۔

تبھی ہمیں کچھ پتہ چل سکے گا۔"

"کیا وڈل کو یہ سب معلوم ہے؟"

ابھی نہیں۔ اس دن کے بعد سے اسے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ فونٹن آج کسی وقت اس سے گفتگو کرے گا۔

میں اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"مجھے بھی بتانا کہ اسپشلسٹ کی رپورٹ کیا ہے۔" میں نے کہا۔

"میں خود کو اس کے لئے ذمے دار سمجھتا ہوں۔"

"یونہی فکر مت کرو۔ اگر تم نہ چٹکی بجاتے تو کوئی اور بجا دیتا۔ آخر لوگ اکثر ایسا کرتے ہی رہتے ہیں۔"

میں اپنے آفس میں پہنچا۔ کوفی نے کام شروع کر دیا تھا۔ ہم نے ایک دوسرے سے رسمی گفتگو کی۔ پھر میں نے آج موصول شدہ پروگراموں کے بارے میں دیکھا۔ مجھے ڈائر کی گفتگو سے کچھ تشویش ہونے لگی تھی، میرا کام میں جی نہیں لگ رہا تھا۔ آخر میں نے فیصلہ کیا کہ میں ضرور وال کو دیکھنے جاؤں گا چاہے اس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔

میں نے کوفی کو کچھ کام دیا اور اسے یہ کہہ کر کہ میں چند منٹوں میں واپس آتا ہوں باہر نکل آیا۔ میں نے زال کے بیڈروم کی طرف جانے والی طویل راہداری کو دیکھا۔ راہداری سنسان تھی۔

میں تیزی سے اس کے بیڈروم کے دروازے پر پہنچا اور دستک دی کوئی آہٹ نہیں سنائی دی۔

دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ میں نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر جھانکا۔

کشادہ بستر پر ڈال اکیلی پڑی ہوئی تھی۔

"ڈال؟"

دروازہ کھلا چھوڑ کر میں تیزی سے اس کے قریب پہنچا۔ یہ دیکھ کر مجھے زبردست دھکا لگا کہ وہ نہایت کمزور اور نحیف نظر آرہی تھی۔ اس کی خالی خالی نظروں نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔

"ڈالی!"

وہ پلکے جھپکے بغیر خلا میں گھورتی لیٹی رہی۔

میں جانتا تھا کہ اس کمرے میں میرا پایا جانا بہت خطرناک ہو سکتا تھا۔ اگر کوئی بھی اچانک آجاتا تو میرے پاس اپنی یہاں موجودگی کا کوئی بھی جواز نہ تھا۔ کیا میرے چٹکی بجانے سے وہ ہوش میں آجائے گی لیکن میں ایسا کرنے کی ہمت نہیں کر سکا۔

"ڈالی!"

کوئی جواب نہیں۔ کوئی حرکت نہیں!

میں نے اسکا بازو دبایا۔

اس میں کوئی جنبش نہیں ہوئی۔

مجھے کچھ نہ کچھ کرنا تھا! میں نے ہاتھ اٹھایا اور کچھ ہچکچاہٹ کے بعد چٹکی بجادی.... ایک بار.... دوبار....

اثر فوراً ہوا۔

وہ زور سے کانپی۔ اس کی آنکھوں میں زندگی کے آثار نظر آنے لگے۔ اس نے میری طرف دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کی۔

"یہ میں ہوں ڈارلنگ کلے!"

وہ پھر لیٹ گئی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"وال! میں کلے ہوں۔" میں نے دوبارہ کہا۔

"تم کلے نہیں ہو سکتے۔" وہ پھسپھائی "مجھ سے دور ہو جاؤ۔ میں تمہیں خوب پہچانتی ہوں شیطان! دور ہو جاؤ۔"

اس کی آنکھوں میں پنہاں دہشت اور پھٹی ہوئی آواز نے مجھے دروازے کی طرف بڑھنے پر مجبور کر دیا۔

"نکل جاؤ۔" وہ چیخی "نکل جاؤ۔"

خوف و گھبراہٹ سے کانپتے ہوئے میں باہر راہداری میں آیا اور دروازہ بند کر دیا۔ کچھ دیر میں وہیں کھڑا خود پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ میں اسے کھو چکا تھا! وہ اب مجھے بھی وڈل سمجھنے لگی تھی! لڑکھڑاتے قدموں سے میں نے راہداری پار کی نیچے آیا اور کار میں آ بیٹھا۔

کار میں بیٹھے ہوئے میں پانچ منٹ تک میں کچھ سوچتا رہا آخر میں نے کار اسٹارٹ کی۔

مجھے اس کا خون کرنا ہی تھا۔

لیکن اس کے لئے ایک پستول کی ضرورت تھی!

میں نے کار ایک روی سے ہوٹل کے پیچھے روکی اور ویسٹ پام بیچ والی سڑک پر دو طرفہ نظریں ڈالتا ہوا چلنے لگا۔ چلتے ہوئے میں نے

محسوس کیا کہ کئی نگاہیں مجھے ناپسندیدگی سے گھور رہی ہیں۔ لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی

میں اس پر ہجوم سڑک میں جہاں نیگرو لوگوں کا جم غفیر ادھر سے ادھر گھوم رہا تھا اپنی راہ بناتا بڑھتا گیا۔ مجھے کسی کباڑے یا اشیا گروی رکھنے والی دکان کی تلاش تھی۔

جنوبی سمت مجھے اس قسم کی ایک دکان نظر آ ہی گئی۔ میں نے اسکا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ اندر سے دکان بہت بڑی تھی اور کافی نیگرو مایوس سی شکلیں بنائے اندر کھڑے تھے۔

میرے سامنے والے طویل کاؤنٹر پر تقریباً تیس نیگرو مرد اور عورتیں کھڑی تھیں۔ ان کے سامنے کاونٹر پر کچھ بنڈل پڑے ہوئے تھے جنھیں انہوں نے اس طرح دبوچ رکھا تھا گویا ان کے چھین جانے کا خطرہ ہو۔ کاؤنٹر کے پیچھے سے تین کلرک انہیں کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

میں کچھ ہچکچاہٹ سی محسوس کرنے لگا۔ پھر میں نے ایک سیاہ ہاتھ کو اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔ کاؤنٹر سے ایک کنارے کی طرف ایک چھوٹے سے کمرے میں ایک بوڑھا بیٹھا مجھے اندر آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اس کے سر کے بال سفید تھے اور بھنویں اتنی گنجان کہ اسکی آنکھوں پر سایہ سا کرتی معلوم ہو رہی تھیں۔

"آئیے جناب" اس نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا کیا خدمت کروں؟"

میں کھڑا ہی رہا "مجھے ایک پستول چاہیے" میں نے سیدھے

مطلب کی بات کی۔ اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا اب وہ پولیس کو مطلع کردے گا؟ یا ٹکا سا جواب دے دیگا؟ مجھے اب کسی کا ڈر یا پرواہ نہیں تھی۔

"بہت خوب!" اس نے بغیر کسی تاثر کے اس طرح کہا جیسے میں نے اس سے دیوار گھڑی یا کوئی گلدان طلب کیا ہو۔ "پستول؟ یا بندوق؟ ہمارے پاس شکار کے لیے بہترین بندوقیں بھی ہیں اور خود حفاظتی کے لئے عمدہ پستول بھی۔"

"مجھے پستول چاہیئے۔"

وہ مسکرایا۔ اس کے بڑے بڑے پیلے دانت پیانو کے سروں کی طرح نمایاں ہو گئے۔

"بالکل ٹھیک! آج کل زیادہ تر لوگ پستول ہی پسند کرتے ہیں۔ اب نئی طرز زندگی میں اس کی ضرورت بھی ہے۔ ذاتی حفاظت ہر ایک کا مقدم فرض ہے۔ جناب میں آپ کو ایک بہترین چیز پیش کر سکتا ہوں۔" اسکی نگاہیں میرے جسم کا طواف کر رہی تھیں۔ "قیمت ضرور کچھ زیادہ ہے لیکن ہتھیار بھی بےحد عمدہ ہے۔ اعشاریہ تین آٹھ کا پولیس اسپیشل!"

میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں اسے کیا کہوں۔ مجھے صرف ایک پستول کی ضرورت تھی۔ ایسا پستول جو ڈل کو ہلاک کر سکے لیکن میں اس سے یہ تو کہہ نہیں سکتا تھا۔

"اچھا۔۔۔۔"

"قیمت ہوگی ایک سو تیس ڈالر! خوبصورت ہتھیار ہوگا جناب۔"

"دکھاؤ۔"

وہ ایک پردہ ہٹا کر کہیں اندر چلا گیا۔ بے چینی سی محسوس کرتے ہوئے میں وہیں کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ برآمد ہوا اور اپنی کرسی پر بیٹھ کر میز پر وہ پستول رکھ دیا۔

میں نے پستول پر نظریں جمائیں۔ مجھے تو وہ عام قسم کا ہی پستول نظر آیا۔ اس کی سیاہ پتلی نال اور چھوٹا سا ٹرائیگر دیکھ کر میرے جسم میں کپکپاہٹ دوڑ گئی۔

"آپ انہیں اطراف میں رہتے ہیں جناب؟" وہ اپنی ہانکے جا رہا تھا۔

"آج کل یہ جگہ بہت غیر محفوظ ہو گئی ہے۔" اس نے اداسی سے سر ہلایا۔

"لوگ میرے پاس دہشت کے عالم میں آتے ہیں۔ انہیں اپنی حفاظت کی فکر ہوتی ہے۔ اب اگر آپ کے پاس اس قسم کی پستول ہو!"

اس نے پستول اٹھا کر مجھے اسے الٹ پلٹ کر دکھایا۔

"تو آپ اطمینان کی نیند سو سکتے ہیں۔" اس نے اپنا جملہ مکمل کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کے دروازے پر آہٹ ہو یا آپ کی چھت پہ کوئی پتھر آ گرے یا آپ کو اپنے بستر کے قریب کوئی سیاہ سا یا متحرک دکھائی دے تو آپ اس کی مدد سے خود کو محفوظ سمجھ سکتے ہیں۔"

مجھے پستولوں اور بندوقوں کے بارے میں کوئی جانکاری نہیں۔ میرا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ذرا مجھے طریقہ استعمال سمجھا دیجئے۔"

دس منٹ بعد میں اس کی دکان سے جیب میں بھرا ہوا پستول لئے برآمد ہو رہا تھا۔ باہر ہوا بہت تیزی سے چل رہی تھی۔

نروس نروس کا شور میرے اعصاب پر حاوی ہو رہا تھا۔ مجھے اپنا ذہنی انتشار بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

میں پونے گیارہ بجے واپس وڈل کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ جب میں اپنی کار پارک کر رہا تھا تو میں نے ڈاکٹر فونٹن کو ایک موٹے سے پستہ قد شخص کے ساتھ کوٹھی سے برآمد ہوتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اندازہ لگایا کہ پستہ قد موٹا ضرور اسسٹنٹ ہوگا۔ ڈاکٹر فونٹن کا بگلے جیسا چہرہ متفکر نظر آ رہا تھا۔ دونوں فونٹن کی کار میں بیٹھے اور واپس چلے گئے۔

ڈائیگر بھی اپنی آفس سے باہر نکلا۔ مجھے دیکھ کر وہ میری طرف بڑھا۔

"کہاں تھے تم؟" اس نے پوچھا۔

"کچھ کام سے باہر گیا تھا۔ کیا خبر ہے؟"

دونوں ہی کسی بھی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔ کہتے ہیں کہ نروس[1] بریک ڈاؤن ہو گیا ہے۔ پاگل کہیں کے! فونٹن نے ٹنی سے بات کی تھی۔ وہ واپس آ رہا ہے۔"

بارش اور آندھی کے ایک زوردار ریلے نے اسے اندر ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ میں بھی بھاگ کر اس کے پیچھے ہال میں گھسا۔

"یہ اور مصیبت ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔ "معلوم ہوتا ہے طوفان آ کر ہی رہے گا۔ آدھ گھنٹہ پہلے کی وارننگ سنی؟"

"کیسی وارننگ؟"

---

[1] اعصابی انتشار

"محکمہ موسمیات نے طوفان کے بارے میں عوام کو پہلی وارننگ دے دی ہے۔"

مجھے اس کی پرواہ نہیں تھی۔

"تو انہوں نے نروس بریک ڈاؤن کہا ہے؟"

اس نے کندھے اچکائے۔

"اس میں سب کچھ آجاتا ہے۔" اس نے ابر آلود آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان کے بیان کے مطابق ۱۹۲۸ء کے بعد سے اتنا زبردست طوفان نہیں آیا جیسا کہ اب متوقع ہے میں ذرا اپنا کام ختم کر دوں۔"

وہ بھاگتا ہوا اپنی آفس کی طرف چلا۔ میں بھی سیڑھیاں طے کرتا ہوا اپنی آفس میں آگیا۔

کونی فون پر فلائیٹ بک کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ادھ کھایا ہوا ہمبرگر تھا۔

"بہت اچھا۔" وہ فون پر بولی۔ "میں ویزے بنوالوں گی" اور اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"ایک پروگرام مکمل کر دیا ہے مسٹر برڈن" وہ مسکرا کر بولی۔ "میں نے پورٹر کو ویزے بنوانے بھیج دیا ہے۔ مسٹر اور مسز میر کے لئے!"

میں نے اس کی بات پر دھیان دیئے بغیر سر ہلا دیا۔

"بہت اچھے!" میں نے کہا۔ "اور باقی؟"

"ایک پروگرام ہے..."

میرا دھیان تو ڈل کی طرف تھا۔ تو وہ واپس آرہا تھا! کب؟

مجھے معلوم ہونا چاہئے تھا۔ میں نے انٹرکام پر ڈرائیور کا بٹن دبایا۔
"برڈن" میں نے کہا "تم نے کیا بتایا تھا مسز ڈل کب لوٹ رہے ہیں؟ میں ان کی واپسی کا انتظام کر دوں گا۔"
"وہ واپس چل چکا ہے۔" ڈرائیور کی آواز آئی۔ "صبح چھ بجے پہنچ جائے گا۔ میں نے شوفر کو ایئرپورٹ پہنچنے کی ہدایت کر دی ہے۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔"
میں نے سلسلہ منقطع کر دیا اور جیب میں رکھے ہوئے پستول کے دستے کو تھپتھپایا۔

"معاف کیجئے گا مسٹر برڈن" کوئی کی آواز آئی "اگر میں موسم کی خبریں لگاؤں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"
میں اپنے خیالوں میں اتنا غرق تھا کہ بڑبڑا کر چونک اٹھا۔
"کیا کہا؟"
اس نے جیبی ٹرانسسٹر مجھے دکھاتے ہوئے کہا "موسم کی خبریں"
"ضرور"
باہر بارش اسی زور و شور سے برس رہی تھی۔
خبریں نشر کرنے والے نے کہا کہ ایک زبردست ساحلی طوفان جو کہ ویسٹ انڈیز سے اٹھا تھا فلوریڈا ساحل کی طرف بیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گامزن ہے۔ وہ امریکہ کی ویسٹ ساحل پر دو دنوں میں پہنچے گا

اور اس کی اگلی صبح میامی کے ساحل پر۔

"آپ لوگوں کو متوقع طوفان سے خبردار کیا جا چکا ہے احتیاط و حفاظتی تدابیر بتائی جا چکی ہیں۔ اب آپ کو ہر گھنٹے بعد موسم کی مختصر رپورٹ دی جائے گی۔"

اس کا کیا مطلب ہے؟" میں نے پوچھا۔ خبروں کے ختم ہونے پر کونی نے ٹرانسسٹر بند کر دیا تھا۔ اور اپنے تھیلے سے ایک لفافہ نکال رہی تھی۔

"جب بھی یہاں طوفان آتا ہے ہمیں بچاؤ کے اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔" وہ بولی "تمام امیر اور پیسے والے لوگ اندرون ملک کی طرف پسپا ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے تمہارے جیسے لوگ یہیں پھنس جاتے ہیں۔ بڑا مزا آتا ہے۔ میں نے دو طوفان دیکھ رکھے ہیں۔ اور یہ تیسرا دیکھوں گی۔" اس نے خوش ہو کر سوئی تھیلے میں جھانکا اور بولی۔

"کچھ چاکلیٹ کیک لینا پسند کرو گے مسٹر براؤن؟"

"نہیں۔ شکریہ۔"

انٹرکام کا بزر بجا۔ میں نے بٹن دبایا۔ ڈاڈیر کی آواز آئی "ذرا میری آفس میں آجاؤ۔ چھتری لیتے آنا۔ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔"

"آ رہا ہوں۔"

میں کوٹھی سے نکل کر بھاگتا ہوا اس کی آفس میں پہنچا اور تقریباً پورا بھیگ گیا۔ وہ اپنی کرسی پر کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔

"ہیری سب آدمیوں کو کام پر لگا دو۔" وہ کہہ رہا تھا۔ "سب

کاغذات اور سامان حفاظت سے رکھ دو۔ موٹر بوٹ کا خیال رکھنا .... او کے! معلوم نہیں شاید ہم یہاں بھی رہیں۔ بعد میں مجھے رپورٹ دو۔"

میں نے اپنی جیکٹ سے پانی جھٹکا اور کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ دوسری آفیسوں کو ضروری ہدایات دے رہا تھا۔ طوفان بہت زبردست ہو گا۔ کل سے دفتر بند رہے گا۔ باقی سارا اسٹاف یا تو ڈالاس چلا جائے گا یا اپنے اپنے گھروں میں ہی رہے گا۔ تمہارے کیا ارادے ہیں برڈن؟ یہیں رہو گے یا گھر جاؤ گے؟"

"یہ سب کیا گڑبڑ ہے؟"

وہ ہنسا۔

"تم بوسٹن سے آئے ہو اس لئے تمہیں ساحلی طوفان کا تجربہ نہیں اس دوران میں سارا کام ٹھپ پڑ جاتا ہے۔ امیر لوگ تو شہر سے باہر جانا شروع ہو گئے ہیں۔ بیڑا ڈائیزسٹی۔ سیاہی اور لوور ڈیل میں تو سب کام رک جائے گا۔ اگر تم یہاں رہنا چاہو گے تو مسٹر کلیمنٹ اور بٹلر کو بھی یہیں رہنا پڑے گا۔"

اس نے برا سا منہ بنایا اور بولا۔

"اور مجھے بھی یہاں رہنا ہو گا۔ بڑی مصیبت ہوتی ہے۔ ڈبہ بند کھانا کھانا پڑتا ہے بجلی کاٹ دی جاتی ہے۔ طوفان کا شور.... لیکن کام کچھ نہیں .... بہتر ہو گا تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ تمہارے لئے اس دوران میں کوئی کام نہیں ہو گا۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ سچ مچ سب کام ٹھپ پڑ جائے گا؟"

"ہاں۔ محکمہ موسمیات کے مطابق یہ طوفان اب تک کے طوفانوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔"

"مسٹر ڈوڈل کا کیا ہوگا؟"

"یہ تو وہی جانے! اگر اس نے ڈالاس نہ جانے کا فیصلہ کیا تو اسے بھی یہیں رکنا ہوگا۔ شاید وہ اسے ڈالاس بھیج بھی دے! لیکن تم اپنا بتاؤ۔ یہیں رہو گے یا اپنے گھر جاؤ گے۔ طوفان کے ختم ہوتے ہی مجھے سب اشاف کو واپس بلانا ہوگا اس لئے اپنا ایڈریس چھوڑ جانا۔"

"میں یہیں رکوں گا۔" میں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہا۔ "اگر حالات زیادہ بگڑ گئے تو کوئی نہ کوئی مدد تو کر سکوں گا۔ لیکن اگر مسٹر ڈوڈل ڈالاس جانے کو تیار ہو گئے تو میں اپنے گھر چلا جاؤں گا۔"

وہ متحیر نظر آنے لگا۔

"جیسی تمہاری مرضی۔ لیکن یہاں تمہارے لئے کوئی کام نہیں ہوگا خیر میں تنہائی سے بچ جاؤں گا۔ کل آتے وقت کپڑے اور بستر لیتے آنا۔ کل کے بعد سڑک پر نکلنا محال ہو جائے گا۔"

بجلی کی کڑک نے کھڑکی کے شیشے جھنجھنا دیئے۔

"طوفان بڑھتا جا رہا ہے۔" اس نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر کلیمنٹ سے کہہ کر یہاں ایک کمرہ اپنے لئے ٹھیک کروا لو۔"

بارش اتنی تیز تھی کہ مجھے استقبالیہ کلرک سے ایک چھتری لے کر اپنی آفس میں پہنچنا پڑا۔ میں نے کوفی سے کہا کہ اسے کل سے آنے کی ضرورت نہیں۔ طوفان کے ختم ہونے پر اسے طلب کیا جائے گا۔ اس کے بعد میں نے مسٹر کلیمنٹ کا نمبر ملایا۔

"مسٹر ڈاہر نے کہا ہے کہ میں طوفان ختم ہونے تک یہیں رکوں۔ کیا آپ میرے لیے کمرے کا انتظام کر دیں گی؟"

"ضرور مسٹر برٹن۔ کمرہ نمبر دو آپ کی آفس کے ساتھ والا"

اسکا مطلب تھا کہ دال مجھ سے تیس گز کی دوری پر تھی!

کام کوئی خاص تو تھا نہیں۔ ہم نے چھ بجے تک کسی نہ کسی کام میں ہی خود کو مصروف رکھا۔ چھ بجے جب بارش ذرا ہلکی ہوئی تو میں نے کوئی کو گھر بھیج دیا۔

اس کے جانے کے بعد میں نے ایک سگریٹ سلگایا اور کرسی کی پشت سے ٹک کر سوچنے لگا۔

وہ کل آ رہا تھا! دال نروس بریک ڈاؤن کا شکار ہو چکی تھی۔ اور کل سے میں دن رات یہیں رہنے والا تھا۔

میں نے جیب سے پستول نکال کر اسکا معائنہ کیا۔ بوڑھے نیگرو نے مجھے گولیاں بھرنا نکالنا وغیرہ سمجھا دیا تھا۔ اس وقت پستول خالی تھا۔ میں نے اسے اوپر اٹھایا اور سامنے کی تصویر پر نشانہ لے کر گھوڑا دبا دیا۔ کلک کی آواز ہوئی۔ میں سوچنے لگا کہ وقت آنے پر میں بھرے ہوئے پستول کا گھوڑا دبا پاؤں گا یا نہیں؟

میں نے پستول اپنے بریف کیس میں رکھی۔

اب وقت آ گیا تھا کہ اسے قتل کرنے کا کوئی محفوظ طریقہ سوچا جائے طریقہ ایسا ہونا چاہئے تھا کہ مجھ پر یا دال پر کسی قسم کا شک نہ ہو میں اس طوفانی شور میں دو گھنٹے منصوبہ بندی کرتا رہا۔ لیکن کوئی ایسا پلان نہ بنا سکا میں نے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ مجھے ضرور کوئی نہ کوئی موقع مل جائے گا

میرے پاس ہتھیار تھا اور موقع ملنے پر میں چوکنے والا نہیں تھا۔ کم سے کم سوچنے کی حد تک تو میں یہی سمجھ رہا تھا۔

آخر میں اٹھا اور آفس سے باہر آگیا۔ ہوا نہایت تیزی سے درختوں کو چیرتی ہوئی بہہ رہی تھی۔ گھر کی طرف لوٹتے وقت میں نے دیکھا کہ کاروں کا ہجوم شہر سے باہر کی طرف رواں تھا۔ بوڑھے لوگوں سے لدی کچھ بسیں بھی شہر سے باہر جانے والے راستے کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ شہر سے لوگوں کا انخلا شروع ہوگیا تھا۔

دوکانوں اور راستوں پر لوگ باہر کی بجلی کی زیبائش۔ نام کی تختیاں وغیرہ ہٹا رہے تھے۔ کھڑکیوں پر تختے جڑ کر انہیں بند کیا جا رہا تھا۔ شاہراہ باہر جانے والی بسوں موٹروں اور ٹرکوں سے بھری پڑی تھی اس لئے میں گلیوں سے ہوتا ہوا اپنے گھر کی سمت چلا۔

لوگ چھتوں پر چڑھے چمنیوں کے منہ بند کر رہے تھے اور طرح طرح کی حفاظتی تدابیر اختیار کر رہے تھے۔

ہوا اتنی تیز تھی کہ کار چلانا مشکل تھا۔ بڑی مشکلوں سے میں اپنے اپارٹمنٹ تک پہنچا۔ بارش پھر شروع ہوگئی تھی۔

جب میں اپنے کمرے میں پہنچا تو روز ڈا کھڑکی سے باہر بارش اور طوفان کا نظارہ کر رہی تھی۔

"تو آخر طوفان آہی گیا۔" میں نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ میں نے بریف کیس جس میں پستول رکھی تھی اپنی میز کی دراز میں رکھ دیا۔

"تم نے واپسی میں لوگوں کو شہر سے بھاگتے اور حفاظتی اقدامات کرتے ہوئے دیکھا؟"

وہ نہ ہی مڑی نہ ہی اس نے کوئی جواب دیا۔ میں نے اس کی پشت پر اسے منہ چڑھایا اور بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

بستر پر ایک سوٹ کیس رکھا ہوا تھا۔ میں ٹھٹکا۔ پھر میں نے قریب جا کر سوٹ کیس کھول کر دیکھا۔ اس میں روزا کے کپڑے بے ترتیبی سے ٹھنسے پڑے تھے۔ وہ سامان پیک کرنے میں بہت پھوہڑ تھی اور اگر ہم کہیں باہر جاتے تھے تو سامان میں ہی پیک کیا کرتا تھا

میں واپس لیونگ روم میں آیا۔

"یہ سوٹ کیس کس لئے تیار کیا ہے ہنی؟" میں نے کچھ بے چینی سی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"طوفان کے ختم ہونے تک میں ہوٹل میں ہی ٹھہروں گی۔" اس نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔ "ڈیفنی نے (روزا کی مالکن) کہا ہے کہ طوفان میں آنا جانا خطرناک ہوگا اور ہوٹل میں ٹکے اسیر لوگوں کو خریداری کے علاوہ اور کوئی کام نہ ہوگا۔ اس لئے اسٹاف کا وہیں رہنا بہتر ہے۔"

اس کے لہجے کی سختی نے میری بے چینی میں اضافہ کر دیا "کیا بات ہو ہنی! کسی بات پر ناراض ہو؟"

وہ میری طرف مڑی۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں دھوکے باز!" وہ بولی۔ اور لپک کر اس نے میز پر سے ایک میگزین اٹھائی۔ صفحات پلٹے اور ایک رنگین فوٹو نکال کر میری طرف بڑھایا۔

حالانکہ میری طرف میگزین کا الٹا رخ تھا لیکن میں نے دیکھ لیا کہ وہ وال کی تصویر تھی۔

میں نے اپنا چہرہ جذبات سے عاری رکھنے کی کوشش کی۔

"اس میں کیا بڑی بات ہے؟" میں نے پوچھا۔

"مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو حرامی کہیں کے!" وہ چیخی "میں نے یہ فوٹو مِلز اولسن کو دکھائی تھی اور جانتے ہو اس نے کیا کہا اس نے کہا کہ یہی وہ تمہاری لاڈلی اور قابل سکریٹری وال ڈارٹ ہے! جس کے لئے تم چھ برسوں سے مرے جا رہے تھے؛ اسی رنڈی کے ساتھ تم عیش کرنے گئے تھے.... بڑے آئے کہیں کے مجنوں.... یہ رہی تمہاری وہ گھٹیا انگوٹھی!"

اس نے کچھ چیز میرے چہرے پر دے ماری۔ وہ شے میرے چہرے سے ٹکرا کر فرش پر گری۔ میں نے جھک کر اسے اٹھایا میں نے دیکھا یہ وہی انگوٹھی والی ڈبیہ تھی جسے میں نے بہت شوق سے چھ سال قبل وال کیلئے خریدا تھا۔ جسے میں نے اپنی قمیضوں والی الماری میں حفاظت سے رکھ دیا تھا اسی کے ساتھ وال کے لکھے ہوئے خطوط بھی رکھے ہوئے تھے

میں نے ڈبیہ اٹھا کر قمیض کی جیب میں رکھ لی۔ اسی وقت باہر بہت زوروں سے بجلی کڑکی۔

"تم کتیا کے پلے! تم اس وقت مجھے مارنے دوڑے جب میں نے تمہیں یہ کہا تھا کہ تم اس کے ساتھ عیش کر رہے تھے! تم۔ تم نوکیلی ناک والے حرامی۔"

وہ اپنی انگلیاں پنجوں کی طرح پھیلائے مجھے نوچنے کے لئے لپکی میں نے اس کی کلائیاں تھام لیں اور اسے آہستہ سے ایک کرسی میں ڈھکیل دیا۔

"ٹھیک ہے روڈا۔ اب اس بارے میں بات کر لیں تو بہتر ہے۔

اب یہ گالی گلوچ چھوڑ دو۔" میں نے پر سکون لہجے میں کہا۔" میں تم سے طلاق لینا چاہتا ہوں۔"

وہ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میرے یہ الفاظ سن کر وہ واپس کرسی میں بیٹھ گئی۔

"کیا چاہتے ہو؟" اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"طلاق!" میں نے کہا۔" روڈا اب ذرا ٹھنڈے دماغ سے مہذب لوگوں کی طرح بات کرو۔ یہ تو تم مانو گی کہ ہماری آپس میں اتنی اچھی نبھتی نہیں ہم دونوں جانتے ہیں کہ یہ حقیقت ہے۔ تم ابھی جوان ہو۔ تم ضرور مجھ سے بہتر آدمی تلاش کر لو گے جو تمہیں خوش رکھ سکے!"

روڈا نے ایک لمبی سانس لی۔

"تو تم مجھ سے طلاق لے کر اس کتیا سے شادی کرنا چاہتے ہو؟" اس کی آواز غصے سے کانپ رہی تھی۔

"میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ میں صرف آزادی چاہتا ہوں اور شاید تمہیں بھی آزاد ہو کر خوشی ہی ہو گی۔"

"اچھا؟" اس نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔" میری خوشی کا بھی خیال ہے تمہیں؟ تو تم مجھ سے طلاق اس لئے چاہتے ہو کہ آزادی سے اس رنڈی کو وہ دے سکو جو وہ چاہتی ہے۔؟"

"روڈا!" میں نے تیز لہجے میں کہا" کیا تم تمیز سے بات نہیں کر سکتیں میں تم سے طلاق کے لیے کہہ رہا ہوں اور اسی میں ہم دونوں کی بھلائی ہے اس وقت تم غصے میں ہو۔ لیکن جب یہ طوفان ختم ہو جائے گا تب ہم اطمینان سے بیٹھ کر اس بارے میں فیصلہ کریں گے۔ تب تک تم اچھی طرح سوچ لو۔"

"سوچ لوں؟ میرے مجنوں! میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔"

وہ اٹھی اور بیڈ روم کی طرف چلی گئی۔

"خوف غصے اور جھنجلاہٹ کی ملی جلی کیفیت میں میں کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا اور باہر بارش اور آندھی کی طرف دیکھنے لگا۔

وہ اپنا سوٹ کیس اٹھائے باہر نکلی۔ اس نے برساتی پہن رکھی تھی اور وہ کافی کمسن اور خوبصورت نظر آ رہی تھی۔ اس نے سوٹ کیس میری میز پر رکھ دیا اور میری طرف مڑی۔

"اور اب میاں مجنوں میں تمہیں سوچنے کے لئے موقع دے رہی ہوں۔ اس طوفان کے ختم ہونے کے بعد میں واپس یہیں آؤں گی اور تمہاری بیوی کی حیثیت سے ہی! اس دوران میں تم مسٹر ہنری وڈل کو مطلع کرو گے کہ تم اس کا کام نہیں کر سکتے! تم ہمفری کے پاس جا کر اس سے پرانی نوکری پر بحال کر دینے کی درخواست کرو گے سنا تم نے؟ اگر تم ایسا کرو تو میں تمہاری عشق بازی اور بدمعاشیوں کو در گزر کر دوں گی۔ آج کے بعد تم اس رنڈی کو نہیں بلکہ مجھ کو خوش رکھنے کی کوشش کرو گے۔ تمہیں طلاق نہیں ملے گی۔ میں اسی طرح خوش ہوں۔ سمجھ گئے؟"

"مجھے افسوس ہے روڈا" میں نے کہا "اب میرا تمہارا ساتھ رہنا ممکن نہیں۔ اگر تم مجھے طلاق نہ دو گی تو ہماری راہیں الگ الگ ہوں گی۔"

"اس صورت میں تم نقصان میں رہو گے۔ میں بتاتی ہوں کس طرح! اگر تم نے میری حسب خواہش وڈل کا کام نہ چھوڑا اور اس کتیا کے پیچھے منڈلاتے رہے تو میں وڈل کو خط لکھ کر سب کچھ بتا دوں گی۔ میں اسے بتا دونگی کہ تم اس کی عورت سے ناجائز تعلقات رکھتے ہو۔ میں نے

اس کی تصویریں دیکھ رکھی ہیں۔ وہ کوئی کمزور یا مریل شخص نہیں۔ جب اسے تمہاری بدمعاشیوں کا علم ہوگا تو وہ تمہاری ایسی دھنائی کرے گا جس کے کرتم تنخ ہو اور اس رنڈی کی ہڈیاں توڑے گا اس لئے ذرا اچھی طرح سوچ لو!

میری واپسی تک یہ فتور دماغ سے نکال دو ورنہ اسپتال میں نظر آؤ گے۔ تب لنگڑاتے ہوئے میرے پاس مت آنا"

اس نے سوٹ کیس اٹھایا اور وہ باہر نکل گئی۔ دروازے کے بند ہونے کے ساتھ ہی بجلی کی ایک زوردار گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ طوفان کی شدت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

صبح چھ بجے گھڑی کے الارم نے مجھے جگا دیا۔ گزشتہ رات میں جلد ہی سوگیا تھا۔ اس خیال سے کہ اعصابی تناؤ کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آئے گی میں نے تین خواب آور گولیاں نگل لی تھیں۔ جب تک گولیوں کا اثر شروع ہوتا میں نے اپنی مایوس کن پوزیشن کا جائزہ لینے کی کوشش کی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اگر میں نے روڈا کی بات نہ مانی تو وہ ضرور رڈل کو مطلع کردے گی۔ اور وال مجھ سے یہ کہہ چکی تھی کہ ہمارے تعلقات کا علم ہوتے ہی وڈل ہمیں قتل کروادے گا۔ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ یہ کھوکھلی دھمکی ہی نہیں۔

اگر میں روڈا سے یہ کہتا کہ اسکے وڈل کو مطلع کر دینے سے میری جان کو خطرہ ہے تو اسے یقین نہ آتا۔ وہ سوچتی کہ میں اسے اس اقدام سے باز رکھنے

کے لیے جھوٹ کہہ رہا ہوں۔ وہ یہ تو مان سکتی تھی کہ وڈل بری پٹائی کردیگا لیکن یہ کبھی نہ مانتی کہ وہ میرا قتل بھی کرسکتا ہے۔

قتل!

میرا خیال پھر وڈل کے قتل کی طرف گیا۔ اگر میں اس کا خون کرسکتا تو روڈا مجھے بلیک میل نہیں کرسکتی تھی۔ اگر وہ طلاق کے لیے راضی نہ بھی ہوتی تب بھی میں اسے چھوڑکر وال کے ساتھ کہیں دور جاسکتا تھا۔ ایکبار اس کے ہپناٹزم کے اثر سے آزاد ہوتے ہی وال پہلے کی طرح چاق وچوبند ہوسکتی تھی اور ہم دونوں پھر کہیں کام شروع کرسکتے تھے۔ ہم کناڈا یا انگلینڈ نکل جاتے۔ اور ہمارے پچھلے تجربے کی بنا پر کوئی بھی ٹرول ایجنسی ہمیں کام دینے کو تیار ہو جاتی۔ بعد میں کچھ رقم پس انداز کرکے ہم اپنی ذاتی کمپنی کھول سکتے تھے۔

خواب آور گولیوں کے زیر اثر میرے اونگھتے ہوئے ذہن میں امید کی کرن جاگ اٹھی۔ میرا مستقبل اتنا تاریک نہ تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے میں وڈل سے چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاؤں گا۔ انہیں خوش آیند خیالوں میں ڈوبے ہوئے میں نیند کی آغوش میں جاگرا۔

میں نے الارم کا بٹن دباکر اسے بند کیا۔ کھڑکی کی طرف دیکھنے سے مجھے ایسا لگا جیسے سورج نکل آیا ہو۔ رات کی بارش کو دیکھتے ہوئے مجھے اس کی امید نہ تھی۔

میرا سر کچھ بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ کمرے میں بھی ایک عجیب قسم کا سناٹا تھا۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ شاید باہر ہوا کی تیزی میں بھی کمی آگئی ہے۔ پچھلے بارہ گھنٹوں میں ہوا کان کے پردے پھاڑ دینے والے شور کے ساتھ

ہو رہی تھی۔ میں نے اٹھ کر کھڑکی کھول دی۔

باہر ہر چیز بھیگی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ہوا کافی کم تھی اور سورج بھی دکھائی دے رہا تھا۔

شاید طوفان ختم ہو چکا تھا میں نے اپنے دل میں کہا۔

اپنے گھر میں تنہائی مجھے عجیب سی محسوس ہو رہی تھی۔ روزانہ اس وقت باتھ روم سے روڈا کے گنگنانے کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ عجیب بات تھی! اس کی موجودگی سے بھی میں پریشان تھا اور آج یہ تنہائی اور خاموشی بھی مجھے کھل رہی تھی۔

میں نے اپنے لئے کافی بنائی۔ نہا دھو کر لباس تبدیل کیا۔ سوا سات بجے میں نیچے گیراج میں آیا۔

چوکیدار ہیننگ ایک کار صاف کر رہا تھا۔ یہ دبلا پتلا اونچا نیگرو تھا جو کرایے داروں کا کافی خیال رکھتا تھا۔

گڈ مارننگ مسٹر بریڈن وہ مجھے دیکھ کر بولا " بہت جلد اٹھ گئے۔ مسز بریڈن کی کار نہیں دکھائی دے رہی ہے۔"

" وہ طوفان ختم ہونے تک ہوٹل میں ہی رہے گی۔ اور میں بھی پیراڈائیز لارگو میں ہی رکوں گا۔ طوفان ختم ہونے پر ہم پھر آ جائیں گے۔ ہماری کوئی ڈاک وغیرہ ہو تو سنبھال کر رکھنا۔

ضرور مسٹر بریڈن۔ یہ طوفان بھی کافی مصیبت کرے گا۔"

" لگتا تو ایسا ہے جیسے ختم ہو چکا ہو۔"

اس نے مسکرا کر انکار میں سر ہلایا۔

" نہیں جناب! طوفان ختم نہیں ہوا۔ یہ وقتی ٹھہراؤ شام کے زبردست

حملے کا پیش خیمہ ہے۔ آپ دیکھیے گا۔ شام تک کیا حال ہو گا۔"

میں سونی سڑکوں سے ہوتا ہوا وڈل کی رہائش گاہ کی طرف چلا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پورا شہر کسی جارحانہ حملے کا منتظر ہو۔ دکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں تختے جڑ کر بند کر دیئے گئے تھے۔ سڑک پر ٹریفک بہت کم تھا۔ جب میں پیراڈائیز لارگو کی چوکی پر پہنچا تو دیکھا کہ گارڈ چوکی کے قریب کی لٹکتی ہوئی شاخوں کو کاٹنے میں مصروف ہیں۔ شاید طوفان سے ان کے ٹوٹ کر گرنے کا خطرہ تھا۔

سیکورٹی گارڈ نے میرا پاس دیکھ کر سر ہلا دیا۔

"میں طوفان کے ختم ہونے تک اندر ہی رہوں گا۔" میں نے اسے مطلع کیا۔

"ہمیں بھی یہیں رکنا ہو گا الا کہ طوفان یہ چوکی ہی اڑا کر لے جائے۔"

"کیا مسٹر وڈل آ گئے ہیں؟"

"ابھی آدھ گھنٹے پہلے ہی گذرے ہیں۔"

جب میں کوٹھی میں پہنچا تو منظر ہی بدلا ہوا نظر آیا۔ تمام کھڑکیاں تختے جڑ کر بند کی جا چکی تھیں۔ دو آدمی چھت کے ہموار حصے پر کھڑے چمنی کے سوراخ بند کر رہے تھے۔ چینی باغبان پھولوں کے پودوں کو لکڑی کے سہاروں سے باندھ رہے تھے۔

میں نے اپنی آفس میں آ کر روشنیاں جلائیں۔ میری میز پر ایک لالٹین اور ایک ماچس کی ڈبیہ رکھی تھی۔ میں نے بند کھڑکیوں کی طرف دیکھا۔ پھر میز گھڑی پر نظر ڈالی۔ آٹھ بج رہے تھے۔

وڈل کے اکاؤنٹنٹ نے مجھے پورے ماہ کے خرچ کی تفصیل گاہکوں کے

نام وغیرہ کے ساتھ تیار کرنے کے لئے کہا تھا۔ چونکہ اس وقت میرے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے میں نے بھی تیار کرنے کا فیصلہ کیا
۔ میں نے پروگرام کی نقول والی فائیل نکالی
اور فہرست بنانے لگا۔ پونے نو بجے دروازے پر دستک ہوئی اور ڈائیر اندر داخل ہوا۔ "ہیلو!" وہ بولا۔ کیا حال ہیں؟" اس نے ایک ٹارچ میری میز پر رکھ دی۔ "طوفان تقریباً نو بجے رات سے متوقع ہے بجلی کاٹ دی جائے گی اس لئے اسے رکھو۔ بجلی کے بغیر بہت دقت ہوگی لیکن کیا کیا جائے۔"

وہ میری میز کے ایک کونے پر بیٹھ گیا۔

"ٹنی ابھی ایک گھنٹہ قبل واپس آیا ہے۔" اس نے منہ بنایا۔ اسکا موڈ خراب معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت وہ سنر ڈول کے ساتھ ہے"

"کیا اس نے تمہیں بتایا کہ وہ یہاں رہے گا یا نہیں؟"

ڈائیر نے دانت نکالے۔

"اس نے تو میری گڈ مارننگ کا بھی جواب نہیں دیا۔ مجھے اسی کمرے کے نیچے والا کمرہ ملا ہے۔ ٹنی کا آفس بھی نیچے میری آفس کے ساتھ ہی کہ آج کی ڈاک تو آگئی ہے۔ اس کے بعد تو شاید چار روز بعد ہی آئے۔"

"میں کچھ مدد کر سکتا ہوں؟"

"اس وقت تو نہیں! ویسے میرے نئے کمرے کا انٹر کام نمبر چار ہے اچھا چلوں۔"

میں بیٹھا سوچنے لگا کہ وال کے کمرے میں کیا ہو رہا ہوگا۔ میرے دماغ میں اتھل پتھل مچی ہوئی تھی۔ میں نے میز کی دراز کھول کر اپنا بریف کیس

دیکھا جس میں میرا پستول رکھا ہوا تھا پھر بھی مجھے کوئی سکون نہ محسوس ہوا۔ میں نے کام پر توجہ دینے کی کوشش کی۔ لیکن میرا ذہن بار بار راہداری کے دوسرے سرے پر ڈال کے کمرے کی طرف بھٹک جاتا تھا۔

مجھے یاد آیا کہ میں اپنے کپڑے اور بستر وغیرہ کار میں ہی چھوڑ آیا تھا۔ یہ خیال آتے ہی میں باہر نکلا۔ کچھ دیر راہداری میں رک کر میں نے آہٹ لینے کی کوشش کی۔ مجھے کچھ نہ سنائی دیا۔ میں ڈال کے کمرے کی طرف کھسکا اور اس کے کمرے کے دروازے سے دس گز دور زینوں کے سرے پر رک کر ڈال کے کمرے کی آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔

اچانک مجھے ڈول کا گونجتا ہوا ایسا قہقہہ سنائی دیا۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"بہتر ہو گا کہ تم بستر چھوڑ دو" مجھے اس کی چنگھاڑتی ہوئی آواز صاف سنائی دی "بستر پر پڑے رہنے سے صحت اور بھی خراب ہو جاتی ہے کپڑے پہنو اور کسی کام میں دل لگاؤ۔"

دروازے کے ہینڈل کو گھومتے دیکھ کر میں تیزی سے زینے اترنے لگا۔ جب میں نیچے ہال میں پہنچا تو ڈل زینوں کے اوپری سرے پر آ چکا تھا

"ہیلو برڈن!"

میرے قدم اس کی آواز سنتے ہی تھم گئے۔ میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ سفید قمیض۔ سرخ ٹائی اور فیروزی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ وہ تیزی سے نیچے اترا اور میرے قریب آ کر بولا "میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اس کے چہرے پر جھنجلاہٹ کے آثار تھے اپنی آفس کی طرف بڑھتے وقت

وہ اپنے ایک ہاتھ کا گھونسہ اپنی دوسری ہتھیلی پر مار رہا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے میں نے اس کے چوڑے کندھوں کا جائزہ لیا جن سے بے پناہ توانائی کا اظہار ہو رہا تھا۔

اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ کمرہ بے حد کشادہ اور قیمتی فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ وہ میز کے پیچھے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں تم سے بہت خوش ہوں، برڈن۔ تمہارا کام بے حد تسلی بخش رہا ہے اور چونکہ تم طوفان میں یہاں رک رہے ہو اس لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے ایک نہایت اہم ٹیلی فون کال کے انتظار میں یہاں رکنا پڑ رہا ہے۔ میں نے مسز وڈل سے کہا تھا کہ وہ ڈالاس چلی جائے۔" اس نے اپنے بھاری کندھے اچکائے۔ "اب خدا جانے کیوں وہ بھی یہیں رہنا چاہتی ہے۔ بیٹھ جاؤ" اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

میں کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ بٹلر کافی کا سامان لئے ہوئے داخل ہوا۔

"کافی لو گے برڈن؟"

"جی نہیں شکریہ" مجھے محسوس ہوا کہ اس کے ساتھ کافی پینے سے مجھے قے ہو جائے گی۔ "میں ابھی ابھی کافی پی کر آ رہا ہوں۔"

"اچھا!" اس نے بٹلر کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا "ہیرس تم بھی جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ کیٹی میرا خیال رکھے گا۔"

"بہت بہتر جناب۔" بٹلر نے کہا اور نکل گیا۔

"سب بزدل ہیں۔" وڈل نے بیزاری سے کہا۔ "میں نہیں چاہتا کہ کمزور اور بزدل شخص میرے قریب رہیں! ہاں۔ تو میں تمہارے کام کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ تم نے سکریٹری رکھ لی؟"

"جی ہاں۔ لیکن میں نے طوفان تک اسے چھٹی دے دی ہے۔"

مسٹر ڈل تو شاید کام کرنا پسند نہ کریں۔ اس لئے تم اسی لڑکی کو مستقل طور پر رکھ لو اگر اسکا کام ٹھیک ہو تو! کیا تنخواہ طے کی ہے؟"

میں نے اسے بتایا۔

"واجب ہے۔" اس نے سر ہلا کر کہا۔ "اچھا میں تمہیں ایک کام دے رہا ہوں اسے فوراً کر دینا۔ کیونکہ اگر طوفان اتنا ہی خطرناک ثابت ہوا جتنا کہ موسم والے کہہ رہے ہیں تو شاید ٹیلی فون بھی کام نہ کرے۔ ایک ایرٹیکسی بک کر دو۔ طوفان کے ختم ہوتے ہی جیسے ہی موسم اڑان کے قابل ہو وہ ایرپورٹ پر تیار رہے۔ منزل ہوگی سان سالواڈور۔ تین مسافر مع سامان جائیں گے۔ ان کے نام میں بعد میں بتا دونگا۔ لیکن بکنگ فوراً کر دو۔" اس کے چہرے پر ایک مکارانہ مسکراہٹ آئی۔

"اور اس حرامی سے کہہ دینا کہ ادائیگی نقد ہی ہوگی۔"

"بہت اچھا مسٹر ڈل۔" میں اٹھتا ہوا بولا۔

"ایک سنٹ رکو۔ اس کام کے نپٹانے کے بعد تم مجھ پر ایک عنایت کرو گے؟"

یہ اتنا غیر متوقع تھا کہ میں ہکا بکا اسے دیکھتا رہ گیا۔

"ضرور مسٹر ڈل۔"

"اگر تم دوپہر کو مسز ڈل کا دل بہلاؤ تو میں مشکور ہوں گا۔"

وہ بولا۔ "مجھے کچھ ضروری کام ہیں اس لئے مجھے فرصت نہ ہوگی۔"

مجھے اپنی سماعت پر یقین نہ ہوا۔

"بڑی خوشی سے مسٹر ڈل۔" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"شاباش!" اس نے کوئی قانونی دستاویز اٹھائی۔ یہ مجھے جانے کا اشارہ تھا۔

میرا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ میں باہر ہال میں نکلا۔ مجھے مسز کلیمنٹ ہیرلیں اور ایک موٹا سا شخص جو کہ شاید باورچی رہا ہو گا زینوں سے اترتے دکھائی دیئے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک سوٹ کیس تھا۔ میرے قریب سے گزرتے وقت مسز کلیمنٹ نے سر ہلایا۔ ہیرلیں نے ذرا سی گردن اکڑائی اور باورچی بغیر میری طرف نظر ڈالے تھل تھل کرتا چلا گیا۔ ان کے جانے کے بعد میں ڈائر کے آفس میں داخل ہوا جو کہ ہال کے بیچ ایک کمرے میں تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ مسکرایا۔

"کیوں؟ گیئر سب بھاگ گئے؟"

"کہاں گئے ہیں سب؟"

"ڈالاس کی طرف جانے والی آخری فلائیٹ پکڑنے۔ ٹنی نے انہیں جانے کی اجازت دے دی ہے یہاں صرف گیٹی رہے گا۔ وہ کہتا ہے کہ وہ کھانا بنا لیتا ہے بستر تو تمہیں خود لگانا پڑے گا اور ہاں تم ٹائپ کرنا تو جانتے ہو گے؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو ذرا میری مدد کر دو" اس نے چند کاغذات میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ان کی دو دو نقلیں بنا دو۔ عنایت ہو گی!"

"ضرور" میں نے کاغذات لیتے ہوئے کہا۔

میں اوپر اپنے آفس میں آیا۔ کاغذات میز پر رکھے۔ کچھ ہچکچاہٹ کے بعد میں آفس سے نکل کر ڈائر کے کمرے کی طرف بڑھا۔ میں نے راہداری میں

چند قدم ہی بڑھائے ہوں گے کہ مجھے رک جانا پڑا۔

زینوں پر سانپ کی آہستگی اور تیزی سے گیبنی چلا آرہا تھا۔ وہ اوپر آیا۔ ہم دونوں کی نظریں ملیں۔ اس کی آنکھیں کسی سانپ کے سے انداز سے چمک رہی تھیں۔

اس کو دیکھتے ہی میرے جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"کس کی تلاش ہے دوست!" اس نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا میں ہڑبڑا کر پیچھے ہٹا۔ وہ کسی ناگ کی طرح خطرناک دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے تیزی سے اپنی آفس میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

یہی وہ آدمی تھا جو دال کے بیان کے مطابق ہمیں قتل کر سکتا تھا مجھے وہ ملک الموت سا نظر آیا۔ نجانے کیوں میں اس سے اس قدر خوفزدہ ہو گیا تھا!

میں نے اپنے آپ کو اس اظہار بزدلی کے لئے کوسنا شروع کر دیا۔ کیا ضرورت تھی مجھے اس سے اسقدر ڈرنے کی؟ اب وہ بھی سمجھ گیا ہو گا کہ میں اس سے ڈرتا ہوں! لیکن اس میں ایسی کوئی بات ضرور تھی جو کسی بھی شخص کو خوفزدہ کر سکتی تھی۔

میں نے اپنے چہرے پر ابھرے پسینے کے قطرات کو پونچھا۔ باہر آہٹ سننے کی کوشش کی۔ مجھے کوئی آواز نہیں آئی لیکن مجھے یقین تھا کہ وہ اب بھی میرے دروازے کے باہر کھڑا ہو گا۔ بڑی مشکلوں سے میں نے خود کو دروازہ مقفل کرنے سے باز رکھا!

مجھے اعتدال پر آنے میں دس منٹ لگے۔ مجھے اپنی آفس سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ شائد وہ اب بھی باہر ہو!

میں نے فلوریڈا ایر ٹیکسی کا نمبر ملایا۔ فون ان کے منیجر روجر ایورٹ نے اٹھایا۔

"ہیلو برڈن!" وہ چہکا "کیا حکم ہے؟ اس دن تو تمہارے بوڑھے باس نے فوراً نقد ادائیگی کر دی تھی!"

اب پھر ایک ایر ٹیکسی کی ضرورت ہے۔ تین مسافر مع سامان! سان سالواڈور جانے کے لئے مناسب موسم ہوتے ہی تیار ہونی چاہیئے"

"انتظام ہو جائے گا۔ شرائط وہی ہوں گی۔"

"بالکل!"

"اوکے! اس سے کہہ دو کہ جہاز تیار ملے گا۔"

"موسم کا کیا حال ہے؟"

"یہی چار دنوں میں معمول پر آئے گا۔ لیکن اس دوران میں بڑی مصیبت رہے گی۔ آج منگل ہے سنیچر تک اڑان ممکن ہو سکے گی۔"

"اوکے!"

میری ہمت وال کی طرف جانے کی نہیں ہو رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا گیسٹی نے میرے ہوش اڑا دیئے ہوں۔ اس لئے میں ڈاہر کے دیئے ہوئے کاغذات ٹائپ کرنے لگا۔ آئیل کارپوریشن کے ڈائریکٹروں کی تقاریر تھیں۔

ٹائپ کرتے وقت بڑھتے شور کی وجہ سے میں نے محسوس کیا کہ ہوا میں پھر تیزی آ رہی ہے۔ درختوں کی شاخیں اور پتے سنسنا رہے تھے دور کہیں بادلوں کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔

موسم پھر بگڑنے لگا تھا۔

لنچ کے لئے جب میں ڈائننگ روم میں پہنچا تو کمرے میں خاصہ اندھیرا تھا۔ میز پر دو پلیٹوں میں سینڈوچ اور بیر کی چند بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے دو سینڈوچ اور ایک بیر کی بوتل اٹھائی اور اپنے آفس میں آگیا۔

پھر میں نے ڈائیر کا دیا ہوا کام مکمل کیا۔

ہوا اب درختوں کے بیچ سے سیٹیاں بجاتی سی گذر رہی تھی بادلوں کی گڑگڑاہٹ اب تیز ہونے لگی تھی۔

کچھ دیر بعد انٹرکام پر ڈائیر کی آواز آئی۔

"وہ تقریر کے مسودے ٹائپ کر لئے؟"

"ہاں لے آؤں؟"

"ٹنی مانگ رہا ہے۔ اسی کو پہنچا دو۔"

ڈل کو میں نے اپنی میز پر ہی پایا۔ اس کی میز پر ایک گلاس دودھ اور چند سینڈوچ بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر میری طرف دیکھا۔

"وہ تقریر والے کاغذات مسٹر ڈل" میں نے ٹائپ شدہ کاغذات اسکی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ڈل کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر ایک سینڈوچ اٹھاتا بولا "ایر ٹکیسی طے کر دی؟"

جی ہاں ایورٹ AVERT کا خیال ہے کہ جہاز سنیچر کو جا سکے گا۔"

"خدا کرے اسکا خیال درست ہو۔ اب تم مسز ڈل کے پاس جاؤ۔ میں ابھی ابھی اس کے پاس سے آیا ہوں۔ وہ تنہائی کی شکایت کر رہی ہے"

وہ مجھے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "اور برڈن ایک بات کا خیال رکھنا اسے تسلی دینے یا ہمدردی جتانے کی کوشش مت کرنا۔ اس کا خیال ہے کہ اسے نروس بریک ڈاؤن ہوگیا ہے جو کہ نری بکواس ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف بور ہوگئی ہے۔ جب عورتیں بور ہوجاتی ہیں تو وہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف مرکوز کرنے کے لئے کچھ بھی کر گزرتی ہیں اس لئے اس کی بیماری کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھے!"

میں ہچکچایا۔ پھر کچھ ہمت کر کے میں نے اس سے نگاہیں ملائیں اور کہا "معاف کیجئے گا سٹرونڈل۔ میں یہ نہیں مانتا۔"

وہ قلم اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ میرا جواب سن کر اس کا ہاتھ راہ میں ہی رک گیا۔ اس نے تیزی سے میری طرف دیکھا۔

"کیا مطلب؟" اس نے مطالبہ کیا۔

"میں اس وقت ان کے ساتھ ہی تھا جب وہ بیہوش ہوئیں۔ انکے سر میں کافی چوٹ آئی ہے۔ ڈاکٹر فوبٹن تین دنوں سے دونوں وقت اسے دیکھنے آ رہا ہے اس لئے آپ کا یہ خیال کہ وہ صرف دوسروں کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لئے ڈھونگ کر رہی ہیں غلط ہے!"

وہ مجھے ڈرانے والی نگاہوں سے گھورتا رہا۔

"بہت دلچسپ! تو تمہارا بھی یہی خیال ہے برڈن کہ اسے نروس بریک ڈاؤن ہوگیا ہے؟"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ لیکن صرف دوسروں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے کوئی اپنا سر نہیں پھوڑ سکتا۔"

اس نے اپنا مخصوص قہقہہ لگایا جو کہ مجھے کسی کتے کے بھونکنے سے

شاید معلوم ہوا۔

"اس سے میں اندازہ لگا سکتا ہوں کہ عورتوں کے متعلق تمہاری معلومات کتنی محدود ہیں! وہ دوسروں کی توجہ مبذول کروانے کیلئے گر گر سر پھوڑا سکتی ہیں۔ اپنی کلائی میں چاقو سے زخم لگا سکتی ہیں یا خواب آور گولیوں کی خاصی مقدار بھی نگل سکتی ہیں..... عورت ایک عجیب جانور ہے لیکن میں اسے اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تم مسز وڈل کے بارے میں فکر مت کرو۔ اگر کسی کو فکر کرنا ہی ہے تو وہ میں ہوں۔ اور اس وقت تک میں ایسی ضرورت نہیں سمجھتا! جاؤ۔ اس کے ساتھ بات چیت کرکے اسکا دل بہلاؤ تاکہ اس کے دماغ کا بوجھ ہلکا ہو۔"

اس نے قلم اٹھایا اور اس دستاویز پر دستخط کرنے لگا جسے کہ وہ پڑھ چکا تھا۔

میں وہیں کھڑا رہا۔ اس نے جھنجھلا کر میری طرف دیکھا "اب کیا ہے براڈن؟ جاؤ۔ میں مصروف ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ کو ان کا فکر ہونا چاہیے مسٹر وڈل!"

میں اس سے بات کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ "میرے خیال میں مسز وڈل کو جان بوجھ کر پریشان کیا جا رہا ہے۔"

وہ چند لمحے مجھے گھورتا رہا۔ پھر کرسی پر پہلو بدل کر بولا

"پریشان؟ کس طرح پریشان کیا جا رہا ہے؟"

"کئی بار ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ تنویمی کیفیت میں ہوں۔"

اس کے ابرو پر بل پڑ گئے۔

"تنویمی کیفیت؟ کیا کہہ رہے ہو؟ کون کر سکتا ہے اس پر عمل تنویم؟

بکواس!" اس نے پھر قہقہہ لگایا
مجھے غصہ آگیا۔ میں نے نتیجے کی پرواہ کئے بغیر کہا۔
"میرے خیال میں اس کے لئے آپ ذمے دار ہیں۔ آپ نے اسے ہپناٹائز کر رکھا ہے۔"
وہ مجھے اپنی تیز چمکدار آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ تبھی ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے مجھے نکل جانے کا اشارہ کیا۔
اگر تمہیں اس خرافات پر یقین ہے تو تم کسی بھی بکواس پر یقین کر سکتے ہو۔ اب دفع ہو جاؤ۔
اس نے ٹیلی فون اٹھایا۔ باہر نکلتے وقت مجھے اس کی آواز سنائی دی
"میں وڈل بول رہا ہوں۔ اتنی دیر کس لئے ہو گئی....."
خیر! میں نے اپنے دل میں سوچا۔ کم سے کم اسے اتنا تو پتہ چل گیا ہو کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کیا کر رہا ہے! کیا اب وہ وال کے ساتھ احتیاط سے پیش آئے گا؟ شاید یہ وال کے لئے فائدہ مند ثابت ہو! اور یہی تو میں چاہتا تھا۔
زینے طے کرتا ہوا میں اوپر پہنچا اور وال کے کمرے میں دستک دی۔
"کون ہے؟" اس کی کانپتی ہوئی سی آواز دی۔
"میں ہوں کلے!" میں نے جواب دیا۔
دروازہ کھلا۔ وال پیچھے ہٹی اور میں اندر داخل ہوا۔
ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ میں نے دروازہ بند کر دیا۔
اس نے نیلے رنگ کا ہاؤس کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے بال اس کے کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کا چہرہ زرد وہ بڑا سکی آنکھوں کے گرد

سیاہ حلقے نظر آئے تھے۔ مجھے یہ دیکھ کر صدمہ پہنچا۔

"اب کیسی ہو ڈارلنگ!" میرا دل چاہا کہ اُسے باہوں میں لے لوں

"کیسی ہوں؟" وہ لڑکھڑاتے قدموں سے ایک کرسی تک گئی اور اس میں دھنس گئی۔ "زندگی سے مایوس ہو چکی ہوں کلے! اب مجھے زندہ رہنے کی کوئی خواہش نہیں۔ میں خودکشی کرنا چاہتی ہوں!"

اس نے چہرے پہ ہاتھ رکھ لیا۔ لیکن مجھ میں اس کی بھی ہمت نہیں!"

دور کہیں بجلی کڑکی۔ ہوا کے زور میں انتہائی شدت آ چکی تھی۔

"خودکشی کرنا چاہتی ہو؟" میں نے چلا کر اپنی آواز کو آندھی کے شور سے بلند کرتے ہوئے پوچھا۔ "کس لئے؟ کیا اس نے تمہارے ساتھ زبردستی کی ہے؟"

"یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔" اس نے اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے کہا۔ "میں نے اب اس کی پرواہ ہی چھوڑ دی ہے۔ لیکن اس بار ہم دونوں کے تعلقات کا خاتمہ ہی نظر آتا ہے۔ اس نے یہ شہر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور مجھے بھی اس کے ساتھ جانا ہوگا۔"

"شہر چھوڑنے کا؟ کہاں جا رہا ہے وہ؟"

"اس نے کہا" میں بسنے کا فیصلہ کیا ہے جہاں اس پر مقدمہ نہ چلایا جا سکے۔"

"مقدمہ؟ ڈارلنگ اب پہیلیوں میں گفتگو نہ کرو۔ صاف بتاؤ بات کیا ہے؟"

اس نے سر ہلایا۔

"تم صحیح کہہ رہے تھے کلے! اس کا دیوالیہ نکلنے والا ہے۔ وہ کروڑوں کا

قرضدار ہو چکا ہے اور ایف بی آئی والے اس کے خلاف چھان بین کر رہے ہیں۔ لیکن اسے کوئی فکر نہیں۔ جیسے ہی یہ طوفان ختم ہوگا وہ میں اور گیسٹی سان سالوا ڈور جائیں گے جہاں اس نے اپنی دولت چھپا رکھی ہے۔ وہاں سے ہم لیما چلے جائیں گے۔ اسکا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ شاید امریکہ واپس ہی نہ آئے نہ ہی میں آسکوں گی۔ کیلے! میں تمہیں دوبارہ دیکھ دوں گی لیکن اس بار ہمیشہ کے لئے!"

مجھے اس کے بیان پر یقین نہ آیا۔ میں نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"میں ایسے تمہیں ساتھ نہیں لے جانے دونگا وال۔ میں تمہاری مدد کروں گا میں انکم ٹیکس والوں کو تطلع کر دونگا کہ وہ غائب ہونے والا ہے وہ فوراً اسے قید کرلیں گے۔"

اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"اب دیر ہو چکی ہے۔ اس کے وکلاء نے اس کی بچت کا انتظام کر رکھا ہے۔ جب تک فیڈرل حکام وارنٹ حاصل کریں گے وہ جا چکا ہوگا۔ نہیں! یہ نہیں چل سکتا!"

وہ اچانک اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے میں چہل قدمی کرنے لگی۔

"کوئی راہ نہیں۔" اس نے مایوسی سے کہا۔

ہوا کا ایک زبردست تھپیڑا مکان سے ٹکرایا۔ ساتھ ہی بجلی کی کڑک سنائی دی۔ چھت پر بارش گرنے کی آواز بھی آنے لگی۔

مجھے اپنے بریف کیس میں رکھے ہوئے پستول کا خیال آیا۔

"وال" میں نے کہا "میرے پاس ایک پستول ہے۔"

"پستول؟" اس نے رک کر مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"جب وہ مر جائے گا تو تم آزاد ہو جاؤ گی۔"
اس نے اپنے گلے پر اس طرح ہاتھ رکھ لیا جیسے گھٹن محسوس کر رہی ہو۔
"میں آزاد نہیں ہو سکتی گلے! اس کی موت کے بعد بھی میں آزاد نہیں ہو سکتی!"
اچانک اسکے چہرے پر پاگل پن کے آثار آئے۔
"مجھے شوٹ کر دو۔" وہ چیخی۔ "یہی ایک حل ہے! اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ میں کتنی اذیت کی زندگی گذار رہی ہوں۔۔۔ اگر مجھ میں ہمت ہوتی تو میں تم سے کہتی کہ پستول مجھے دے دو اور میں خود کو ختم کر لیتی!"
وہ میرے قریب آئی اور میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر بولی۔
"گلے! تم مجھ پر مہربانی کر دو! میرے سر کے قریب پستول رکھ کر گولی چلا دینا۔۔۔ پولیس سمجھے گی کہ میں نے خودکشی کر لی۔۔۔ کوئی بھی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔۔ ڈارلنگ! میں اسی طرح آزاد ہو سکتی ہوں۔"
میں دہشت کے عالم میں اسے دیکھتا رہا۔
یا خدا! یہ تو پاگل ہو گئی ہے!
وہ اپنی انگلیاں میرے بازو میں گاڑھے کہے جا رہی تھی۔
"اس آندھی اور طوفان کے شور میں کسی کو گولی کی آواز نہیں سنائی دے گی۔ ڈاکٹروں کو تو معلوم ہی ہے کہ میں نروس بریک ڈاؤن کی شکار ہوں! تم محفوظ رہو گے ڈارلنگ! کوئی تم پر شک نہیں کرے گا۔ جاؤ جا کر پستول لے آؤ اور میرا خاتمہ کر دو۔"
"وال!" میں نے چلا کر کہا "خدا کے لئے ہوش میں آؤ۔"
طوفان کا شور کان پھاڑے ڈال رہا تھا۔ "میں یہ نہیں کر سکتا۔ تم

یہ بزدلی چھوڑدو اور ہمت سے کام لو! کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہوگا۔"

اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور ایک قدم پیچھے ہٹ گئی اس کے چہرے پر ناامیدی اور مایوسی کے تاثرات تھے۔

"میں نے سوچا تھا کہ تمہیں مجھ سے محبت ہو گی!" وہ بولی "یہ کیسی محبت ہے کہ تم میری تڑپ کا نظارہ کرو اور مجھ پر یہ ظلم ہونے دو! اب برائے مہربانی یہاں سے چلے جاؤ۔"

وہ دوڑ کر بستر تک پہنچی اور اوندھے منہ لیٹ گئی۔ اس کے رونے اور سسکیوں کی آواز کے ساتھ ہی باہر ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ شاید کوٹھی کے نزدیک ہی کوئی درخت جڑ سے اکھڑ گیا تھا۔

میں نے آگے بڑھ کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔

"وال ڈارلنگ مت رو! میں تمہاری مدد کروں گا۔ ذرا ہمت اور صبر سے کام لو۔"

وہ گھومی۔ اسکا چہرہ میری طرف ہو گیا۔ جہاں غیظ و غضب کے آثار تھے "جاؤ چلے جاؤ۔" وہ چیخی "مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ چلے جاؤ یہاں سے۔"

اس خوف سے کہ اس کی چیخیں کوئی اور نہ سن لے میں دروازے کی طرف بڑھا۔ ایک لمحہ دروازے کے پاس ٹھٹکا پھر باہر راہداری میں نکل آیا۔

میں کچھ لمحے اس کے دروازے کے باہر کھڑا اس کے رونے کی آوازیں سنتا رہا۔ پھر جب برداشت نہ کر سکا تو لڑکھڑاتے قدموں سے اپنی آفس میں آ گیا۔

باہر طوفان کا شور میرے اعصابی تناؤ کو اور بڑھا رہا تھا۔ میں اپنی کرسی پر سر جھکائے بیٹھا رہا۔

مجھے کچھ کرنا ہی ہوگا! ورنہ میں اسے ہمیشہ کے لئے کھو بیٹھوں گا۔

مجھے ڈڈل کو ختم کرنا ہی ہوگا!

اچانک ہال میں کسی بھاری چیز کے گرنے اور لکڑی ٹوٹنے کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ میں تیزی سے اٹھا۔ تبھی میری آفس کا دروازہ بھڑاک سے کھلا اور سنسناتی ہوئی تیزی سے ہوا اندر کی ہر شے اڑانے لگی۔

"برڈن!"

نیچے سے ڈڈل کی زوردار آواز سنائی دی۔

میں تیز ہوا میں خود کو سنبھالتا ہوا زینے تک پہنچا۔ اور ریلنگ پکڑ کر بڑی مشکلوں سے نیچے تک پہنچا۔ طوفان کی اتنی شدت میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی۔ باہری دروازہ کھلا تھا اور وہیں سے ہوا زبردست تیز رفتاری سے اندر داخل ہو رہی تھی۔

ڈڈل اور ڈائر دروازہ بند کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہال کی تقریباً سب پینٹنگ نیچے گر گئی تھیں۔

نیچے فرش پر گیسٹی لمبا پڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر خون نظر آ رہا تھا ایک بھاری لکڑی کے فریم والی پینٹنگ شائد اس کے اوپر گر پڑی تھی۔

میں بھاگتا ہوا ان دونوں کے قریب پہنچا اور دروازہ بند کرنے کیلئے زور لگانے لگا۔

ہم تینوں کے اکھٹے زور لگانے سے دروازہ بند ہو گیا۔

"جڑ دو۔" ڈڈل ہانپتا ہوا بولا۔ "اسے کیلوں سے جڑ دو۔"

ڈائیر دروازہ چھوڑ کر ہتھوڑا اور کیلیں لانے لپکا۔ جیسے ہی وہ ہٹا آندھی کے زور نے ہم دونوں کو دور پٹک دیا۔ ہوا کے ساتھ ساتھ پانی بھی اندر آ رہا تھا۔

میں اور وڈل دوبارہ دروازے کے ساتھ زور آزمائی کرنے لگے ڈائیر بھی آ گیا تھا بڑی مشکلوں سے ہم نے دروازہ بند کیا اور اسے میخوں سے وقتی طور پر جڑ دیا۔ اس کوشش میں ہم سب بھیگ گئے۔

گیسٹی کراہا۔ اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی۔ ڈائیر اسکے قریب جا کر اسے سہارا دینے لگا۔ مجھے تو اسے ہاتھ لگانے سے بھی خوف محسوس ہوتا تھا اس لئے میں الگ کھڑا رہا۔ وڈل اور ڈائیر کا سہارا لے کر گیسٹی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ٹھیک ہوں باس!" وہ بڑبڑایا لیکن اپنا وزن ڈائیر پر ہی دیئے رہا۔

"میں اس کی دیکھ بھال کر لوں گا۔" وڈل نے کہا۔ "تم دونوں یہ کباڑ خانہ صاف کر دو۔"

وہ گیسٹی کو سہارا دے کر مکان کے پچھواڑے کی طرف لے چلا۔

"اُفوہ!" ڈائیر نے چہرے سے پانی پونچھتے ہوئے کہا۔ "اپنے کپڑے لے آئے تھے۔؟"

"ہاں۔"

"تو آؤ یہ گیلا لباس اتار دیں۔ پھر صفائی کریں گے۔ بہت برا طوفان ہے۔ کم سے کم چار دن تو ضرور رہے گا۔"

ہم اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ میں نے لباس تبدیل کیا اور

نیچے آکر پھیلی ہوئی پینٹنگ کو دیوار کے ساتھ رکھنے لگا۔ دیوار کے ساتھ لگے ہوئے نمائشی اسلحہ جات بھی فرش پر گر گئے تھے۔ ڈائیر کے آجانے پر میں نے انہیں استقبالیہ کمرے میں رکھ دیا۔

"ٹیلی فون تو گیا" ڈائیر نے اطلاع دی۔ "بجلی بھی کسی بھی لمحے جاسکتی ہے۔"

اس کی بیلٹ میں ایک طاقتور ٹارچ لٹکی ہوئی تھی۔

اتنے میں وڈل نمودار ہوا۔ وہ اب بھی بھیگا ہوا تھا۔

"وہ اب کیسا ہے جناب؟" ڈائیر نے پوچھا۔

"ٹھیک ہی ہے" وڈل زینوں کے قریب رکتا ہوا بولا۔ "کیوں برڈن؟ لطف آرہا ہے نا.... بوسٹن میں یہ حالت کہاں ہوتی ہوگی؟"

اس نے اپنا مخصوص قہقہہ لگایا۔

میں خاموش کھڑا اسے تنفر آمیز نظروں سے دیکھتا رہا۔

وہ ڈائیر کی طرف مڑا۔

"میں نے اسے چند گولیاں دی ہیں اور بستر میں ہی رہنے کے لئے کہا ہے۔ کل تک وہ ٹھیک ہوجائے گا۔ تم رات کے کھانے کی تیاری کرنا۔"

پھر اس نے میری طرف مڑتے ہوئے کہا۔ "برڈن تم بھی ڈائیر کی مدد کردینا۔"

وہ دو دو زینے ایک چھلانگ میں طے کرتا اوپر چلا گیا۔

میں نے گھڑی دیکھی چھ بجنے والے تھے۔ شام ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"یہ ختم کرکے کچن میں چلیں گے برڈن" ڈائیر بولا۔

چند منٹوں میں ہم نے گرا ہوا سامان سنبھال لیا اور کچن میں آ گئے۔ ڈائیر نے ریفریجریٹر کھول کر اس کا معائنہ کیا۔

"اوہ! بہت سامان ہے۔" وہ اطمینان سے سر ہلاتا ہوا بولا۔ "کم سے کم بھوکے تو نہیں رہیں گے۔"

دوسری الماری میں مشروبات تھے۔

"وہسکی لوگے؟" اس نے مجھ سے پوچھا

"ہاں۔"

اس نے دو جام تیار کئے۔ برف ڈالی اور ایک جام مجھے تھمایا۔ اس اثنا میں، آندھی طوفان اور بارش کی شدت میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔ شراب کے ایک پگ کے بعد میں خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا۔

"جب تک بجلی ہے کیوں نہ ہم ایک بار کھڑکیاں اور دروازے چیک کر لیں ورنہ پھر پہلے جیسی مصیبت نہ پیش آ جائے۔"

ہم نے تمام کھڑکیاں اور دروازے دیکھے۔ دو دروازے اور تین کھڑکیوں کی چٹخنیاں ٹھیک سے بند کیں۔ اس کام میں ہمیں سات بج گئے۔

"بھوک لگ رہی ہے۔" ڈائیر بولا "کچھ کھاؤ گے؟"

"نہیں۔ پہلے ایک جام لینا پسند کروں گا۔"

جب میں اپنے لئے جام بنا رہا تھا تو ڈائیر نے اپنے لئے گوشت کے سینڈوچ نکالے۔

"سنر ڈل کا کیا ہو گا؟" وہ منہ چلاتا ہوا بولا۔ "شاید اسے بھی بھوک لگی ہو!"

"تم کھا لو۔ میں اوپر جا کر اس سے پوچھ آتا ہوں۔"

دو پیگ پی لینے کے بعد میں خود کو کچھ ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ زینوں کے اوپر پہنچ کر میں ٹھٹکا۔ وڈل وال کے کمرے سے برآمد ہو رہا تھا۔ اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور اسے مقفل کر دیا لیکن چابی وہیں لٹکتی رہنے دی۔ جب وہ مڑا تو اسکی نظر مجھ پر پڑی۔

"آہا برڈن" وہ بولا

"میرا خیال تھا کہ مسز وڈل سے کھانے کے بارے میں پوچھ لوں" میں نے کہا۔

"بہت خوب! اسے اسوقت تو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ ذرا ڈرامائی موڈ میں ہے" وڈل نے ایک قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "ایسی حالت میں انہیں کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے"۔

اس نے میرا بازو تھاما مجھے اس کی گرفت آہنی محسوس ہوئی۔

"اگر برا نہ مانو تو میرے لئے کچھ لے آؤ۔۔۔ چند سینڈوچ اور ڈھیری کافی" اس نے مجھے زینوں سے نیچے کی طرف ڈھکیلتے ہوئے کہا "میری آفس میں لے آنا"

میں نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

وہ مسکرایا۔

"مسز وڈل کی فکر چھوڑو۔ اس وقت مجھے فرصت ہے اس لئے اگر میں نے مناسب سمجھا تو اس کی فکر کروں گا"

وہ مجھے جارحانہ نگاہوں سے گھورتا رہا۔ پھر اس نے اپنے بیڈروم میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

"اے براڈن۔"

میں نے راہداری سے نیچے جھانکا۔ ڈائیر مجھے بلا رہا تھا۔

"کیا ہے؟" میں اس وقت بات چیت کرنے کے موڈ میں نہ تھا

"نیچے تو آؤ۔" وہ بولا۔

مجھے کوئی بہانہ نہ سوجھ سکا۔ بادل نخواستہ میں نیچے آیا۔ وہ واپس کچن میں چلا گیا تھا۔

"کیا مسز ہڈل کچھ لینا پسند کریں گی؟" ڈائیر نے مجھے کچن میں داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔

"وڈل بنچ کر رہا ہے۔" میں نے تلخ لہجے میں کہا۔ "اس نے مسز وڈل کے کمرے کو مقفل کر دیا ہے۔"

"وہ تو اسے کٹھ پتلی ہی سمجھتا ہے۔" ڈائیر نے کندھے اچکائے۔ "خیر ہمیں کیا براڈن۔ ہمارے پاس اور بھی کئی مصیبتیں ہیں۔ ذرا دروازہ بند کر دو اور اپنی آواز دھیمی رکھنا۔"

میں نے تیز نگاہوں سے اسے گھورا۔ وہ کچھ فکرمند اور بے چین نظر آ رہا تھا۔ جب میں دروازہ بند کر کے لوٹا تو وہ وہسکی کے پیگ بنا رہا تھا۔

"وڈل کھانا مانگ رہا تھا۔" میں نے کہا۔

وہ سب تیار ہے۔ تم کچھ نہیں کھاؤ گے؟"

"نہیں۔ کیا بتا رہے تھے؟"

اس نے ہاتھ اٹھا کر مجھے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور کچھ سننے کی کوشش کی۔

"وہ نیچے آ رہا ہے۔ میں اسے کھانا دے آؤں۔ پھر بات کریں گے"
اس نے سینڈوچ کی پلیٹ اور کافی کا جگ اٹھایا اور باہر نکل گیا۔

میں بے چینی سے کمرے میں ٹہلتا اور ایک ایک گھونٹ کر کے وسکی پیتا رہا۔ آخر وہ واپس آیا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

"اب ہماری چھٹی ہے۔" وہ بولا "حکم ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔"

وہ میرے قریب آیا اور اپنی آواز نیچی رکھتا ہوا بولا۔
"اگر یہ کام ہاتھ سے نکل گیا تو کیا کرو گے؟"
میں خالی نگاہوں سے اسے گھورتا رہا۔
"میں واپس اپنی پرانی نوکری پر جا سکتا ہوں کیوں؟ کیا میں نکال دیا جاؤں گا۔"

"تمہاری کیا شائد میری بھی نوکری چلی جائے۔ اور میرے سامنے کوئی دوسرا روزگار بھی نہیں"
"تمہیں یہ خیال کیوں آیا کہ ہماری نوکریاں ختم ہو سکتی ہیں؟"
"بات ہم دونوں تک ہی رہے تو میں بتا دوں کہ کنی اس وقت کافی مشکلات میں ہے۔ جب وہ اوپر مسز وڈل کے کمرے میں تھا تو میں کچھ کاغذات لانے اس کی آفس میں گیا تھا۔ اس کی میز پر اسکے قانونی

شبیر کا ایک خط پڑا ہوا تھا جس میں اسے خبردار کیا گیا تھا کہ فیڈرل انکم
ٹیکس میں خرد برد کے الزام میں اس کے خلاف چھان بین کر رہے ہیں۔
اس لئے وہ فوراً ملک سے باہر نکل جائے۔ اس نے لیبیا میں بھی اڈا
بنا رکھا ہے جہاں اس پر ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ لیکن لیبیا میں تو جانا
پسند نہیں کرونگا۔"
"اس نے تین مسافروں کے لئے سات سالوا ڈور کے لئے ایر ٹیکسی
بک کر رکھی ہے۔"
ڈائیر نے منہ بنایا۔
"تو میری نوکری گئی سمجھو۔ وہ وہیں سے لیبیا بھاگ جائے گا۔"
"لیکن اسکے پاس کروڑوں ڈالر ہیں۔" میں نے کہا۔
ڈائیر نے انکار میں سر ہلایا۔
"کبھی تھے۔ اس وقت نہیں۔ اس نے لیبیا سرکار سے ایک
سودے میں زبردست نقصان اٹھایا ہے۔" اس نے بے چینی سے
کچن کے بند دروازے کی طرف دیکھا۔ "بات کسی تیسرے تک نہ پہنچنے
پائے دوست! اس پر انکم ٹیکس والوں کا بہت روپیہ نکل رہا ہے اور
اور وہ بھاگنے کی فراق میں ہے.... اور تو اور جس شان و شوکت
سے وہ زندگی گذار رہا تھا لیبیا میں اس کا خاتمہ سمجھو!"
"کیا مطلب؟" میں بہت غور سے اس کی بات سن رہا تھا۔
مجھے قطعی حیرت نہ ہوگی اگر کل وہ خودکشی کرے۔ اسکا دماغ کچھ اسی
قسم کا ہے۔ جب تک زندگی آرام رہی وہ خوش تھا۔ مصیبت میں وہ
شاید اپنی زندگی کا خاتمہ ہی کرے!"

میں نے اس بارے میں سوچا پھر انکار میں سر ہلایا۔
"نہیں! وہ خودکشی نہیں کرے گا۔ وڈل اس قسم کا آدمی نہیں!"
ڈائیر نے کندھے اُچکائے۔
"تم اسے اتنی اچھی طرح نہیں جانتے! شائد تمہارا خیال صحیح ہو لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے اعصاب جواب دے جائیں اور وہ خودکشی ہی کرے!" اس نے اپنی وہسکی ختم کی۔
"خیر میں نے تمہیں اصلیت بتادی۔ مجھے تو پتہ تھا کہ میرا دھندہ ہمیشہ نہیں چلنے والا!" وہ تلخی سے مسکرایا۔
"اسی لئے میں نے کچھ رقم پس انداز کر رکھی تھی۔ زیادہ تو نہیں ہے لیکن آڑے وقت کام آجائے گی۔"
اب میرا دھیان اس کی طرف نہ تھا۔ میرے ذہن میں ایک خیال آرہا تھا۔
"اچھا اپنے کمرے میں چلوں۔" ڈائیر بولا "خدا کرے یہ رات بخیریت گذرے۔"
"کوئی گڑبڑ محسوس کرو تو بلا تکلف میرے کمرے میں چلے آنا۔" اور وہ نکل گیا۔
میں کچھ دیر وہیں کھڑا طوفان کا شور سنتا رہا۔ پھر وہسکی کی بوتل اور اپنا گلاس اٹھائے اپنے آفس آگیا۔ جیسے ہی میں نے دونوں چیزیں میز پر رکھیں بجلی چلی گئی۔
ڈائیر کی دی ہوئی ٹارچ میز پہ ہی تھی۔ میں نے ٹٹول کر اسے اٹھایا اور اسے جلا کر باہر راہداری میں نکلا۔ وڈل اچھلتا ہوا زینوں پر

چلا آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ٹارچ تھی۔

"سب ٹھیک ہے بریڈن۔" وہ بولا۔ "میں مسز وڈل کی دیکھ بھال کرونگا تم اپنا خیال رکھو۔"

ڈائیر کے بیڈ روم کا دروازہ کھلا اور وہ ایک لالٹین لئے باہر نکلا۔

"یہ مجھے دے دو۔" وڈل نے ڈائیر سے لالٹین لیتے ہوئے کہا "اور نیچے جاکر میری آفس کا لیمپ جلا دو۔" وہ وال کے کمرے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ اس نے وال کے کمرے کا دروازہ کھولا اور اسے کھلا چھوڑ کر اندر چلا گیا۔

"تعجب ہے کہ بجلی پہلے کیوں نہیں چلی گئی۔" ڈائیر ٹارچ کی مدد سے نیچے وڈل کی آفس کی طرف جاتا ہوا بولا۔

میں وہیں راہداری میں کھڑا حسرت سے وال کے کمرے کی طرف دیکھتا رہا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ڈالیری!" مجھے وڈل کی آواز سنائی دی "یہ لالٹین رکھ لو۔ اور یہ ایکٹنگ کرنے سے بہتر ہوگا کہ تم بستر پر جاکر سو جاؤ"

مجھے وال کی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔ جس نے میرا کلیجہ چیر کر رکھ دیا۔

"اب یہ ڈرامہ بند کرو۔" وڈل کی غصیلی آواز ابھری۔ "کچھ کھانا چاہتی ہو؟"

"مجھے اکیلا چھوڑ دو۔" وال کی کمزور سی آواز سنائی دی۔

"جیسی تمہاری مرضی۔" وڈل کمرے سے باہر نکلتا ہوا بولا۔ میں تیزی سے اپنی آفس میں آگیا۔ اور تب تک اندر رہا جب تک کہ مجھے اس کے نیچے پہنچ جانے کی آواز نہ آئی۔ پھر میں راہداری میں نکل آیا تبھی ڈائیر اوپر آتا دکھائی دیا

"میں تو اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے یہ رات ہی نحوس ہے۔"

"گیسٹی کے کیا حال ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"اوہ! اسے تو میں بھول ہی گیا تھا۔ ابھی دیکھ لیتا ہوں۔"

"تم رہنے دو۔ میں جا رہا ہوں۔ کون سا کمرہ ہے اس کا؟"

"نچلی منزل پر چوتھا کمرہ" وہ بولا اور اپنے بیڈ روم میں گھس گیا۔

میں کچھ دیر وہیں کھڑا آہٹ لیتا رہا۔ ہوا اور طوفان کے شور کے علاوہ کچھ نہیں سنائی دے رہا تھا۔ میں خاموشی سے نیچے اترا۔ وڈل کی آفس پار کی اور راہداری کے چوتھے کمرے کے سامنے رک گیا۔ میں نے کان لگا کر اندر کی آواز سننے کی کوشش کی۔ گیسٹی زوردار آواز میں خراٹے لے رہا تھا۔ میں نے راہداری میں دونوں طرف نگاہ ڈالی پھر آہستہ سے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور اندر جھانکا۔ اندر اندھیرا تھا۔ ٹارچ کو روشنی کو کسی قدر ہتھیلی سے ڈھانپتے ہوئے میں نے اسکا رخ کمرے کی طرف کیا۔

گیسٹی بستر پر سو رہا تھا۔ چادر نے اس کے جسم کو گردن تک ڈھانپ رکھا تھا۔ اس کی پیشانی پر کافی بڑا پلاسٹر چڑھا ہوا تھا۔ اسکا منہ کھلا ہوا تھا اور وہ زوردار خراٹے نشر کر رہا تھا۔

اس طرف سے اطمینان کر لینے کے بعد میں واپس اپنی آفس میں آیا اور لالٹین جلا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

وڈل کو قتل کرنے کا محفوظ طریقہ مجھے سوجھ گیا تھا! وڈل اور ڈائیر بے خیالی میں مجھے جو کچھ کام کی باتیں بتا گئے تھے۔ ان کی دی ہوئی جانکاری کے بغیر مجھے کبھی یہ خیال نہ آتا۔ کتنا آسان پلان تھا! اس وقت وڈل دیوالیہ

ہو چکا تھا۔ اس کی گرفتاری کے وارنٹ متوقع تھے۔ وہ کروڑوں کا خسارہ اٹھا کر بیمار بھاگنے کی سوچ رہا تھا!......... یہ وہ حقائق تھے جو پولیس تفتیش کے دوران انکے سامنے آنے والے تھے۔ نادرس کو مستقبل اور جیل کا خوف اوپر سے طوفان کا اعصاب شکن شور۔ کسی کو بھی خودکشی کی حد تک لے جا سکتا تھا!

ان حالات میں ضرور پولیس اس کی موت کو خودکشی تصور کرے گی!

میں اس بارے میں مزید غور و خوض کرنے لگا۔

ڈائیر میرے لئے ایک اچھا گواہ ثابت ہو سکتا تھا۔ وہ پولیس کو وڈل کی مالی پریشانی سے آگاہ کر سکتا تھا۔ وہ کہہ سکتا تھا کہ وڈل کا اقدام خودکشی کوئی حیرت کی بات نہیں۔ اثاث کے نئے رکن کی حیثیت سے مجھے ان کے بارے میں نہ زیادہ جانکاری ہو سکتی تھی نہ ہی پولیس مجھ پر شک کرتی!

پلان واقعی فول پروف تھا! (Fool Proof)

میں نے وسکی کا ایک اور پیگ بنایا اور آہستہ آہستہ گھونٹ لینے لگا میرے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی اور چہرے پر پسینہ آ گیا تھا۔ چونکہ ایرکنڈیشنڈ پلانٹ بند ہو چکا تھا اسلئے کمرہ بھی کچھ گرم ہو چلا تھا۔ طوفان کے اس زبردست شور میں مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا مجھے کسی بڑے ڈرم میں بند کر دیا گیا ہو اور کوئی پاگل اسے زور زور سے بجا رہا ہو!

اکلوتا وہ شخص جس سے میں خوفزدہ تھا گہری نیند میں تھا۔ اگر وہ بستر میں ہونے کی بجائے درست حالت میں کوٹھی میں گھوم رہا ہوتا تو میری وہ کچھ کرنے کی ہمت نہ ہوتی جو کہ میں اب کرنے والا تھا!

وڈل اپنی آفس میں تنہا تھا۔

جب وال مجھ سے کہہ رہی تھی کہ میں اسے شوٹ کر دوں تو اس نے کہا تھا

"اس شور میں کوئی بھی گولی کی آواز نہیں سن سکے گا اور تم محفوظ رہو گے!"

ہاں کوئی بھی مجھ پر شک نہیں کرنے والا تھا!

میں خاموشی سے اس کی آفس میں جاؤں گا۔ کمرے میں لالٹین کی مدھم روشنی ہوگی۔ میں پستول چھپائے اس کی آفس میں داخل ہوں گا اور اسے کہونگا کہ میں وال کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ وہ جھنجھلا کر مجھے نکل جانے کے لئے کہے گا۔ میں اسے یہ کہتا ہوا کہ اسے میری بات سننی پڑے گی اسکے قریب چلا جاؤں گا اور اسکے سر میں گولی مار دونگا!

ہاں! میں یہ کروں گا۔ کوئی بھی مجھ پر شک نہیں کریگا۔ لوگ یہی سوچیں گے کہ جیل جانے سے بچنے کے لئے اس نے خودکشی کرلی۔

تو اب میں انتظار کیوں کروں؟

ڈائمر سونے جا چکا تھا۔ گیٹی پہلے ہی سو چکا تھا۔ بہت اچھا موقع تھا۔ طوفان کے شور میں گولی کی آواز سنائی دینا ممکن نہ تھا۔

مجھے وال کا خیال آیا۔ اس کی سسکیاں میرے کانوں میں گونج اٹھیں!

اب صرف چند لمحوں کی ہی بات تھی۔ پولیس تفتیش کے بعد ہم پھر مل جائیں گے۔ چھ سالوں بعد!

میں اٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ پھر رک گیا۔

پستول تو لی ہی نہ تھی۔۔!

میں لڑکھڑاتے قدموں سے میز تک آیا۔ اور دراز کھول کر اپنا بریف کیس نکالا اور اسے کھولا۔ مجھے جھٹکا سا لگا۔

بریف کیس خالی تھا!

پستول غائب ہو چکی تھی۔

تبھی قریب کہیں بجلی گری۔ اس کی گرج سے پورا مکان لرزنے لگا!

پستول بریف کیس میں تھی اور بریف کیس میز کی دراز میں۔ اس وقت پستول ندارد تھی۔

کس نے اسے نکالا ہو گا؟

ڈول نے؟ یا گیسٹی نے؟

لیکن وہ دونوں اس بات سے بے خبر تھے کہ میرے پاس پستول ہے اب جبکہ میں ڈول کے قتل کا مصمم ارادہ کر چکا تھا ایسے وقت میں پستول کے غائب ہو جانے سے مجھے ایک دھکا سا لگا۔ میں اپنی کرسی پر ڈھے گیا اور ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔

طوفان کا شور بدستور شدید تھا۔ آندھی کا اعصاب شکن شور میرے دماغ میں دھمک سی پیدا کر رہا تھا۔

تو پستول کس نے نکالی ہو گی؟

صرف وال ہی جانتی تھی کہ میرے پاس پستول ہے۔

وال!

اس نے مجھ سے گڑگڑا کر درخواست کی تھی کہ میں اسے شوٹ کر دوں کہیں ایسا تو نہیں کہ جب میں اور ڈائیر کھڑکیاں اور دروازے چیک کر رہے تھے چپکے سے آ کر پستول نکال لی ہو؟ میں نے سوچا۔

میں فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

میرے خدا! کہیں وہ خودکشی نہ کر چکی ہو!

اس جہنمی شور میں شاید میں فائر کی آواز بھی نہ سن سکا ہوں! ایک لمحہ تو میں دہشت کے عالم میں کھڑا رہا۔ اسوقت مجھے احساس ہوا کہ میں اسے کھو چکا ہوں۔ اب مجھے احساس ہونے لگا کہ میں اسے کتنا چاہتا تھا وہ میری ہر سانس میں دل کی ہر دھڑکن میں موجود تھی۔

میں باہر راہداری میں نکلا۔

کیا وہ مر چکی ہو گی؟

دھڑکتا دل لیئے میں اسکے کمرے کے دروازے پر پہنچا۔ میں نے دروازے سے کان لگا کر اندر کی آہٹ لینے کی کوشش کی۔ لیکن طوفان کے شور میں کچھ بھی سنائی دینا ناممکن تھا۔

میں نے ہمت سے کام لے کر دروازہ کھول دیا۔

"کون ہے۔" مجھے اس کی آواز سنائی دی۔

اسکی آواز! میرے خدا وہ زندہ ہے! میں خوشی سے جھوم اٹھا میں نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ اور وہیں سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ کمرے میں لالٹین کی دھیمی روشنی تھی۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر تناؤ کے آثار تھے۔

"اوہ وال!" میں دوڑ کر اسکے قریب گیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ میں نے اپنا چہرہ اس کی گود میں رکھ دیا اور اپنے بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹ دیئے۔

اس نے پیار سے میرے بالوں پر انگلیاں پھیریں۔

"کہو۔" اس نے بے چینی سے پوچھا۔ کہہ دو۔ ڈرو مت! کہہ دو کہ میں اب آزاد ہوں!"

میں ساکت بیٹھا رہا۔ کیا کہہ رہی تھی وہ؟

بادلوں کی گڑگڑاہٹ سے پھر کان میں ارتعاش سا محسوس ہونے لگا

"کلے ڈارلنگ؟ کہہ دو ناکہ میں آزاد ہوں۔" اس نے دہرایا۔

میں اسے زندہ دیکھ کر اتنا مگن ہو چکا تھا کہ مجھے کچھ بھی سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"کلے!" اس کی آواز تیز ہو گئی اس نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مجھے جھنجھوڑا "کیا ہو گیا ہے؟"

میں نے اس کی طرف دیکھا۔ مجھے اسکا چہرہ بالکل سفید نظر آیا۔

"مجھے پستول دے دو" میں نے کہا۔

"پستول؟ کیا مطلب؟"

میں بے چینی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب مجھے بیوقوف نہ بناؤ وال۔ لاؤ پستول مجھے دے دو۔"

"کلے ہوش میں آؤ۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ پستول تمہارے پاس ہے۔"

اس کی آواز چیخ میں بدل گئی۔

وہ غائب ہو چکی ہے۔ اب وال مجھے اور نہ ستاؤ۔ پستول میرے حوالے کر دو۔ تمہیں نے اسے وہاں سے نکالا ہے۔"

"میں نے؟" وہ دانت پیس کر بولی "کیا بک رہے ہو۔ میں نے پستول نہیں لی۔ کیا وہ ابھی تک زندہ ہے؟"

"ہاں میں اسے قتل کرنے جا رہا تھا۔" میں نے اس سے دور

ہنستے ہوئے کہا۔ "میں نے سارا پلان بنا لیا تھا تاکہ یہ خودکشی کا حادثہ معلوم ہو۔ پولیس ہر اقدام کا مقصد تلاش کرتی ہے یہاں وہ فرض کر لیتے کہ جیل سے بچنے کے لئے وڈل نے خودکشی کر لی۔ مجھے کرنا صرف یہ تھا کہ اسکے کمرے میں جا کر اس کے سر میں گولی مار دیتا اور پستول اسکے قریب ڈال دیتا میں اس سے دو قدم اور دور ہٹا اور بولا "لیکن کسی نے پستول ہی چرا لی!"

کافی دیر سناٹا رہا۔ پھر اس نے ایسی آواز میں جو کہ بمشکل اس کی کہی جا سکتی تھی کہا۔ "تو کس نے لیا ہوگا؟"

"میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم لے آئی ہو۔"

"میں نے اسے دیکھا تک نہیں۔" وہ بولی۔

میں نے بے بسی سے ہاتھ جھٹکے۔

"تو اب میں کیا کر سکتا ہوں؟ میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔ میں جسمانی مقابلے میں اس سے بہت کمزور ہوں۔"

اس نے ایک سرد آہ بھری۔

"میں تمہیں کہہ چکی تھی کہ تم میری کوئی مدد نہیں کر سکتے!" وہ اپنی ہتھیلیوں پر نظریں جمائے بولی۔ "شیطان ہمیشہ محفوظ رہتا ہے اب تم یہاں سے جاؤ۔ اگر اس نے دیکھ لیا تو......"

"میں تمہاری مدد کرونگا وال۔" میں نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"اب مہربانی کر کے یہاں سے چلے جاؤ۔" اس نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا اور سسکنے لگی۔

"میں تمہیں اس سے نجات دلا کر ہی دم لوں گا وال۔" میں نے پرجوش لہجے میں کہا۔ "کل تک تم آزاد ہو چکی ہو گی۔"

"اب جاؤ بھی" وہ چیخی "بہت دیکھ چکی تمہارے کھوکھلے وعدے!
خدا کے لئے اب مجھے اکیلا چھوڑ دو"
میں بجھے دل سے اپنی آفس میں آیا۔ میں نے ٹارچ اپنی میز پر
رکھ دی اور سر پکڑ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔
تمہارے کھوکھلے وعدے!
اس کے الفاظ نے میرا دل چیر کر رکھ دیا۔
لالٹین کی ٹمٹماتی روشنی میں میں پھر سوچنے لگا۔
اگر ڈال نے پستول نہیں لیا تو کس نے لیا؟
میں نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ آخری بار میں نے پستول کو کب
دیکھا تھا۔ تب مجھے یاد آیا کہ آج صبح میں ایک بار دراز کھول کر پستول
چیک کر چکا تھا۔ اس کے بعد میں نے دراز نہیں کھولا۔ اس لئے ڈال گیسٹی
یا ڈاکٹر گوڈی بھی آکر پستول نکال سکتا تھا۔
ضرور گیسٹی نے نکالی ہوگی۔
میں نے وہسکی کا ایک پیگ بنا کر پیا۔ اس سے میرے گرتے ہوئے
اعصاب کو کچھ سہارا ملا۔ میں نے ٹارچ اٹھائی اور نچلی منزل پر آکر گیسٹی
کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس کے خراٹے اب بھی کمرے میں گونج
رہے تھے!
کافی دیر میں وہیں اس کشمکش میں کھڑا رہا کہ اندر جاؤں یا نہ جاؤں
آخر میں نے دروازہ کھول ہی دیا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔
کمرہ پسینے کی بدبو سے بھرا پڑا تھا۔
خوف سے میرا برا حال تھا۔ میرا دل پسلیوں سے سر ٹکرا رہا تھا حلق

خشک ہو چلا تھا۔ اگر میں کسی قدر نشے میں نہ ہوتا تو کب کا بھاگ کھڑا ہوا ہوتا۔

گیسٹی نے ایک زبردست چھینک ماری اور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ساتھ ہی اس کے خراٹے بھی بند ہو گئے۔

کیا وہ جاگ گیا تھا؟

میں جس جگہ کھڑا تھا وہیں ساکت کھڑا رہا۔ میرے چہرے سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ اس نے کروٹ بدلی۔ پھر اسکے ہلکے ہلکے خراٹے شروع ہو گئے۔

میں تھوڑی دیر وہیں کھڑا رہا پھر یہ یقین ہو جانے پر کہ وہ سو رہا ہے میں نے ٹارچ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی روشنی محدود رکھتے ہوئے اسے جلا دیا۔ مجھے بستر سے الگ ایک میز نظر آئی جس میں چار درازیں بنی ہوئی تھیں۔ ضرور اسی جگہ رکھا ہوگا میں نے سوچا۔

میں نے پہلی دراز کھولی۔

پستول نہیں تھی۔ میں نے دوسری دراز کھولی۔ اس دراز کے کھلنے پر تیز آواز بھی پیدا ہوئی۔ میں نے فوراً ٹارچ بجھا دی۔ مجھے اپنا لہو جمتا ہوا سا محسوس ہوا۔ خراٹے بند ہو گئے۔

ایک ایک انچ کھسکاتے ہوئے میں اس دراز کو بند کرنے لگا۔

اچانک اندھیرے میں گیسٹی کی آواز گونجی۔ "کون ہے؟"

میں دراز بند کر چکا تھا۔ آہستگی سے میں میز سے دور ہٹ گیا۔

"گھبراؤ مت" میں نے ٹارچ جلاتے ہوئے پھٹی ہوئی آواز میں کہا "میں ہوں"

گیسٹی اٹھ کر بستر میں بیٹھ گیا۔ اسکی تیز آنکھیں ٹارچ کی روشنی میں چمک رہی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا گویا وہ ایک چھلانگ لگا کر مجھے دبوچ لے گا

"کیا چاہتے ہو؟" وہ غرایا۔

"میں.... میں صرف تمہارا حال چال دیکھنے آیا تھا" میں نے دروازے کی طرف کھسکتے ہوئے کہا۔

"اچھا؟" اس نے اپنی زبردست ہتھیلی کا گھونسہ بنا کر اپنی ران پر مارتے ہوئے کہا "تو سن لو۔ میرا سر بری طرح درد کر رہا ہے اور میں سونا چاہتا ہوں۔ اب دفع ہو جاؤ اور دوبارہ اگر اس طرح چوروں کی طرح میرے کمرے میں گھسے تو مار مار کر بھرکس نکال دوں گا"

میں نے کمرے سے باہر نکل کر دروازہ بند کیا۔ میں اتنا خوفزدہ ہو چکا تھا کہ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے مجھے قے ہو جائے گی۔

میں واپسی کے لئے جیسے ہی راہداری میں چلا مجھے ٹارچ کی روشنی میں کوئی زینوں سے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ میں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا نیچے آنے پر میں نے دیکھا وہ ڈائیر تھا۔ وہ سیدھا وڈل کی آفس کے دروازے پر پہنچا اور دستک دے کر دروازہ کھول دیا اور خود دروازے پر ہی کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہے؟" مجھے وڈل کی غصیلی آواز سنائی دی میں نے کہا نہیں تھا کہ مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے؟"

"معاف کیجئے گا جناب لیکن مسز وڈل....." ڈائیر نے اپنا جملہ ادھورا ہی چھوڑ دیا۔

"کیا ہوا ہے اُسے؟"

"وہ بہت پریشان معلوم ہوتی ہیں جناب۔ مجھے ان کے کمرے سے رونے کی آوازیں آرہی ہیں میں نے سوچا کہ آپ کو مطلع کردوں"

"بڑا خیال ہے تمہیں ان کا" ڈائیر کی آواز میں طنز تھا۔ "تم بھی اب بڑوں کی طرح ان کی فکر کرنے لگے ہو!"

"اگر آپ انہیں دیکھ لیں تو اچھا ہوگا مسز وڈل۔ وہ بہت زور زور سے رو رہی ہیں۔"

ڈائیر نے کہا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

"خدا اسے غارت کرے۔" وڈل کے کمرے سے مجھے کرسی کھسکنے اور اسکے اٹھنے کی آواز سنائی دی پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آیا۔ اور باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔

"میں تو مسز وڈل کے پاگل پن سے پریشان ہو گیا ہوں۔"

ڈائیر کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے وہ تیزی سے زینوں کی طرف بڑھا اور ایک چھلانگ میں دو دو زینے طے کرتا اوپر چلا گیا۔ ڈائیر ایک ایک لمحہ ہچکچایا۔ پھر اسی کے پیچھے چل دیا۔

میں بھی آگے بڑھا اور زینوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔ ڈائیر زینوں کے اوپری سرے پر کھڑا مسز وڈل کے کمرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ طوفان کے شور میں مجھے سمجھ نہ آیا کہ وڈل کیا کہہ رہا تھا لیکن اسکے زور زور سے کچھ کہنے کی آواز آرہی تھی۔

اچانک ایک دل ہلا دینے والی چیخ سنائی دی۔ ڈائیر نے آگے بڑھ کر راہداری میں ٹارچ کی روشنی پھینکی۔

وال دوڑتی ہوئی اپنے کمرے سے نکلی۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی سی

تھیں اور ہاتھ آگے کی طرف پھیلے ہوئے تھے۔
پیچھے سے وڈل کی گرجدار آواز سنائی دی "واپس آجاؤ سنتی ہو!
واپس آجاؤ۔"
وال نے صرف ایک بار مڑ کر کمرے کے اندر دیکھا اور پھر دوڑتی ہوئی ان زینوں کی طرف بڑھ گئی جہاں سے چھت میں نکلنے کا ہنگامی دروازہ تھا۔ اسے شاذ و نادر چھت یا آتشدان کی چمنی کی صفائی کے وقت ہی استعمال کیا جاتا تھا۔
وڈل کمرے سے باہر نکلا اسکا چہرہ غصے سے بگڑ رہا تھا۔
"والیری! واپس آؤ۔"
تبھی اوپری زینے سے ہوا کا زبردست ریلا اندر آیا۔ میں بھی تیزی سے اس طرف لپکا۔ وڈل ان زینوں کی طرف بڑھ چکا تھا جہاں کر وال غائب ہوئی تھی۔
"پاگل کہیں کی کتیا" وڈل گرجا "چھت پر نکل گئی ہے"
وہ ہوا کی تیزی کے خلاف لڑکھڑاتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ میں بھی ریلنگ پکڑ کر سنبھلتا ہوا اس کے پیچھے چلا۔
چھت کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ہوا کے زور سے دونوں پلڑے دیوار سے ٹکرا رہے تھے۔ وڈل نے اوپر پہنچ کر انہیں تھاما اور چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے چوکھٹ کو تھام رکھا تھا ہوا اتنی تیز تھی کہ وہاں رکنا معمولی آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔ لیکن وڈل اپنی زبردست جسمانی قوت کے سہارے وہاں جما کھڑا تھا۔
"نیچے گر کر مرچکی ہوگی" وڈل چلایا "چھت پر کوئی بھی زندہ نہیں

بچ سکتا۔"

ہوا کا ایک طوفان سا اٹھا اور میں دروازے سے پہلے بنے چبوترے پر لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ لیکن وڈل چٹان کی طرح جما آنکھیں پھاڑے اندھیرے میں وال کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا میں نے اس تک پہنچنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہا۔

تب مجھے ڈائیر دکھائی دیا۔

وہ ہاتھوں اور پیروں کے بل زینوں پر چلا آ رہا تھا۔ چبوترے پر پہنچ کر اس نے دونوں پیر پھیلا کر مضبوطی سے کھڑا ہونے کی کوشش کی۔ اس کا منہ کھلا ہوا اور چہرے پر وحشت کے آثار تھے۔ پھر وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ اور پوری قوت سے وڈل کی چوڑی پیٹھ پر دو ہتڑ رسید کر دیا اس اچانک حملے سے چوکھٹ وڈل کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی اور وہ باہر چھت پر جا گرا۔

باہر بجلی چمکی۔ میں نے اسے چھت پر گرتے دیکھا۔ تبھی میرے کانپتے ہاتھوں سے ٹارچ گر پڑی اور لڑھکتی ہوئی دوسری منزل پر جا گری۔

اندھیرے میں مجھے ڈائیر کے ہانپنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ پوری طاقت لگا کر دروازہ بند کرنے میں مصروف تھا۔ آخر اس نے دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی۔

وال اور وڈل دونوں باہر چھت پر اس طوفان میں اکیلے رہ گئے۔

کیا ڈائیر پاگل ہو گیا تھا۔

اس نے ان دونوں کو یقینی موت کے منہ میں دھکیل دیا تھا!

ڈائر کی ٹارچ کی روشنی نے مجھے ایک منٹ کے لئے اندھا سا کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ دروازے سے پیٹھ لگائے کھڑا ہانپ رہا تھا۔ اسکا چہرہ سفید تھا اور ہونٹ کانپ رہے تھے۔

"ڈائیر" میں نے چلا کر کہا "دروازے سے ہٹو۔ وال بھی باہر ہے وہاں وہ مر جائے گی۔ ہٹو میں اسے بچانے جاؤں گا۔

"کلے!"

وال کی آواز سن کر میں حیرت سے گُنگ ہو گیا۔ میں نے چبوترے کے داہنی طرف دیکھا جہاں ایک چھوٹا سا اسٹور بنا ہوا تھا۔ وال اسی کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی۔

"سب ٹھیک ہے کلے" اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ آئی "صرف یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔ چونکہ تم اسے ٹھکانے لگانے میں ناکام رہے اس لئے یہ کام ہمیں ہی کرنا پڑا"

میں نے ایک بار اسے پھر ڈائیر کو دیکھا جو کہ اپنے چہرے سے پسینہ پونچھ رہا تھا۔

"آخر میں آزاد ہو ہی گئی" وال نے کہا اس کی آواز کانپ رہی تھی "اب وہ ہمیشہ کے لئے گیا!"

مجھے سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔ میری حالت کافی بد ہو رہی تھی

"تم اور ڈائیر؟ کیا کہہ رہی ہو۔" میں نے پھٹی آواز میں پوچھا۔

"تم تو میری مدد کرنے میں ناکام رہے اس لئے ڈرنن نے میری مدد کی"

میرے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی میں نے ڈائیر کی طرف دیکھا۔

"تمہارا اس سے کیا رشتہ ہے جو تم نے اس کے لئے ایسا کام کیا؟

تم نے وڈل کا قتل کیا ہے۔"

"شٹ اپ۔" وہ چیخ کر بولا۔" جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔"

تبھی طوفان کے شور سے الگ چھت کے دروازے پر گھونسے مارنے کی آواز سنائی دی۔

ڈائیر بدک کر دروازے سے دور ہٹا۔ اس کا چہرہ خوف سے بگڑ گیا۔ اس نے دہشت زدہ نظروں سے وال کی طرف دیکھا جس کا چہرہ خوف کی شدت سے سکڑ کر ایک بڑھیا کا سا نظر آنے لگا تھا۔

"برڈن" وڈل کی آواز سنائی دی

وہ "زندہ ہے۔" میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن ڈائیر پھر دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"تم بھی یہی چاہتے ہو نا کہ وہ مر جائے؟" وہ بولا" اسے وہیں رہنے دو۔ کچھ ہی منٹوں میں ہوا اسے نیچے گرا دے گی۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ وال تم آزاد ہو؟

میں ہچکچایا۔

"برڈن! دروازہ کھولو" وڈل کی آواز اس بار کمزور تھی" برڈن!"

"وہ مجھے بلا رہا ہے۔" میں نے احمقوں کی طرح کہا۔

"بلانے دو۔" ڈائیر نے بے رحمی سے کہا۔" اب تم نیچے اپنے کمرے میں جاؤ میں یہاں سنبھال لوں گا۔ وہ زیادہ دیر چھت پر نہیں ٹک سکتا۔"

"نہیں۔" میں نے کہا۔

میرے ذہن میں اپنے باپ کی تصویر گھوم گئی جب وہ خون سے

بھرے ہاتھوں کسی خرگوش کی کھال اتار رہا تھا۔ اچانک مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں وڈل کو کبھی شوٹ نہ کر سکتا تھا۔ مجھ میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی مجھے کسی کی بھی جان لینے سے نفرت تھی اور اب میں خاموشی سے اس کی موت کا تماشائی بھی نہیں بن سکتا تھا۔ مجھے اسے بچانا تھا! ایسا ممکن نہ تھا کہ وہ مجھے مدد کے لئے پکارے اور میں خاموش کھڑا رہوں۔

دروازے پر تھپتھپاہٹ اچانک رک گئی۔

"گیا!" ڈائیر نے خوش ہو کر کہا۔

وال نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا۔ میں دروازے کی طرف بڑھا۔

"پیچھے ہٹو" ڈائر نے مجھے روکتے ہوئے کہا۔

میں نے اسے ایک طرف ڈھکیلتے ہوئے دروازے کی کنڈی کھولنے کی کوشش کی۔ تبھی میرے سر پر ڈائیر کا ایک گھونسہ پڑا۔ میں لڑکھڑا گیا۔ ڈائیر نے دوسرا گھونسہ چلایا جو کہ میری آنکھ کے قریب چہرے پر لگا۔

اچانک مجھ پر دورہ سا پڑ گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ میری تمام مایوسی بھی غصے میں بدل چکی ہے۔ لپک کر میں نے ڈائیر کی گردن پکڑ لی اس نے ٹارچ گرا دی اور میرے ہاتھ گردن سے ہٹانے کے لئے زور کرنے لگا لیکن میں اُس سے زیادہ طاقتور تھا۔

وہ گھٹنوں پر گر گیا اور چھٹپٹانے لگا میں نے اپنی گرفت سخت کر دی تب مجھے وال کے چیخنے کی آواز آئی۔

"نہیں! نہیں!"

اس کی چیخوں نے مجھے ہوش میں لا دیا۔ میں نے ایک جھٹکے سے اسکی

گردن چھوڑدی دال کو ایک طرف ہٹایا اور پھر کوڑی پر زور لگانے لگا آخر میں نے اسے کھول ہی لیا۔ دروازہ کھلتے ہی ہوا اور آندھی کا جھکڑ تاریکی میں داخل ہوا۔ لیکن میں ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہوا باہر تاریکی میں چھت پر نکل آیا۔

"وڈل!" میں چلایا۔

بجلی چمکی اور میں نے اسے اپنے سے آٹھ فٹ دور پڑا ہوا دیکھ لیا چھت تقریباً پندرہ فٹ تک سطح تھی اس کے بعد اسکی ڈھلان شروع ہوتی تھی۔ وڈل اپنے پنجوں سے گیلے چھت کو پکڑ کر چپکا ہوا تھا لیکن آہستہ آہستہ ڈھلان کی طرف کھسکتا جا رہا تھا۔ ایک بار اُس جگہ پہنچ کر تو اسے گرنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا تھا۔

مجھے اپنے پیچھے دروازے کے بند کر دیئے جانے کی آواز آئی ڈائیر نے مجھے بھی موت کے منہ میں جھونک دیا تھا لیکن مجھے اب کوئی پرواہ نہیں تھی۔ مجھے صرف ایک دھن سوار تھی کہ کسی بھی طرح وڈل کو بچاؤں! میں نے ایک ہاتھ سے چھت کا کنارہ پکڑا اور اپنی ٹانگیں وڈل کی جانب کر دیں پھر میں چلایا۔

"وڈل!"

اس نے گردن اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ہوا کے ایک زبردست جھونکے نے مجھے اور نیچے کھسکا دیا لیکن میں نے ایک ہاتھ سے چھت کے منڈیر کا کنارہ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔ تب وڈل کا بڑھا ہوا ہاتھ میری ایڑی سے ٹکرایا۔ اور اس نے میری ٹانگ پکڑ لی۔

اسکے وزن اور ہوا کے زور سے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ میری پکڑ

چھوٹ جائے گی اور ہم دونوں ہی نیچے جاگریں گے۔ بازو گویا شانے سے اکھڑا جا رہا تھا۔ ادھر ڈول نے اوپر کھسکنا شروع کر دیا تھا۔ میرے جسم کے اوپر سے ہوتا ہوا وہ بھی چھت کے کنارے تک آگیا اور ہاتھ بڑھا کر سنڈیر کو تھام لیا۔ اب وہ مجھے گھسیٹتا ہوا چھت کے کنارے کنارے آتش دان کی چمنی کی طرف بڑھا اور ہم دونوں اسکی آڑ میں بیٹھ گئے ہوا چاروں طرف سنسنا رہی تھی لیکن ہم یہاں محفوظ تھے۔

"چھت کے دوسرے سرے پر ایک دروازہ اور ہے" ڈول نے میرے کان میں چیخ کر کہا" اگر وہ بند نہ ہوا تو ہم بچ سکتے ہیں۔"

بجلی کی روشنی میں میں نے اسکے چہرے پر نظر ڈالی۔ وہاں خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔ وہ پرسکون نظر آرہا تھا۔

"تم یہاں رکو" وہ مجھ سے بولا" میں اسے دیکھ کر آتا ہوں"

"وہاں تک جا نہیں پاؤ گے" میں نے چلا کر کہا۔

لیکن اس نے میری بات ان سنی کر دی اور چھت کا کنارہ تھامے دوسرے سرے کی طرف کھسکنے لگا۔ ہوا کا ایک زوردار ریلا آیا اور اسکی گرفت چھوٹ گئی۔ اگر فوراً ہی میں نے اسے پکڑ نہ لیا ہوتا تو اسکا نیچے گر جانا یقینی تھا۔

میں نے پھر اسے چمنی کی آڑ میں گھسیٹ لیا۔

"یہیں بیٹھنا پڑے گا" اس نے کہا۔

ہم وہیں بیٹھے رہے۔۔ آندھی بارش اور طوفان بدستور گرجتا رہا چمنی اگرچہ کسی کی بنی تھی اسکے ٹوٹنے کا خدشہ نہ تھا اور ہم کسی فوری خطرے

کی زد میں نہ تھے۔

منٹ گزرتے رہے یہ میری زندگی کے بدترین لمحات تھے۔ میرا دماغ سن تھا مجھے وقت کا بھی کوئی احساس نہ ہو سکا۔

اچانک ڈوڈل نے مجھے جھنجھوڑا۔

"وہ دیکھو!"

میں نے اسکی انگلی کی سمت نظر دوڑائی دور چھت کے دوسرے سرے پر ایک طاقتور ٹارچ کی روشنی دکھائی دی۔ روشنی چھت پہ رینگتی ہوئی ہم پہ آٹھہری اور پھر بجھ گئی۔

"گیسٹی ہے" ڈوڈل چلایا۔ مجھے امید کی ایک کرن دکھائی دی۔ روشنی پھر دکھائی دی اور اسکے ساتھ ہی گیسٹی کا طویل القامت جسم چھت پر رینگتا دکھائی دیا ایکبار ہوا کی تیزی سے وہ لڑھکتا ہوا نیچے کی طرف چلا میں نے سوچا کہ وہ گیا۔ لیکن دوبارہ جب بجلی چمکی تو وہ پھر مجھے اپنی طرف کھسکتا دکھائی دیا۔ اسکے جسم کے گرد ایک لمبی رسی لپٹی ہوئی تھی جیسے اس نے کسی جگہ سے باندھ رکھا تھا۔

آخر کسی طرح وہ ہمارے قریب آپہنچا۔

اس نے ڈوڈل کا ہاتھ تھام لیا اور ڈوڈل نے میرا۔ اسی طرح ہم تینوں رسی کی مدد سے آہستہ آہستہ کھسکتے ہوئے دوسرے سرے پر پہنچ گئے اس دروازے سے سب کے اندر داخل ہو جانے پر گیسٹی نے دروازہ بند کر دیا۔

"تم نے بہت دیر لگائی۔" ڈوڈل نے سخت لہجے میں کہا۔ "کہاں مر گئے تھے؟"

گیسٹی نے ایک ہنکار بھری۔

"رسی تلاش کر رہا تھا۔ اور باس اگر تم سوچتے ہو کہ یہ آسان ہے تو

تمہاری غلط فہمی ہے۔"

"وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"تمہاری آفس میں نقب لگانے میں مصروف۔"

"انہیں وہاں کافی وقت لگے گا ان کے خیال میں تم کہاں ہو؟"
گیسٹی نے خرخراتی سی آواز میں قہقہہ لگایا۔

"ڈاٹر نے مجھے اچھا الو بنایا۔ اس نے مجھے بستر سے اٹھایا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ تم باہر باغ میں ہو اور مصیبت میں ہو۔ میں جیسے ہی پچھلے دروازے سے آندھی اور طوفان میں باہر نکلا اس نے دروازہ بند کر کے مقفل کر دیا۔ تب بجلی کی روشنی میں میں نے تمہیں چھت پر دیکھا باغبان کے اوزاروں میں سے رستہ نکالا۔ اور ایک دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا ہوں اور اس راستے سے چھت پر آیا ہوں۔"

"انہیں میری آفس میں ایک گھنٹہ ضرور لگ جائے گا۔ تب تک نہا کر کپڑے بدل لیں" وڈل بولا "گیسٹی۔ برٹن کے لئے بھی لباس مہیا کرو میں ہیرسن کے کمرے میں ملوں گا۔" اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور سیڑھیاں اترتا نیچے چلا گیا۔

گیسٹی مجھے نچلی منزل پر ایک دوسرے کمرے میں لایا۔ اس نے لالٹین جلائی اور اپنی چمکدار آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"جاؤ دوست" وہ بولا "اپنی مدد آپ کرو۔"

میں کانپتی ہوئی ٹانگوں پر اٹھ کھڑا ہوا اور چھوٹے سے باتھ روم میں داخل ہوا۔ کپڑے اتار کر میں نے غسل کیا پھر کمرے میں واپس آیا۔ یہاں ایک الماری میں کافی کپڑے پڑے تھے۔ میں نے ایک قمیض اور پتلون نکالی

خوش قسمتی سے دونوں مجھے فٹ آ گئے میں مشین کی طرح حرکت کر رہا تھا میرا دماغ بالکل خالی تھا مجھے یہ ایک خوفناک خواب لگ رہا تھا اور دل میں دہشت کہ اس خواب سے جاگنے پر اس سے بھی زیادہ بھیانک حقیقت میری منتظر ہو گی۔

دروازہ اچانک کھلا اور روڈل اندر داخل ہوا۔ اس نے اپنے سے لمبا ڈریسنگ گاؤن پہن رکھا تھا۔

"آؤ برڈن! تمہیں ایک ڈرنک کی ضرورت ہے۔" وہ مجھے ٹبلر کے لیونگ روم میں لے جاتے ہوئے بولا۔

گیسٹی کمر کے گرد ایک تولیہ باندھے مشروبات تیار کر رہا تھا۔

"برڈن کو ایک جام دو اور باہر چلے جاؤ۔" روڈل نے تحکمانہ لہجے میں کہا

"بہت اچھا باس۔"

گیسٹی مجھے وہسکی کا ایک گلاس تھما کر باہر نکل گیا۔

"بیٹھ جاؤ برڈن۔" روڈل نے کہا "اور اگر سگریٹ پینا چاہو تو شوق سے پی سکتے ہو۔ اس بکس میں رکھے ہیں

میں نے وہسکی کے چند گھونٹ لیے اور گلاس میز پر رکھ کر بیٹھ گیا

"تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے برڈن۔" روڈل مجھے گھورتا ہوا بولا۔ تم نے اپنی جان پر کھیل کر میری جان بچائی۔" اس نے اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھ نہیں سکتا کہ تم نے ایسا کیوں کیا صرف ایک گھنٹہ پہلے تم مجھے گولی مار دینے کی تیاری کر رہے تھے!"

میں چونک کر اُسے دیکھتا رہ گیا۔

"بتاؤ تم نے میری جان کیوں بچائی برڈن؟" اس نے پھر کہا۔

لیکن میں سوچ رہا تھا کہ اسے کس طرح معلوم ہوا کہ میں اسے شوٹ کرنے والا تھا! میری حیرت دیکھ کر اس نے اپنا مخصوص قہقہہ لگایا۔

"برڈن! میں کسی غیر مرئی قوت کا حامل نہیں، حالانکہ میری بیوی نے تمہیں یقین دلا دیا ہے کہ میں شیطانی قوت و فطرت رکھتا ہوں۔ مجھے تمہارے اور اپنی بیوی کے تعلقات کا شروع سے علم تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ میری بیوی کتنی خطرناک تھی تو میں نے اس کوٹھی کے ہر کمرے میں آواز ٹیپ کرنے کا انتظام کر دیا۔ سان سالواڈور کے جس کمرے میں تم ٹھہرے تھے وہاں بھی میں نے ایک انتہائی طاقتور مائیکروفون فٹ کروا دیا تھا جس سے میں تم دونوں کی گفتگو سنتا تھا۔ پچھلے چند ہفتوں سے میں نہایت دلچسپی سے اسکے پلان سنتا رہا ہوں جو کہ وہ مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے بنا رہی تھی۔ اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس بارے میں اس کی صلاحیتیں دیکھ کر میں دنگ رہ گیا!"

"کیا کہہ رہے ہو تم؟" میں نے بھڑک کر کہا "وال خطرناک ہے؟ خطرناک تو تم ہو! اگر تم میرے بارے میں سب کچھ جانتے ہو تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں اسے بے حد چاہتا تھا اور چاہتا ہوں؟"

"میں اس حقیقت سے باخبر ہوں برڈن۔" وال نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "لیکن تم اب بھی نہیں سمجھ سکے کہ وہ تمہیں بے وقوف بنا رہی تھی؟ مجھے تمہاری حالت پر افسوس ہے!"

اس کی باتوں میں نہ آؤ میں نے اپنے دل میں کہا۔ اسی طرح دوسروں سے اپنی بات منوا لیتا ہے وال مجھے خبردار کر چکی ہے۔ اب وہ مجھے وال کے خلاف بھڑکا رہا ہے۔

"برڈن" کچھ توقف کے بعد وڈل نے کہا۔ "تمہیں ضرور صدمہ پہنچے گا والیری کسی سے بھی محبت نہیں کر سکتی۔ وہ لوگوں کو اپنے فائدے کیلئے استعمال کرنا ہی جانتی ہے۔ جیسے کہ اس نے تمہیں استعمال کیا۔ ڈائر کو بیوقوف بنایا۔ اور مجھ پہ بھی چالاکی آزمانے کی ناکام کوشش کی۔"

"میں تمہاری کسی بات کا یقین نہیں کر سکتا۔" میں نے چلا کر کہا "اس نے مجھے خبردار کر دیا تھا کہ تم شیطان ہو بے رحم اور ظالم ہو۔ تم نے اسے ہپناٹائز کر کے اسکی مرضی کے خلاف اس سے ہمبستری کی اس سے زیادہ ذلیل حرکت اور کیا ہو سکتی ہے؟"

اور پھر بھی تم نے میری جان بچائی برڈن؟" اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم نے ایسا کیوں کیا؟"

"کیوں کیا؟" میں نے کہا "اس لئے کہ میرے پاس ضمیر نام کی چیز ہے میں تمہارے خون کا الزام اپنے ضمیر پر لینے سے مر جانا بہتر سمجھتا ہوں۔"

"بہت اونچے اور قابل تعریف خیالات ہیں تمہارے اور پھر بھی تم میرے قتل کے لئے تیار ہو گئے تھے اس نے تمہیں یقین دلا ہی دیا تھا... کہ میں شیطان ہوں۔"

"میں تم سے اس کے بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

"کیا تم ابھی بھی یہی سوچتے ہو کہ میں نے اسے ہپناٹائز کر رکھا تھا؟"

اس نے پوچھا "میں جانتا ہوں کہ وہ دوسروں کو نہایت آسانی سے بیوقوف بنا سکتی ہے۔ لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں برڈن کہ مجھ میں ہپناٹزم کی قطعی صلاحیت نہیں۔"

"میں تم سے زیادہ اس پر یقین کرتا ہوں۔" میں نے کہا۔

طوفان کی شدت میں کوئی بھی کمی نہ ہوئی تھی۔ بارش اور ہوا کے تھپیڑے کوٹھی کے کھڑکیوں اور دروازوں سے ٹکرا کر بھیانک شور پیدا کر رہے تھے۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"شاید وہ میری آفس میں گھسنے میں کامیاب ہو چکے ہوں گے۔ آؤ وہیں چلیں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔"

اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں وہیں بیٹھا کچھ دیر سوچتا رہا۔ مجھے یاد آیا کہ کس طرح ڈاپئر نے ڈڈل کو چھت پر دھکیل دیا تھا۔ اس وقت وال کے چہرے پر کیسی شیطانی مسکراہٹ آگئی تھی! اس نے کہا تھا صرف یہی ایک راستہ رہ گیا تھا چونکہ تم اسے ٹھکانے لگانے میں ناکامیاب رہے اسلئے یہ کام ہمیں کرنا پڑا۔

"کیوں؟ حقیقت دیکھنے کی ہمت نہیں برڈن؟ تم اسے بہت پاکباز عورت سمجھتے ہو نا!" اس کے الفاظ مجھے کوڑے کی ضرب کی طرح محسوس ہوئے۔

میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اندھیری راہداری میں چلتے ہوئے ہم ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے کا دوسرا دروازہ ٹھیک میری آفس والے کمرے کے سامنے والا تھا۔

"ایک منٹ یہیں رکو۔" وہ بولا اور وہ اپنے بیڈروم میں چلا گیا۔

تین منٹ بعد وہ قمیض پتلون پہن کر نکلا۔

"آؤ اب دیکھیں!"

ہم نیچے ہال میں آئے۔ اسکی آفس کا دروازہ کھلا تھا اور اندر روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ میں نے گیسٹی کو بھی آفس سے دروازے کے باہر کھڑے دیکھ لیا۔ ہمیں دیکھ کر وہ ہمارے قریب آیا۔

"وہ تجوری کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں باس!"

"اسکا کھلنا مشکل ہے۔" ڈل بولا۔ پھر اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "برڈن یہیں سے دیکھو!"

مجھے وہاں سے کچھ صاف نہیں دکھائی دے رہا تھا۔

کچھ دیر بعد مجھے وال کی آواز سنائی دی

"کیا کر رہے ہو؟ اتنی دیر ہو گئی اور تجوری نہیں کھول سکے! تم تو کہہ رہے تھے کہ تم کھول لو گے۔ اب اسے جلدی کھولو۔"

"اس نے نمبر تبدیل کر دیئے ہیں۔" ڈائیر چلایا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ "یہ نہیں کھل رہی۔"

"تمہیں کھولنا پڑیگا حرامزادے۔" وال چیخ کر بولی۔ "کیا میں نے اتنی مصیبت مفت میں اٹھائی ہے؟"

وال کا ایک ایک لفظ مجھے سوئی کی طرح چبھ رہا تھا۔ تبھی مجھے ڈل کا اشارہ ملا۔ "آؤ برڈن اندر چلیں۔" اس سے پہلے کہ میں اسے روکتا وہ اندر داخل ہو چکا تھا۔ طوفان کے شور سے بلند مجھے وال کی چیخ سنائی دی۔ میں بھی اندر داخل ہو گیا۔

ڈائیر دیوار میں بنی بڑی تجوری کے پاس کھڑا تھا اس کے قریب تین لالٹینیں

پڑی تھیں۔ وال اس کے قریب پتھر کی طرح ساکت کھڑی تھی اس کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئی تھیں۔

"ہوں! تو کامیابی نہیں ملی؟" ڈول اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔

"ہاں میں نے قفل کا نمبر بدل دیا تھا۔ اس نے قہقہہ لگایا" یہ دیکھو دالیری بیچارہ برڈن بھی یہاں موجود ہے تمہیں دیوی سمجھتا ہے!"

میں وال کو گھورتا رہ گیا۔ ناکامیابی۔ مایوسی اور خوف سے اس کی شکل اتنی بدل گئی تھی کہ وہ مجھے اجنبی سی لگی۔ پھر گیسٹی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی وال کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ ڈائیر جو کہ اپنی جگہ یوں ہکا بکا کھڑا تھا گویا لقوہ مار گیا ہو دہشت سے سفید پڑ گیا۔

وڈول میز کے پیچھے اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ برڈن کو سب حقیقت بتا دی جا چکی ہے" وہ بولا۔

"اس نے میری جان بچائی ہے اس لئے اسے سب کچھ بتا دیا میرے لئے ضروری ہو گیا ہے" اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا "برڈن بیٹھ جاؤ۔ اور تم دونوں بھی!"

کچھ ہچکچا کر وال ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ ڈائیر نے بھی ایک لمحہ گیسٹی کی طرف دیکھا اور دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ میں وڈول کی بتائی ہوئی کرسی پر جا بیٹھا۔

"ٹھیک!" وڈول نے سر ہلا کر کہا وہ سیدھے میری طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں اب تمہیں سمجھاتا ہوں کہ کس طرح ان دونوں نے تمہیں تقریباً میرے قتل کے لئے تیار کر ہی دیا تھا اس تجوری میں جسے ڈائیر کھولنے کی کوشش کر رہا تھا اسی لاکھ ڈالر کے بیریر بانڈز رکھے ہیں۔ یہ پیسہ۔ میرا کمیشن کاٹ لینے کے بعد سارا سان سالواڈور کی حکومت کا ہے۔ چونکہ اس سودے میں ڈائیر نے

بھی کچھ کاغذی کارروائی کی تھی اسلئے وہ جانتا تھا کہ تجوری میں بانڈ رکھے ہوئے ہیں۔

میں نے کئی ہفتوں پہلے پتہ چلا لیا تھا کہ میری بیوی کے اس سے ناجائز تعلقات ہیں۔ مجھے اس سے کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ کافی عرصے سے مجھے اس پر بھروسہ نہیں تھا۔ وہ میرے مہمانوں کے لئے ایک اچھی میزبان ثابت ہوئی تھی اس لئے میں نے اس کی بے وفائیوں کو نظر انداز کر رکھا تھا لیکن یہ بات مجھے برداشت نہ تھی کہ میرا ایک نوکر بھی نمک حرامی کا مرتکب ہو رہا تھا۔

میں نے پورے مکان میں آواز ٹیپ کرنے کے انتظام کر دیئے۔ میرا یہ اقدام بہت سود مند نکلا۔ جلد ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ دونوں میرے قتل کا پلان بنا رہے ہیں۔ ان کی گفتگو کا پورا ٹیپ میرے پاس محفوظ ہے ڈائر نے والیری کو اسی لاکھ کے بانڈز کے متعلق بتایا۔ اور کہا کہ وہ سیف کھول سکتا ہے۔ ادھر کچھ دنوں سے والیری بھی مجھ سے پیچھا چھڑانے کے درپے تھی۔ میری بیوہ کی حیثیت سے اسے کافی دولت مل سکتی تھی۔ اس پر اسی لاکھ ڈالر کی رقم نے اسے بے چین کر دیا۔ اس نے ایک تیر سے دو شکار کرنے چاہے۔ اس موضوع پر بھی ان دونوں کی گفتگو کا ایک بہت دلچسپ ٹیپ میرے پاس موجود ہے۔ جس میں والیری ڈائر کو میرے قتل کے لئے اکسا رہی ہے لیکن ڈائر میں ہمت نہ تھی وہ والیری اور میری دولت کو تو چاہتا تھا لیکن قتل کے الزام میں پھنسنے کو تیار نہ تھا۔ والیری نے اس ٹیپ میں بذاتِ خود مجھے قتل کرنے کے امکان پر بھی بحث کی ہے لیکن وہ پولیس کی تفتیش سے خوفزدہ تھی۔ وہ جانتی تھی کہ میری موت کے بعد اس پر شک کیا جانا لازمی تھا۔ اور اس اسٹیج پر میرے پیارے بھولے

برڈن تم داخل ہوئے!

جب مجھ سے والیری نے اصرار کیا کہ سان سالوا ڈور کے دورے میں تمہیں کو بطور گائیڈ رکھا جائے تو میرے کان کھڑے ہو گئے۔ میرے پاس ایک اور ٹیپ ہے اگر تم سننا چاہو۔ اس میں ان دونوں نے تم سے میرا قتل کروانے کے پلان پر گفتگو کی ہے! مجھے اس کے صحیح لفظ یاد نہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس نے ڈائیر سے کہا تھا کہ تم اس پر مرتے ہو۔ اور وہ تمہیں ایک بار پھر پھسلا لے گی۔ اور جب تم اسکے چنگل میں آ گئے تو وہ تمہیں یقین دلا دے گی کہ وہ ہپناٹزم کے زیر اثر ہے اور میں نے اسکی مرضی کے خلاف اسکے ذہن پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اسکے آزاد ہونے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے میری موت! انتہائی لغو اور بکواس برڈن! میں نے تمہیں کہا تھا کہ اس بکواس پر یقین نہ کرنا! میں نے سان سالوا ڈور میں تمہارے اور اسکے دونوں کے کمروں میں مائیکروفون لگوا دیئے تھے۔ اور میں اس کی تم سے اس موضوع پر جو گفتگو سنی اس نے مجھے حیران کر دیا ٹربی اور سیونگالی!.... بھولے برڈن تم کتنے معصوم نکلے کہ اس پر یقین کر بیٹھے! کہ میرے قبضے میں شیطانی قوتیں ہیں اور میں نے اس کے ذہن پر قبضہ جما رکھا ہے.....

لیکن اس کی بیان کی تصدیق کے لئے ڈائیر موجود تھا! ڈائیر نے اس نیم حکیم کو کچھ رقم دے کر راضی کر لیا کہ جب تم اس سے کچھ جانکاری چاہو تو وہ وہی بتائے جو یہ دونوں چاہتے تھے.....

ڈاکٹر راباج! میں نے اس کے بارے میں بھی معلوم کیا.... وہ تو دس ڈالروں کے لئے اپنی ماں کو بھی بیچ سکتا ہے! لیکن خیر! وال اور ڈائر تمہارے حساس دماغ میں یہ بات بٹھانے میں کامیاب ہو گئے کہ میں وال سے اسکی

مرضی کے خلاف بہ بستر ہوتا ہوں! آخر میں انہوں نے میری حالت کی تمہارے سامنے یوں تصویر کشی کی گویا میں دیوالیہ ہو چکا ہوں اور کسی بھی وقت خودکشی کر سکتا ہوں ...... تم ان کی باتوں میں اتنے پھنس گئے کہ یہ موقع غنیمت جان کر مجھے شوٹ کرنے کو تیار ہو گئے۔

وہ پھر ہنسا

"اس کی یہ کہانی کہ مجھے زبردست خسارہ ہوا ہے ...... انکم ٹیکس والے میرے پیچھے پڑے ہیں اور میں ملک چھوڑ کر بھاگنے کی فراق میں ہوں سب بکواس ہے لیکن تم اس کہانی سے اتنا مرعوب ہو گئے کہ مجھے مجبور ہو کر تمہاری پستول ہٹانی پڑی۔ اور اس کی حالت تو نوم میں ہونے کی اداکاری!"

وہ پھر ہنسا۔ "اس گھٹیا ڈرامہ کمپنی کی ٹریننگ کی مرہون منت ہے جہاں تمہاری سکریٹری بننے سے قبل وہ تین سال تک کام کرتی رہی۔ اسکی اداکاری نے تمہیں ہی نہیں ڈاکٹروں کو بھی چکر میں ڈال دیا۔ بہر طور میں تم پر زور نہیں دیتا کہ تم میرے بیان پر یقین کرو۔ لیکن تم ٹیپ سن سکتے ہو۔ اس سے تمہارا شک دور ہو جائے گا۔"

اس نے وال کی طرف دیکھا جو اپنی ہتھیلیوں پر نظریں جمائے بیٹھی تھی "پوری طرح ہوشیار ہونے کے باوجود بھی یہ مجھے مات دے گئی۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس کی صلاحیتوں کو پوری طرح سمجھ نہیں سکا تھا! میں نے ڈائیر کی ہمت کے بارے میں بھی غلط اندازہ لگایا۔ مجھے امید نہ تھی کہ اس میں اتنی ہمت ہوگی جس کا مظاہرہ یہ کر چکا ہے۔ حالانکہ انہیں بانڈز ملنے کا کوئی امکان نہ تھا لیکن مجھے تو قریب قریب یہ لوگ ختم کر ہی چکے تھے۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج رات کے لیے اتنا ہی بہت ہے۔ اگر تم چاہو تو کل ٹیپ سن سکتے ہو۔ بہت دلچسپ ہیں۔ تمہارا وقت اچھا گزرے گا۔ اور ویسے بھی اس طوفان میں پورا دن اندر ہی گزارنا ہے۔ ہمیں شاید تین دن یہاں رکنا پڑے۔ مجبوری ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ لوگ اپنے اپنے کمروں تک ہی محدود رہیں۔ گیسٹی آپ لوگوں کے کھانے پینے کا خیال رکھے گا۔ کسی کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں والیری کے لئے طلاق کا انتظام کردونگا ڈائیر کو کہیں اور نوکری ڈھونڈنی پڑے گی۔ اور جہاں تک تمہارا تعلق ہے ہے بروڈن میں تمہیں جگہ دے سکتا ہوں۔ لیکن اس بارے میں ہم کل گفتگو کریں گے۔"

وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ گیسٹی اسکے ساتھ ساتھ تھا۔

"گڈ نائٹ" اس نے دروازے کے پاس ٹھہر کر کہا اور باہر نکل گیا

میں نے وال کی طرف دیکھا جو کہ اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے نیچے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر میں نے ڈائیر پہ نظر ڈالی۔ اس نے فوراً اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا اور کچھ بڑبڑاتا ہوا اٹھ کر باہر چل دیا میں وہیں بیٹھا رہا طوفان کا شور بدستور اسی جوش و خروش سے تھا۔

"وال" میں نے کہا۔

اس نے اپنی نظریں اوپر نہیں اٹھائیں

"وال!" میں نے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔ "کہہ دو کہ وہ جھوٹ کہہ رہا تھا۔ اسکا بیان سراسر بکواس تھا اور میں تم پر یقین کر لوں گا وال!"

وہ اب بھی اسی طرح ساکت بیٹھی رہی۔ نہ ہی اس نے کچھ جواب دیا نہ ہی مجھ سے نظریں ملائیں!

" وال ! وہ ضرور جھوٹ کہہ رہا تھا۔ کہو وال کچھ تو کہو ! تم مجھ پر اس قدر ظلم نہیں کر سکتیں وال۔ میں نے تم سے بے تحاشا محبت کی ہے۔ میں اب بھی تمہیں اسی قدر چاہتا ہوں۔ صرف اتنا کہہ دو کہ وہ جھوٹ کہہ رہا تھا۔"

وہ خاموش رہی۔

" تمہیں خدا کا واسطہ وال کہو۔"

اچانک اس نے انکار میں سر ہلایا اور سخت لہجے میں بولی

" وہ جھوٹ نہیں کہہ رہا تھا !"

خیر! میں نے اپنے دل کو تسلی دی۔ وال نے کچھ کہا تو!

" وال ڈارلنگ ! اب میری بات سنو۔ وہ تمہیں طلاق دینے والا ہے۔ کم سے کم تم اس سے آزاد تو ہو ہی رہی ہو۔ اب ہم دونوں پھر یکجا ہو سکتے ہیں۔ جب تک روڈا مجھے طلاق نہ دے ہم شادی تو نہیں کر سکتے لیکن اکٹھے کام ضرور شروع کر سکتے ہیں۔ ڈارلنگ۔ جو کچھ ہوا مجھے اس کی قطعی پرواہ نہیں۔ مجھے ڈائر سے بھی کوئی پرخاش نہیں میں صرف تمہیں چاہتا ہوں آؤ ہم نئے سرے سے زندگی شروع کریں اور ماضی کو بھول جائیں !

اس نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا اسکی نظروں سے حقارت عیاں تھی۔ میں کانپ گیا۔

" نئی زندگی اور تمہارے ساتھ ؟" وہ اٹھتی ہوئی بولی " تم بزدل ہو ہے! ڈرپوک ! مجھے تم سے کبھی بھی محبت نہ تھی۔ تم میرے لئے صرف دل بہلانے کا ذریعہ تھے۔ اس سے زیادہ کبھی میں نے تمہیں اہمیت نہیں دی !"

اچانک اسکی آواز تیز چیخ میں بدل گئی۔

کسے ضرورت ہے تمہاری گھٹیا اور نکمی محبت کی! خدا کرے مجھے کبھی تمہاری شکل تک نہ دکھائی دے۔

وہ کمرے سے باہر نکل گئی میں اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بیٹھا رہا۔ بھیانک خواب حقیقت بن کر سامنے آچکا تھا!

بادلوں کی گرج سے مکان لرز رہا تھا۔ ہوا کھڑکیوں اور دروازوں سے ٹکرا کر کان پھاڑ دینے والا شور پیدا کر رہی تھی۔

میری نگاہیں فرش پر بچھے قالین پر جمی تھیں اور میرے کان میں وال کے یہ بے رحم الفاظ گونج رہے تھے "مجھے کبھی بھی تم سے محبت نہ تھی!"

چھ سالوں سے جس عورت کو میں نے والہانہ انداز میں چاہا تھا جس کی پرستش کی تھی اس کے یہ الفاظ برچھی کی طرح میرے ذہن میں چبھ رہے تھے۔ اس اعصاب شکن ماحول میں مجھے ایسا لگا گویا میری زندگی کا اختتام آچکا ہو۔

"اے بیٹے! اب جاگو۔"

گیسٹی کی آواز سن کر میں نے سر اٹھایا۔ وہ میرے قریب کھڑا تھا۔ مسکرانے کی کوشش میں اسکا منہ ٹیڑھا نظر آرہا تھا۔

"مجھ سے دور رہو۔" میں نے چونک کر کہا۔

"اٹھو دوست اب اپنے پیروں پر کھڑے نظر آؤ۔ میں تمہیں تمہارے کمرے میں ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔"

اس کے لہجے میں دھمکی پوشیدہ تھی۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نہیں

چاہتا تھا کہ وہ مجھے ہاتھ لگائے لیکن اس نے ہاتھ بڑھا کر میری کلائی تھام لی۔ اسکی گرفت آہنی تھی۔ وہ مجھے ڈول کی آفس سے نکال کر زینے طے کراتا اوپری منزل کی راہداری پر لایا۔ یہاں ڈول مجھے اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں ایک ٹارچ تھی جس کا رخ میرے کمرے کی طرف تھا۔

میں نے ایک لمحہ رک کر اسکی طرف دیکھا۔

اسی وقت بادل کچھ زور سے گرجے۔ ڈول نے اپنے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ لیکن ڈول کی چھوٹی چمکدار آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر تھا جس نے میری رگوں میں لہو جما دیا۔

"چلو دوست" گیٹی نے مجھے ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔

مجھے اچانک خطرے کا احساس ہونے لگا۔ اب ہم میرے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے گیٹی نے دروازہ کھولا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ ضرور کوئی بھیانک حادثہ ہونے والا ہے اس لئے میں وہیں رک گیا۔ میرا جی چاہا کہ اس خوفناک طوفانی رات میں چیختا ہوا باہر نکل جاؤں اس منحوس مکان سے دور!

آہنی انگلیوں کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ اور پھر اچانک گیٹی نے اپنے زبردست شانے کی ٹکر میرے کندھے پر رسید کی۔ میں لڑھکتا ہوا اپنے کمرے کے اندر جا گرا۔ دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

میں ٹٹولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ میرے ہاتھ بستر سے ٹکرائے اور میں اسی پر بیٹھ گیا۔

میرا جی گھبرانے لگا۔ کچھ انہونی سی ہونے والی تھی۔ کوئی ایسا

حادثہ جسے روکنے سے میں لاچار تھا۔ بستر پر گدے میں بنجے گاڑے میں منتظر رہا.... میرا دل زور زور سے پسلیوں سے ٹکرا رہا تھا۔ طوفان کے شور میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

پھر مجھے ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ جو کہ جلد ہی طوفان میں دب گئی۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ میں نے انسانی چیخ سنی ہے۔

میں ٹٹولتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے پر پہنچ کر میں نے ہینڈل کو گھما کر اسے کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ باہر سے مقفل تھا۔ مجھے اندر قید کر دیا گیا تھا۔

چیخ مجھے دوبارہ سنائی دی اس بار مجھے پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ وال چیخ رہی تھی۔

میں نے دروازے پر ٹکر ماری۔ لیکن ایسا لگا گویا کسی دیوار سے ٹکرا گیا ہوں۔ دروازہ نہایت مضبوط تھا۔ میں نے پھر پاگلوں کی طرح ہینڈل دبایا۔ لیکن اس نے جنبش تک نہ کی۔ میں نے زور سے دروازے پر گھونسے برسانے شروع کر دیئے۔

لیکن طوفان میں دروازے کی کھٹکھٹاہٹ کیسے سنائی دیتی۔

پھر ہوا کا ایک زبردست ریلا اندر آیا۔ شاید چھت والا دروازہ کھولا گیا تھا۔

"وال!" میں چلایا۔

میں نے پھر دروازے پر زور آزمائی کی لیکن بے سود! اور پھر ہوا کا اندر آنا تھم گیا۔ شاید وہ دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔

کافی دیر طوفان کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دی۔ میں

دروازے سے کان لگائے کھڑا رہا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا گویا میرے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹ گیا ہو۔ یہ ایک ایسا احساس تھا جس نے مجھے اچانک تھکن اور مایوسی کے سمندر میں ڈھکیل دیا۔

میں واپس ٹٹولتا ہوا بستر پر آیا اور نڈھال ہو کر بیٹھ گیا مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وال مرچکی ہو! شاید گیسٹی نے اسے زبردستی چھت پر ڈھکیل دیا تھا جہاں کچھ دیر پہلے ڈڈل اور میں موت و زندگی کی کشمکش میں مبتلا رہ چکے تھے اور صرف میری وجہ سے ہی ڈڈل کی جان بچی تھی۔

اس چیخ کی بازگشت اب بھی میرے ذہن سے ٹکرا رہی تھی۔

اچانک دروازہ کھلا۔ اور ڈڈل لالٹین لئے اندر داخل ہوا۔

" ایک افسوسناک حادثہ ہو گیا ہے برڈن " وہ لالٹین میز پر رکھتا ہوا بولا۔ " والیری پر دورہ پڑ گیا تھا" اس کی چھوٹی چھوٹی تیز چمکدار آنکھیں فتحمندی کے احساس سے سرشار تھیں۔ " پاگل پن کا دورہ سمجھے؟ ڈاکٹر کہہ ہی رہے تھے کہ وہ نروس بریک ڈاؤن کا شکار ہے طوفان نے اسکے اعصاب پر اور برا اثر ڈالا۔ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھی اور اس سے قبل کہ میں اسے روک سکتا وہ باہر چھت پر نکل گئی۔ آندھی نے اسے نیچے لا پٹکا اور وہ مر گئی " اس کی آنکھیں لگاتار مجھ پر مرکوز تھیں۔

"سمجھ گئے؟ "

" تم نے اس کا خون کر دیا " میں نے کہا۔

" پاگل نہ بنو برڈن۔ یہ ایک حادثہ تھا... اور ڈاینر...... "

اس نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا " وہ بیچارہ تو ہیرو بن گیا۔ اس سے

پہلے کہ میں یا گینٹی اسے روک سکتے وہ وال کو بچانے کی کوشش میں خود جاں بحق ہو گیا.... سمجھے یا نہیں ؟

"تم نے دونوں کا خون کر دیا" میں نے پھر کہا۔

کوئی بھی میری زندگی یا دولت چرانے کی کوشش بغیر اسکی قیمت چکائے نہیں کر سکتا۔" اس کی آواز اچانک غراہٹ میں بدل گئی۔" تم اس جھمیلے سے بالکل الگ ہو برڈن۔ تم سو رہے تھے اور تم نے کچھ بھی نہیں سنا۔ مجھے اس میں شک ہے کہ پولیس تم سے کچھ پوچھ تاچھ کرے گی لیکن اگر وہ پوچھیں تو تم جانتے ہو تمہیں کیا کہنا ہے میں یہ توقع تمہیں صرف اسلئے دے رہا ہوں کہ تم نے میری جان بچائی تھی گینٹی دروازے پر نمودار ہوا اور مجھے خوفناک نگاہوں سے گھورنے لگا۔ اسے دیکھتے ہی میرے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔

"ہاں یہ ایک حادثہ تھا"

میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔" رڈل نے سر ہلایا۔

"اس قسم کے لوگوں کو جینے کا کوئی حق نہیں تھا۔"

وہ کافی دیر مجھے گھورتا رہا۔ پھر باہر نکل گیا۔ گینٹی بھی اسکے ساتھ چلا گیا۔

میں لالٹین کی ٹمٹماتی لو پر نگاہیں جمائے بیٹھا رہا۔ وال کے خوابوں کے بغیر زندگی میں کوئی کشش نہیں تھی..... اب میں کس کے سہارے زندہ رہوں گا !

پھر اچانک مجھے روڈا کا خیال آیا۔ اپنے بھونڈے پن کے باوجود وہ کچھ نہ ہونے سے تو بہتر تھی۔ میں وہاں بیٹھا طوفان کا

شور سنتے ہوئے سوچنے لگا کہ واقعی تنہائی کی زندگی سے تورروڈا کا ساتھ بہتر تھا۔ انہیں خیالات میں غرق میں خود کو آیندہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنے لگا۔

رمیش چندر شرما (بی ایس سی اے آئی سی)
۲۴ پٹیل نگر عالم باغ
لکھنؤ

ختم شد

جیمس ہیڈلے چیز کے دیگر جاسوسی ناول

مترجم رمیش چند شرما

دست قضا	قیمت چودہ روپے
جلاد	قیمت سولہ روپے
موت کی دستک	قیمت سولہ روپے
وقت کے شکار	قیمت سولہ روپے
موت کا کھیل	قیمت سولہ روپے